اصولِ معاشیات

آندھرا پردیش کے انٹرمیڈیٹ نصاب کے بموجب

سیّد علی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی

اصولِ معاشیات

[آندھرا پردیش کے انٹرمیڈیٹ نصاب کے بموجب]

سیّد علی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
ویسٹ بلاک۔ ا، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066

Usool-E-Maashiat
By: Syed Ali

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت :

پہلا اڈیشن : 1989

دوسرا اڈیشن : جولائی 2002 تعداد 1100

قیمت : =/47

سلسلہ مطبوعات : 629

ناشر : ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، ویسٹ بلاک۔1، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔ 110066

طابع : جے۔کے آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خداداد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے اُن اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تطہیر سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدارسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقۂ اثر میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب

ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر دلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کیں ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے اب ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا پروگرام شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ

ڈائرکٹر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

چوتھا باب: پیداوار 71-99

تعریف۔ عاملینِ پیداوار۔ عملِ پیدائش۔ متغیر تناسبوں کا قانون۔
قوانینِ پیمانہ حاصل۔ تکثیر، تقلیل اور مستقل حاصل۔

پانچواں باب: قدر اور مبادلہ 100-131

رسد کا تصور۔ عمل رسد اور رسد کی تغیر پذیری۔ لاگت کا تصور۔
جملہ لاگت۔ اوسط لاگت اور مختتم لاگت۔ حاصلات کا تصور کل حاصلات،
اوسط حاصلات اور مختتم حاصلات۔ بازار/ مارکیٹ۔ تعریف اور قسمیں
مکمل اور غیر مکمل (اجارہ) مارکیٹ۔ مکمل مقابلہ میں اور اجارہ میں
قیمت کا تعین۔

چھٹا باب: تقسیم 132-147

عاملینِ پیدائش کی خدمات کا معاوضہ۔ مختتم پیداواری کا نظریہ۔
لگان، اُجرت، سود اور نفع کا تصور

ساتواں باب: زر اور بینک کاری 148-169

زر کا تصور۔ زر کے کام۔ زر کی طلب۔ زر کی رسد کے ذرائع۔
بینک بحیثیت خالق زر۔
تجارتی بینک کے فرائض۔ مرکزی بینک کا رول اور اہمیت۔
ریزرو بینک آف انڈیا۔

آٹھواں باب: بین الاقوامی تجارت 170-175
اندرونی اور بیرونی تجارت میں فرق۔ بین الاقوامی تجارت کے
فائدے۔ متوازن ادائیگی۔

نواں باب: عوامی مالیہ یا حکومتی مالیہ 176-192
خانگی مالیہ اور عوامی مالیہ میں فرق۔ عوامی آمدنی اور خرچ۔ راست ٹیکس
اور بالواسطہ ٹیکس۔ فائدے اور نقصانات۔ عوامی قرض۔

فہرست

پہلا باب: **معاشیات کی تمہید** 8-22

معاشیات کی خاصیت اور وسعت۔ دیگر سوشل سائنسوں سے معاشیات کا تعلق۔ معاشیات کی تعریفیں، دولت کی تعریف، فلاح کی تعریف اور قلت کی تعریف۔ معاشیات کی وسعت۔ روایتی نقطۂ نظر۔ صرف، پیداوار، قدر اور تقسیم۔ جدید نقطۂ نظر (APPROACH) جزوی معاشیات اور کلی معاشیات۔

دوسرا باب: **معاشیات کے بنیادی تصورات** 23-38

بنیادی تصورات، مفت اشیا اور معاشی اشیا۔ اشیائے صرف اور اشیائے اصل۔ درمیانی اشیا۔ معاشی نظام خصوصیات۔ معاشی نظام کی قسمیں۔ سرمایہ دارانہ نظام۔ اشتراکی نظام اور مخلوط نظام۔

تیسرا باب: **صرف** 39-70

احتیاجات، انسانی احتیاجات کی خصوصیات، افادہ کا تصور۔ قانون مختتم تقلیل افادہ۔ مفروضے۔ حدود اور اہمیت۔ صارف کے توازن کا قانون۔ قانون مساوی افادہ مختتم، اہمیت۔ قانونِ طلب۔ عملِ طلب۔ طلب کی قسمیں۔ خط طلب کی خصوصیت۔ خط طلب بائیں سے دائیں نیچے کی طرف جھکا ہوا رہنے کی وجوہات۔ مستثنیات۔ طلب کی لچک پذیری۔ تعریف۔ طلب کی لچک پذیری کی قسمیں اور اہمیت۔

پہلا باب

معاشیات کی تمہید

علم معاشیات کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی سے ہے۔ ہم غیر محسوس طور پر روزانہ کئی معاشی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں۔ صبح اٹھنے کے ساتھ ہی دانت صاف کرنے کے لیے ٹوتھ برش اور پیسٹ یا کوئی منجن استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد چائے یا کافی پیتے ہیں۔ اسی طرح صبح سے شام تک کئی اشیا استعمال کرتے ہیں۔ اشیا خریدنے کے لیے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیسہ کمانے کے لیے کوئی نہ کوئی کام کرنا پڑتا ہے۔ کام کرنے سے اشیا کی پیداوار ہوتی ہے۔ اشیا کی تیاری کے بدلے میں پیسہ معاوضہ کے طور پر حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح ہم روزانہ اشیا بناتے ہیں اور ان کو استعمال کرتے ہیں۔ صبح سے شام تک ہم کئی اشیا استعمال کرتے ہیں۔ اس کو صرف کہتے ہیں۔ اشیا کی تیاری کو 'پیداوار' کہتے ہیں۔ مثلاً مزدور کے کسی فیکٹری میں اشیا کی تیاری یا ڈاکٹر کے دواخانہ میں مریضوں کی خدمت کرنے یا استاد کے کالج میں طلبا کو پڑھانے کے عمل کو اشیا اور خدمات کی پیداوار کہتے ہیں۔ کسی شے کی پیداوار کے لیے چار عاملین ہونا ضروری ہے۔ وہ ہیں مزدور، زمین، سرمایہ اور منتظم۔ منتظم دیگر تین عاملین کو یکجا کرکے اشیا پیدا کرتا ہے۔ اشیا کو مارکیٹ میں فروخت کرکے دیگر تین عاملین کو پیداوار کا معاوضہ ادا کرتا ہے۔ جیسے مزدور کو اجرت، زمین کے مالک کو لگان اور سرمایہ پر سود اور بچی ہوتی رقم منافع کے طور پر خود رکھتا ہے۔

معاشیات کی خاصیت اور وسعت

NATURE AND SCOPE OF ECONOMICS

معاشیات ایک سماجی علم ہے۔ اس کا تعلق انسان کے احتیاجات اور ان کی تسکین سے ہے۔ علم معاشیات میں اس امر پر غور کیا جاتا ہے کہ انسان کس طرح آمدنی کماتا اور خرچ کرتا ہے۔ آمدنی حاصل کرنے کے لیے ہم کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ کسان زراعت کرتا ہے، مزدور فیکٹری میں کام کرتا ہے، ڈاکٹر مریضوں کی خدمت کرتا ہے، استاد طلبا کو پڑھاتا ہے۔ اس طرح ہر شخص پیسہ کمانے کے لیے کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے۔ ہم پیسے سے اشیا اور خدمات خریدتے ہیں۔ اشیا اور خدمات ہمارے احتیاجات کی تکمیل کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ احتیاجات معاشی جدوجہد کی بنیاد ہیں۔

انسان کے احتیاجات لامحدود ہیں۔ غذا، لباس اور مکان انسان کی بنیادی ضروریات ہیں۔ صرف بنیادی ضروریات کی تکمیل سے انسان مطمئن نہیں ہوتا بلکہ اس کے علاوہ عمدہ لباس، ریڈیو، فرنیچر، ٹیلی ویژن، کتابیں اور اسی قسم کی اشیا استعمال کرنا چاہتا ہے۔ انسان کی خواہشات کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ اشیا اور خدمات انسان کی خواہشات کی تکمیل کرتی ہیں۔ اشیا اور خدمات حاصل کرنے کے لیے ہم جدوجہد کرتے ہیں۔ جدوجہد کی بنیاد پر اشیا اور خدمات تیار ہوتی ہیں اور آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اشیا اور خدمات کے حصول کے لیے جب ہم پیسہ خرچ کرتے ہیں اور اشیا یا خدمات استعمال کرتے ہیں تو ہماری خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر احتیاجات نہ ہوتے تو معاشی جدوجہد کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ احتیاجات معاشی جدوجہد کی بنیاد ہیں۔ احتیاجات، جدوجہد اور تسکین علم معاشیات کے بنیادی موضوعات ہیں۔

ارسطو کے زمانے میں علم معاشیات کو گھریلو انتظام (HOUSE HOLD MANAGEMENT) کا مضمون سمجھا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ علم معاشیات کی تعریف میں وسعت پیدا ہوئی اور اس کو سیاسی معاشیات (POLITICAL ECONOMY) اور قومی معاشیات (NATIONAL ECONOMY) کا درجہ دیا گیا۔ آج کے دور میں معاشیات کا انسان کی سماجی اور سیاسی زندگی سے گہرا تعلق ہے، اور معاشی مسئلہ سیاسی سماجی

اور قومی مسائل کی بنیاد ہے۔ ایک ہی ملک کے مختلف علاقوں کی معاشی ترقی میں عدم یکسانیت کی وجہ سے سیاسی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ سماج کے دو گروہوں کے درمیان جھگڑے اور فساد کی بنیاد دولت اور آمدنی کی تقسیم میں عدم یکسانیت ہوتی ہے۔

معاشی قوانین کی خصوصیات کے مطالعہ سے علم معاشیات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ فطری یا طبعی علوم کے قوانین میں مکمل قطعیت پائی جاتی ہے۔ لیکن معاشی قوانین کی قطعیت محدود ہوتی ہے۔ کیونکہ علم معاشیات میں انسان کے طرز عمل سے بحث کی جاتی ہے اور انسان کے طرز عمل میں کسی بھی وقت تبدیلی آسکتی ہے۔ طبعی قوانین کو تجربہ خانوں میں ثابت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن معاشی قوانین کو ثابت کرنے کے لیے کوئی تجربہ خانہ نہیں ہے۔

معاشی قوانین کسی نتیجہ کی وجوہات کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ معاشی قوانین کا تعلق انسان کے طرز عمل سے ہے اس میں انسان کے پیدا کار اور صارف کی حیثیت سے اپنائے جانے والے طرز عمل سے بحث کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ معاشیات میں چند قوانین ایسے ہیں جو طبعی قوانین کی طرح قطعی ہیں۔ مثلاً متغیر تناسب کا قانون۔ (LAW OF VARIABLE PROPORTION) وغیرہ۔ پروفیسر مارشل کے مطابق معاشی قوانین مدوجزر کے قوانین کی طرح غیر یقینی ہوتے ہیں کیونکہ حالات میں تبدیلی سے نتائج میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مثلاً قانون طلب کے مطابق جب کسی شے کی قیمت میں کمی ہوتی ہے۔ تو اس شے کی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور قیمت میں زیادتی سے طلب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے لیکن کسی شے کی قیمت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ صارف کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو جائے تو طلب کی مقدار میں کمی نہیں ہوگی اس طرح معاشی قوانین چند مفروضوں پر منحصر ہوتے ہیں۔

دیگر سماجی علوم سے معاشیات کا تعلق

سماجی علوم انسان کے طرز عمل سے بحث کرتے ہیں۔ ہر ایک سماجی علم میں انسان کے الگ الگ طرز عمل کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ معاشیات میں انسان کے معاشی طرز عمل کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ چونکہ تمام سماجی علوم انسان کے طرز عمل اور انسان کی فلاح کے بارے میں بحث کرتے ہیں، اس لیے ان کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔

معاشیات اور سیاسیات

سیاسیات میں شہری اور حکومت کے درمیان سماجی تعلقات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ معاشیات میں شہریوں کی معاشی فلاح و بہبود کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ اکثر معاشی معاملات حکومت کی پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً مزدور پالیسی، تجارتی پالیسی، ٹیکس پالیسی وغیرہ کے ذریعہ حکومت معیشت کو صحیح راستے پر چلانا چاہتی ہے۔ معیشت میں اشیا کی پیداوار اور صرف حکومت کی پالیسی کے تابع رہتے ہیں۔ کسی بھی ملک کا نظامِ حکومت اس ملک کے نظامِ معیشت پر اثر انداز ہوتا ہے جمہوری طرز میں معاشی آزادی رہتی ہے لیکن سوشلزم میں عوام کو معاشی آزادی نہیں رہتی۔ سیاسی پالیسی کی کامیابی معاشی پالیسی کی کامیابی پر منحصر ہے۔ آج کے دور میں منصوبہ بندی اور فلاحی مملکت کے تصورات معاشیات اور سیاسیات کو بہت قریب کر چکے ہیں۔

معاشیات اور قانون

علمِ قانون یہ بحث کرتا ہے کہ کس قسم کے کام کرنے چاہئیں اور کونسے کام نہیں کرنے چاہئیں۔ ملک کے حالات میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ قانون میں تبدیلی آتی ہے کسی ملک کے معاشی اور سماجی حالات میں قانون معاون ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ہندوستان میں زرعی ڈھانچہ میں تبدیلی لانے کے لیے زرعی اصلاحات کے قوانین بنائے گئے۔ فیکٹری ایکٹ (FACTORY ACT) مزدور انجمن ایکٹ، قانونِ وراثت وغیرہ، معاشی قوانین کی چند مثالیں ہیں۔ اس طرح معاشیات اور قانون کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔

معاشیات اور اخلاقیات

اخلاقیات میں اخلاقی قدروں کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ معاشیات غیر اخلاقی علم نہیں ہے۔ کم ترین اجرت کی سطح بڑھاپے میں وظیفہ کا انتظام (OLD AGE PENSION) مزدور کی بہتری کے لیے قوانین وغیرہ کا تعلق اخلاقیات سے ہے۔ بعض اشیا کی پیداوار اور صرف پر پابندی اخلاقی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ دولت اور آمدنی کی تقسیم

میں عدم توازن کو دور کرنا، علاقائی ترقی میں توازن قائم کرنا، معاشی انصاف قائم کرنا وغیرہ کا تعلق اخلاقیات سے ہے۔ ہر معاشی پالیسی کا مقصد انسان کی فلاح و بہبود سے ہوتا ہے۔

معاشیات اور تاریخ

کسی بھی ملک کی تاریخ اس ملک کے سماجی اور معاشی حالات میں تبدیلی کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ معاشی حالات کا تجزیہ کیے بغیر کوئی بھی تاریخ داں تاریخ نہیں لکھ سکتا۔ کسی ملک کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے اس ملک کی معاشی ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ معاشی تاریخ کا مطالعہ کر کے یہ بتایا جا سکتا ہے کہ کونسا ملک کس ملک کی بہ نسبت ترقی یافتہ ہے۔ اس طرح معاشیات تاریخ کا ایک اہم جزو ہے۔

معاشیات کا تاریخ سے کس قدر گہرا تعلق ہے مندرجہ ذیل اقتباسات سے ظاہر ہوگا۔

"ECONOMICS WITHOUT HISTORY HAS NO ROOT, HISTORY WITHOUT ECONOMICS BEARS NO FRUIT".

یعنی معاشیات بغیر تاریخ کے بے مقصد ہے اور تاریخ بغیر معاشیات کے کھوکھلی ہے

معاشیات اور سماجیات

سماجیات ایک عام سماجی علم ہے جس کا تعلق سماجی زندگی کے ہر پہلو سے ہے۔ انسان کا معاشی برتاؤ سماجی زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ کومٹے کا خیال تھا کہ معاشیات دراصل سماجیات کا ایک جزو ہے اور معاشیات کو ایک الگ مضمون تصور کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن پروفیسر مارشل نے اس خیال کو غلط بتایا۔ معاشیات اور سماجیات میں قریبی تعلق ضرور ہے لیکن وہ ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں مثلاً آبادی، دولت اور آمدنی کی تقسیم، غربت وغیرہ کے بارے میں دونوں مضامین بحث کرتے ہیں، وہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سماجی قدریں معاشی ترقی میں

رکاوٹ یا معاون بنتی ہیں۔ اسی طرح معاشی ترقی سے سماجی قدروں میں تبدیلی آتی ہے۔

معاشیات اور ریاضی

آج کے دور میں ریاضی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ معاشی قوانین ریاضی کی مدد سے بہتر طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ نظریہ مقدار زر (QUANTITY - THEORY OF MONEY) قانون طلب (LAW OF DEMAND) قانون تقلیل افادہ مختتم (LAW_OF DIMINISHING MARGINAL UTILITY) وغیرہ کو ریاضی کی مدد سے مناسب طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ منصوبہ بندی کے اس دور میں معاشی منصوبے بنانے میں ریاضی سے مدد لی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قومی آمدنی میں سرمایہ کاری کے تناسب، بچت اور صرف کے تناسب کو معلوم کرنے میں ریاضی سے مدد لی جاتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات اور ریاضی میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔

معاشیات اور شماریات

ECONOMICS AND STATISTICS

منصوبہ بندی معاشیات کا ایک اہم جزو ہے۔ منصوبے تیار کرنے کے لیے شماریات کی مدد لی جاتی ہے۔ معیشت میں کس شے کی پیداوار کتنی ہے، زیر کاشت زمین کا رقبہ کیا ہے، آبادی کس تناسب سے بڑھ رہی ہے، بچت اور سرمایہ کاری کا تناسب کتنا ہے وغیرہ، شماریات کی مدد سے معلوم کیا جاتا ہے۔ ان معلومات کے بغیر منصوبہ بندی کے مقاصد متعین نہیں کیے جا سکتے۔ اس طرح معاشیات اور شماریات کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔

علم معاشیات کی تعریفیں

آدم اسمتھ کے زمانے سے موجودہ زمانے تک علم معاشیات کی کئی تعریفیں

کی گئیں ان میں آدم اسمتھ، مارشل اور رابنس کی تعریفیں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں

آدم اسمتھ کی تعریف

آدم اسمتھ اٹھارھویں صدی کا ماہر معاشیات ہے۔ اس نے 1776ء میں "دولتِ اقوام" (WEALTH OF NATIONS) کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب میں علم معاشیات کی تعریف کی گئی ہے۔ آدم اسمتھ کے مطابق علم معاشیات دولت کی پیدائش اور اس کے حصول کے ذرائع سے بحث کرتا ہے۔ آدم اسمتھ کے مطابق زندگی کا سب سے اہم مسئلہ خواہشات کی تکمیل ہے۔ جس کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آدم اسمتھ نے علم معاشیات کی تعریف کا راست تعلق انسان کی ایسی جدوجہد سے رکھا ہے جس کے ذریعے دولت حاصل کرکے خواہشات کی تکمیل کی جاسکتی ہے۔

پروفیسر جے بی سے (J.B. SAY) اور جے ایس مل (J.S. MILL) بھی آدم اسمتھ کے خیال سے متفق ہیں۔ یعنی ان کے مطابق معاشیات میں دولت کس طرح پیدا کی جائے، کیسے اس کی تقسیم کی جائے اور کس طرح دولت سے استفادہ کیا جائے سے بحث کی جاتی ہے۔

تنقید

آدم اسمتھ کی تعریف کی تنقید کئی ماہرین معاشیات نے کی ہے۔ تنقید نگاروں نے اس علم کے اس مرکزی خیال یعنی "دولت کی پیدائش" ہی سے انکار کیا ہے۔ آدم اسمتھ کی تعریف میں انسان کے مقابلے میں دولت کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اس علم کا مقصد انسان کو حصولِ دولت کی کوششوں میں مصروف رکھنا ہے۔ آدم اسمتھ نے اپنی تعریف میں انسانی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو نظرانداز کرکے صرف دولت کو اپنی بحث کا مرکز بنا لیا ہے۔

الفریڈ مارشل کی تعریف

انیسویں صدی میں الفریڈ مارشل نے آدم اسمتھ کی تعریف کی تنقید کر کے ایک نئی تعریف پیش کی۔ مارشل کے مطابق معاشیات انسان کی کاروباری زندگی کا مطالعہ کرتا ہے اور انسان کے ایسے انفرادی اور اجتماعی کام کی تشریح کرتا ہے جس کا خوشحالی کے مادی وسائل کے حصول اور استعمال سے گہرا تعلق ہے۔

معاشیات کی اس تعریف سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مارشل نے اولین اہمیت دولت کے بجائے انسان کو دی ہے اور انسان کے ہر اس عمل کو معاشی عمل قرار دیا گیا ہے جو انفرادی یا سماجی حیثیت سے انجام دیا جاتا ہے جس کا مقصد مادی وسائل کے حصول اور اس کے استعمال اور اس کے ذریعے معیارِ زندگی بلند کرنا ہوتا ہے۔

ایڈون کینان اور پیگو بھی مارشل کے اس خیال سے متفق ہیں۔

تنقید

مارشل کی تعریف کی تنقید حسب ذیل بنیادوں پر کی گئی ہے۔

1۔ مارشل نے فلاحِ انسانی کو غیر ضروری طور پر مادی اور غیر مادی فلاح میں تقسیم کیا ہے۔ مارشل کے مطابق علم معاشیات انسان کی مادی فلاح کے بارے میں بحث کرتا ہے اور انسان کی ایسی جدوجہد سے بحث کرتا ہے جس کا مقصد کوئی مادی چیز حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح مارشل نے غیر مادی چیزیں جیسے خدمات کو نظر انداز کر کے علم معاشیات کی وسعت کو محدود کر دیا ہے۔

2۔ تمام مادی اشیا انسان کی فلاح کا باعث نہیں بنتیں۔ مثلاً شراب مادی شے ہے لیکن شراب کے استعمال سے انسان کی فلاح ممکن نہیں ہے۔

3۔ غیر مادی اشیا جیسے لکچرر کی خدمات، ڈاکٹر کی خدمات وغیرہ انسان کی فلاح کا باعث بنتی ہیں لیکن مارشل نے غیر مادی اشیا کو نظر انداز کیا ہے۔

4۔ مارشل کی تعریف میں قلت کے تصور کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔

لیونل رابنس کی تعریف

رابنس بیسویں صدی کا ماہر معاشیات ہے۔ اس نے 1931ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام AN ESSAY ON THE NATURE AND SIGNIFICANCE OF ECONOMIC SCIENCE) ہے۔ اس کتاب میں رابنس نے معاشیات کو انسان کی لامحدود خواہشات کو محدود وسائل کے ذریعے تکمیل سے بحث کرنے والا علم قرار دیا۔ علم معاشیات کی یہ تعریف وسائل کی قلت پر مبنی ہے۔ رابنس کی تعریف کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ انسان کی خواہشات لامحدود ہوتی ہیں۔ ایک خواہش کی تکمیل کے ساتھ ہی دوسری خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر خواہشات محدود ہوتیں تو کوئی معاشی مسئلہ ہی نہیں پیدا ہوتا۔

2۔ انسان کی خواہشات لامحدود ہیں لیکن وسائل محدود ہیں۔ ایسی اشیا اور خدمات جو انسان کی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں وسائل کہلاتے ہیں۔ مثلاً زر، وقت، عاملین پیداوار وغیرہ۔ وسائل کی قلت کی وجہ سے معاشی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

3۔ ہر وسیلے میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ خواہشات کی تکمیل کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً زمین کی سپلائی محدود ہے لیکن اس کو کئی طریقوں سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ زمین کاشت کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے یا کارخانے یا مکان کی تعمیر کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ کوئلہ ریل کے انجن میں، کارخانے میں یا گھر میں ایندھن کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

4۔ خواہشات اہم اور غیر اہم ہوتی ہیں۔ اہمیت کی بنیاد پر خواہشات کی تکمیل کے لیے وسائل استعمال کیے جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ رابنس کے مطابق علم معاشیات ایک ایسا مضمون ہے جس میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ انسان اپنی لامحدود خواہشات محدود وسائل کے ذریعے کس طرح پورا کرتا ہے۔

رابنس کی اس تعریف سے علم معاشیات کو ایک عظیم سائنس کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ اور ان تمام پیچیدگیوں سے چھٹکارا حاصل ہوا ہے جو مادی اور غیر مادی اخلاقی اور سیاسی اصولوں کی بحث سے پیدا ہوتیں تھیں۔ لیکن رابنس کی اس تعریف کی بھی تنقید کی گئی ہے، جو ذیل میں درج ہے۔

تنقید

1۔ رابنس کی تعریف میں انسان کی فلاح کو نظر انداز کیا گیا ہے اور صرف وسائل کی قلت ہی کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

2۔ رابنس وسائل کی قلت کو کثرت میں بدلنے کے طریقے بتلانے کے بجائے وسائل کو کفایت شعاری اور ترجیحی انداز میں استعمال کرنے پر زور دیا ہے۔

3۔ کئی ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ رابنس کی تعریف میں علم معاشیات کو زیادہ پیچیدہ اور مشکل بنا دیا گیا ہے اور اس علم کو محدود کیا گیا ہے۔

تنقیدوں کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ رابنس کی دی ہوئی تعریف آدم اسمتھ اور مارشل کی تعریفوں کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہے۔ مختصر یہ کہ معاشیات کی تعریف میں آدم اسمتھ کے دور سے رابنس کے دور تک کئی تبدیلیاں ہوئی ہیں اور ہر تبدیلی سے اس علم کو وسعت ملی ہے۔

معاشیات کا روایتی نقطۂ نظر

TRADITIONAL APPROACH TO ECONOMICS

علمِ معاشیات میں انسان کی معاشی جد و جہد کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ انسان اپنی احتیاجات کی تکمیل کے لیے دولت صرف کرتا ہے اور قدرتی وسائل استعمال کرکے دولت کی پیداوار کرتا ہے یا ایک قسم کی دولت کے بدلے میں دوسری قسم کی دولت حاصل کرتا ہے۔ پیداوار کے دوران استعمال کیے جانے والے عاملین میں دولت تقسیم کی جاتی ہے۔ اس طرح روایتی نقطۂ نظر سے علمِ معاشیات چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ لیکن ایک حصّے سے دوسرے حصّے کا تعلق رہتا ہے۔

1. صرف (CONSUMPTION)

احتیاجات معاشی جدوجہد کی بنیاد ہیں۔ احتیاجات کی تکمیل کے لیے دولت صرف کی جاتی ہے۔ انسانی احتیاجات کی تکمیل کے لیے دولت کے استعمال کو صرفِ دولت کہتے ہیں۔ اشیا اور خدمات کے ذریعے انسانی احتیاجات کی تکمیل کے عمل کو صرف کہتے ہیں۔ مثلاً پیاس بجھانے کے لیے پانی کا استعمال، بھوک مٹانے کے لیے روٹی کا استعمال اور ڈاکٹر، وکیل اور لکچرار کی خدمات سے فائدہ اٹھانا صرف کا عمل ہے۔

2. پیداوار (PRODUCTION)

انسانی احتیاجات کی تکمیل کے لیے دولت یعنی اشیا اور خدمات کی پیداوار ضروری ہے۔ قدرتی وسائل کا استعمال کرکے اشیا تیار کی جاتی ہیں۔ پیداوار کے معنی افادہ کی فراہمی ہے۔ عام طور پر پیداوار کے مفہوم میں صرف مادی اشیا کی پیداوار مثلاً زرعی اشیا کی پیداوار، صنعتی اشیا کی پیداوار کو شامل کیا جاتا ہے لیکن معاشیات میں پیداوار کے معنی وسیع ہیں۔ معاشیات میں مادی اور غیر مادی اشیا کی تیاری اور فراہمی کو پیدائش کہتے ہیں۔ معاشیات میں صرف ایسی اشیا اور خدمات کو پیدائش میں شامل کیا جاتا ہے جو مبادلہ (EXCHANGE) کے طور پر حاصل کیے جاتے ہیں۔ پروفیسر ہکس کے مطابق معاشی پیدائش سے مراد وہ تمام قسم کے کاروبار ہیں جو انسانی احتیاجات کو مبادلے کے ذریعے پورا کرتے ہیں۔ معیشت میں کچھ کاروبار ایسے ہوتے ہیں جن سے بغیر مبادلہ کے انسانی احتیاجات پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً ماں باپ کی خدمات، بیوی کی خدمات، مذہبی نقطۂ نظر سے ثواب کی خاطر کیے جانے والے کام وغیرہ بغیر معاوضہ کے تکمیل ہوتے ہیں۔ ایسے تمام کام مفید ہوتے ہیں لیکن معاشیات میں پیدائشی کام میں شامل نہیں کیے جاتے۔

دولت یا اشیا کی پیداوار کے لیے چار عاملین یعنی زمین، مزدور، سرمایہ اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیداوار اور صرف کے درمیان راست تعلق پایا جاتا ہے۔

احتیاجات کی تکمیل کے لیے اشیا اور خدمات پیدا کی جاتی ہیں اور ان کے استعمال یا صرف سے انسانی احتیاجات کی تکمیل ہوتی ہے۔

3۔ مبادلہ

انسانی احتیاجات کی تکمیل آپسی تعاون پر منحصر ہے کیونکہ ایک ہی شخص اپنی تمام احتیاجات تکمیل کرنے والی تمام اشیا نہیں بنا سکتا۔ ہر شخص کسی مخصوص شے یا اشیا کی پیداوار کرتا ہے۔ ایسی شے جس کی پیداوار وہ نہیں کرتا دوسروں سے حاصل کرتا ہے اور اپنی بنائی ہوئی شے کو دوسروں کو فروخت کرتا ہے۔

آج کے دور میں مبادلہ تقسیم کار کی وسعت کا نتیجہ ہے۔ اکثر لوگ دوسروں کو فروخت کرنے کے لیے اشیا کی پیداوار کرتے ہیں۔ پرانے زمانے میں اشیا کے بدلے میں اشیا خریدی یا فروخت کی جاتی تھیں۔ جس کو بارٹر کا طریقہ (BARTER SYSTEM) کہتے ہیں۔ لیکن آج کے دور میں پیسے کے بدلے میں اشیا اور خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اس لیے اشیا اور خدمات کی قیمتوں کے تعین کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ زر کی شکل میں اشیا یا خدمات کی قدر کو قیمت (PRICE) کہتے ہیں۔ مبادلہ معاشی کاروبار کا ایک اہم جزو ہے۔ مبادلہ کو پیداوار کی زنجیر کی آخری کڑی تصور کیا جاتا ہے۔ پیداوار کا مرحلہ اسی وقت ختم ہوتا ہے جبکہ اشیا صارفین تک پہنچتی ہیں۔ اس طرح مبادلہ پیدائش اور صرف کے عمل کو جوڑتا ہے۔

4۔ تقسیم (DISTRIBUTION)

تقسیم علم معاشیات کا ایک اہم جزو ہے۔ اشیا کی پیداوار کے لیے چار عاملین یعنی زمین، مزدور، سرمایہ اور تنظیم ضروری ہیں۔ اشیا کی پیداوار کے لیے عاملین پیداوار کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں اور اس کے بدلے میں معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ زمین کی خدمات کے بدلے میں زمین کے مالک کو لگان، مزدور کو اجرت سرمایہ کے مالک کو سود اور منتظم کو منافع حاصل ہوتا ہے۔ آج کے دور میں معاشیات کے اس جزو کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ ہر حکومت کا مقصد سماجی اور معاشی

انصاف قائم کرنا ہے چار عاملین پیداوار میں یکساں طور پر دولت یا پیداوار تقسیم ہونے سے سماجی اور معاشی انصاف قائم ہوتا ہے۔

اس طرح معاشیات انسان کے ایسے کاروبار کے بارے میں بحث کرتا ہے جس کا تعلق پیداوار، مبادلہ، تقسیم اور صرف سے ہے۔ علم معاشیات کی اس تقسیم کو روایتی نقطۂ نظر (TRADITIONAL APPROACH) کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف جدید ماہرین معاشیات علم معاشیات کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں یعنی جزدی معاشیات اور کلی معاشیات۔

معاشیات کا جدید نقطۂ نظر

جدید ماہرین معاشیات علم معاشیات کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1۔ جزدی معاشیات (MICRO ECONOMICS)

2۔ کلی معاشیات (MACRO ECONOMICS)

1۔ جزدی معاشیات

یونانی میں MIKROS کے معنی چھوٹے کے ہیں، اسی سے MICRO لفظ آیا ہے۔ جزدی معاشیات میں انفرادی معاشی اکائیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جزدی معاشیات میں اس بات کا مطالعہ کیا جاتا ہے کہ منتظم کو نفع کیسے حاصل ہوتا ہے یا کسی شے کی قیمت کا تعین کس طرح ہوتا ہے، اور کسی شے کی پیداوار کے عاملین پیداوار کو کس تناسب میں استعمال کیا جاتا ہے وغیرہ۔ جزدی معاشیات کو قیمت کا نظریہ' یا قدر کا نظریہ (VALUE THEORY) کہتے ہیں۔

جزدی معاشیات میں مختلف یونٹس کے درمیان پائے جانے والے تعلق کے بارے میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ منتظم کی لاگت عاملین پیداوار کی آمدنی ہے صارفین کے اخراجات پیداکار یا منتظم کی آمدنی ہے۔ کسی شے کی قیمت کا انحصار اس شے کی تیاری کے لیے استعمال کیے جانے والے خام مال کی قیمت پر ہوتا ہے۔ لاگت اور آمدنی کا فرق نفع یا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

جزوی معاشیات میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ معیشت میں مکمل روزگار کے حالات پائے جاتے ہیں اور اسی مفروضہ کی بنیاد پر ذرائع پیداوار کی تقسیم کو اہمیت دی جاتی ہے۔

جزوی معاشیات کے اہم فائدے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جزوی معاشیات میں کسی شے کی قیمت کے تعین کے بارے میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

2۔ جزوی معاشیات میں آزاد معیشت (FREE ENTERPRISE ECONOMY) کے چلن کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

3۔ کسی شے کی زیادہ سے زیادہ پیداوار اور مناسب تقسیم کے بارے میں بھی جزوی معاشیات میں بحث کی جاتی ہے۔

4۔ جزوی معاشیات کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ معاشی وسائل کا بہتر استعمال کس طرح کیا جائے۔

5۔ عوامی مالیہ (PUBLIC FINANCE)، بین الاقوامی تجارت (INTERNATIONAL TRADE) اور زر مبادلہ کے مطالعہ میں جزوی معاشیات سے رہنمائی ملتی ہے۔

6۔ جزوی معاشیات کے مطالعہ سے وسائل کا صحیح استعمال اور معاشی فلاح حاصل کی جا سکتی ہے۔

معاشی مسائل کو سمجھنے کے لیے محض جزوی معاشیات کا مطالعہ کافی نہیں ہے جزوی معاشیات میں صرف جزوی مسائل کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ کسی معیشت یا ملک کے مسائل کے بارے میں جزوی معیشت بحث نہیں کرتی۔ اس کے برخلاف کلی معاشیات انفرادی اور اجتماعی معاشی مسائل سے بحث کرتی ہے۔

2۔ کلی معاشیات

یونانی میں (MAKROS) کے معنی بڑے کے ہیں۔ اسی سے "MACRO" لفظ آیا ہے۔ کلی معاشیات میں مجموعی معاشی نظام کو پیش نظر رکھ کر معاشی مسائل کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ کلی معاشیات میں قومی آمدنی، کل صرف، کل سرمایہ کاری، کل طلب (AGGREGATE DEMAND) کل رسد (AGGREGATE SUPPLY) فی کس آمدنی

افراطِ زر (PER CAPITA INCOME) معیارِ زندگی (STANDARD OF LIVING) (INFLATION) تجارتی چکر (TRADE CYCLES) وغیرہ کے بارے میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

کلی معاشیات میں مکمل روزگار کا مفروضہ نہیں ہوتا بلکہ مکمل روزگار کا تعین کرنے والے عناصر کو سمجھنے اور روزگار کے مواقع کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

کلی معاشیات کے مطالعہ کے حسب ذیل فائدے ہیں:

(i) موجودہ دور میں ہر حکومت کا مقصد سماجی انصاف کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول میں کلی معاشیات مددگار ثابت ہوتی ہے۔

(ii) قومی معاشی پالیسی کی کامیابی کلی معاشیات پر منحصر ہوتی ہے۔

(iii) ہر معاشی نظام کے لیے کلی معاشیات کا مطالعہ اہم ہے یعنی سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکی نظام اور مخلوط نظامِ معیشت میں کلی معاشیات کے تصور سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(iv) کلی معاشیات میں معاشی ترقی اور معاشی استحکام کے بارے میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

اس لیے کہا جاتا ہے کہ جزوی معاشیات کے مطالعہ کے مقابلہ میں کلی معاشیات کا مطالعہ اہم ہے۔

(دوسرا باب)

معاشیات کے بنیادی تصورات
(CONCEPTS)

کسی بھی مضمون کا مطالعہ کرنے سے پہلے اس مضمون کے بنیادی تصورات سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ علم معاشیات میں استعمال ہونے والے چند بنیادی تصورات حسب ذیل ہیں۔

1۔ افادہ (UTILITY)

عام طور پر کسی شے کے استعمال کو افادہ کہتے ہیں۔ لیکن علم معاشیات میں افادہ کی تعریف اس سے جدا ہے۔ اشیا اور خدمات میں انسانی احتیاجات تکمیل کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یعنی مکان، غذا، لباس اور ڈاکٹر اور اُستاد کی خدمات وغیرہ میں انسانی ضروریات کی تکمیل کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اسی صلاحیت کو 'افادہ' کہتے ہیں۔

افادہ کے اقسام

افادۂ مقامی (PLACE UTILITY)

مقام کی تبدیلی سے کسی شے کے افادہ میں تبدیلی ہوتی ہے۔ مثلاً جنگلات میں پڑی ہوئی لکڑی میں افادہ نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح زمین کے اندر پائے جانے والے معدنیات میں افادہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب وہ زمین کے اوپر لائے جاتے ہیں تو ان میں

افادہ پایا جاتا ہے۔اسی کو افادۂ مقامی کہتے ہیں۔

(ب) افادۂ شکلی (FORM UTILITY)

لکڑی راست طور پر انسانی خواہشات کی تکمیل نہیں کر سکتی۔ لکڑی سے کرسی یا میز تیار کی جاتی ہے۔ جس کے استعمال سے انسانی خواہشات کی راست طور پر تکمیل ہوتی ہے۔ اس کو افادۂ شکلی کہتے ہیں۔

(ج) افادۂ وقتی (TIME UTILITY)

چند اشیا میں وقت کے لحاظ سے افادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً اونی کپڑوں میں افادہ صرف سردی کے موسم میں ہے۔ لیکن گرمی کے موسم میں کوئی افادہ نہیں۔ اس کو افادۂ وقتی کہتے ہیں۔

(د) افادۂ تصرف (POMEMIVA UTILITY)

کسی شے کا ایسے شخص کے قبضے میں ہونا جو اس کا استعمال جانتا ہو، افادہ تصرف کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے قبضہ میں پایا جانے والا امکان وغیرہ۔

(ہ) افادۂ خدمت (SERVICE UTILITY)

خدمات میں بھی افادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر، لکچرر یا وکیل کی خدمات وغیرہ ایسا ڈاکٹر جو مریضوں کی خدمت نہیں کرتا، افادۂ خدمت مہیا نہیں ہوتا۔ اس لیے خدمات میں افادہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ خدمات صارفین کو فراہم ہوتی ہیں۔

2۔ قدر (VALUE)

علم معاشیات میں لفظ قدر کے دو معنی ہیں (a) قدر استعمال (VALUE IN USE) اور قدر مبادلہ (VALUE IN EXCHANGE) کسی شے یا خدمت سے حاصل ہونے والے افادہ کو قدر استعمال کہتے ہیں۔ مفت اشیا (FREE GOODS) اور

معاشی اشیا (ECONOMIC GOODS) میں قدرِ استعمال پایا جاتا ہے۔
کسی شے یا خدمت کی قوتِ خریدی کو قدرِ مبادلہ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ایک شے کے بدلے میں دوسری شے حاصل کی جاسکتی ہے۔ صرف معاشی اشیا میں قدرِ مبادلہ پایا جاتا ہے۔ مفت اشیا میں قدرِ مبادلہ نہیں ہوتا۔

3۔ اشیا اور خدمات

اشیا کی تعریف: ایسے مادی وسائل جو انسان کی احتیاجات کی تکمیل کرتے ہیں اشیا کہلاتے ہیں۔ مثلاً مکان، کتاب وغیرہ۔ ان اشیا کو مہیا کرنے والے پیداکار (PRODUCERS) کہلاتے ہیں۔

خدمات کی تعریف: ایسے غیر مادی وسائل جو انسانی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں، خدمات کہلاتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر کی خدمات، پروفیسر کی خدمات وغیرہ۔

اشیا کی قسمیں

اشیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
(1) مفت اشیا (FREE GOODS) اور (2) معاشی اشیا (ECONOMIC GOODS)

1۔ مفت اشیا: ایسی اشیا جو کوئی قیمت ادا کیے بغیر حاصل ہوتی ہیں، مفت اشیا کہلاتی ہیں۔ مفت اشیا کی رسد طلب سے زیادہ رہتی ہے۔ مثلاً پانی، سورج کی روشنی وغیرہ۔ مفت اشیا عام طور پر قدرت کا عطیہ ہوتی ہیں۔ مفت اشیا میں قدرِ استعمال پائی جاتی ہے لیکن قدرِ مبادلہ نہیں ہوتی۔ مفت اشیا نہ تو انسان کی بنائی ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی قیمت ہوتی ہے۔

2۔ معاشی اشیا: ایسی اشیا جن کو حاصل کرنے کے لیے قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، معاشی اشیا کہلاتی ہیں۔ ایسی اشیا کی طلب رسد سے کم ہوتی ہے۔ معاشی اشیا میں قدرِ استعمال اور قدرِ مبادلہ دونوں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً مکان، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ۔ علمِ معاشیات میں صرف معاشی اشیا کا ذکر کیا جاتا ہے۔
لیکن مقام یا حالات کی تبدیلی سے مفت اور معاشی اشیا کی تعریفوں میں تبدیلی

ہوتی ہے۔ مثلاً گاؤں میں کنویں کا پانی مفت شے کہلاتا ہے لیکن شہر میں نل کے ذریعہ سپلائی ہونے والا پانی معاشی شے کہلاتا ہے۔ اسی طرح زمین پر رہنے والوں کے لیے آکسیجن مفت شے ہے لیکن چاند پر جانے والوں کے لیے یہ معاشی شے کہلاتی ہے۔

معاشی اشیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1)۔ اشیائے صرف (CONSUMER GOODS) اور (2) اشیائے اصل (CAPITAL GOODS)

1. اشیائے صرف

ایسی اشیا جو انسانی خواہشات کی راست طور پر تکمیل کرتی ہیں وہ اشیائے صرف کہلاتی ہیں۔ مثلاً غذا، لباس، مکان وغیرہ۔ اشیائے صرف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (1) جلد خراب ہونے والی اشیائے صرف (PERISHABLE CONSUMER GOODS)

اور (2) پائیدار اشیائے صرف (DURABLE CONSUMER GOODS.)

ایسی اشیا صرف جو بہت جلد خراب ہو جاتی ہیں۔ جلد خراب ہونے والی اشیا صرف کہلاتی ہیں۔ مثلاً پھل، پھول، سبزیاں، مچھلی وغیرہ

اس کے برخلاف ایسی اشیائے صرف جو کافی عرصہ تک برقرار رہتی ہیں ـــ پائیدار اشیائے صرف کہلاتی ہیں۔ مثلاً مکان، ٹی وی، قلم وغیرہ۔

2. اشیائے اصل

ایسی اشیا جو راست طور انسانی ضرورتوں کی تکمیل نہیں کرتیں بلکہ اشیائے صرف کی تیاری میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اشیائے اصل کہلاتی ہیں۔ اشیائے اصل کی طلب صارفین کے لیے نہیں بلکہ پیدا کار (PRODUCERS) کے لیے ہوتی ہے۔ مثلاً کارخانوں یا عمارتوں کے مالک وغیرہ۔

اشیائے اصل دو حصوں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ (1) جلد خراب ہونے والی یا صرف ایک دفعہ استعمال کی جانے والی اشیائے اصل (PERISHABLE CAPITAL GOODS)

اور (2) پائیدار اشیائے اصل (DURABLE CAPITAL GOODS)

ایسی اشیائے اصل جو صرف ایک دفعہ استعمال کرنے سے ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ (PERISHABLE CAPITAL GOODS) کہلاتی ہیں۔ مثلاً خام مال، بجلی وغیرہ۔

س کے برخلاف ایسی اشیائے اصل جو کافی عرصہ تک برقرار رہتی پائیدار اشیائے اصل

(DURABLE CAPITAL GOODS) کہلاتے ہیں. مثلاً کارخانہ، عمارت، مشینری وغیرہ.
لیکن اشیائے صرف اور اشیائے اصل کی تعریفوں میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے. مثلاً مکان، رہائش کے مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ اشیائے صرف کہلاتا ہے لیکن مکان کرایہ پر دینے کی وجہ سے آمدنی حاصل ہوتی ہے تو یہ اشیائے اصل کہلاتا ہے. اسی طرح اناج کا استعمال بیج (SEEDS) کے لیے کیا جائے گا تو اشیائے اصل کہلاتا ہے لیکن راست طور پر انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے تو اشیائے صرف کہلاتا ہے. اس طرح اشیا کی تقسیم ان کے استعمال پر منحصر ہوتی ہے.

درمیانی اشیا

(INTERMEDIATE GOODS)

ایسی اشیا جو مکمل اشیائے صرف یا مکمل اشیائے اصل کی تیاری کے دوران استعمال ہوتی ہیں انہیں درمیانی اشیا کہتے ہیں. درمیانی اشیا راست طور پر انسانی خواہشات یا ضروریات کی تکمیل نہیں کر سکتیں. مثلاً سائیکل ایک مکمل شے (FINAL GOODS) ہے. سائیکل کی تیاری کے لیے استعمال ہونے والی اشیا یعنی ٹیوب، ٹائر وغیرہ درمیانی اشیا کہلاتے ہیں. اس لیے درمیانی اشیا (INTERMEDIATE GOODS) مکمل اشیا (FINAL GOODS) کی تیاری کے لیے استعمال کی جاتی ہیں.

معاشی نظام

(ECONOMIC SYSTEM)

انسانی ضروریات لامحدود ہیں لیکن ان ضروریات کو پورا کرنے کے ذرائع محدود ہیں. اگر معاشی ذرائع محدود نہ ہوتے تو معاشی مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے اور اشیا کی پیداوار بھی لامحدود ہوتی. لیکن حقیقت یہ ہے کہ اشیا کی پیداوار کے لیے وسائل (RESOURCES) کی قلت پائی جاتی ہے. اس لیے ہر سماج میں تین اہم معاشی مسائل پائے جاتے ہیں

(1) کس قسم کی اشیا کی پیداوار کی جائے اور کس مقدار میں کی جائے؟

2، اشیا کی پیداوار کیسے کی جائے یعنی کس کے ذریعے اور کس طریقے سے کی جائے؟
3، اشیا کی پیداوار کس کے لیے کی جائے؟

ہر معیشت یا سماج کے لیے یہ تین بنیادی مسائل ہیں۔ ایسا نظام جو ان مسائل کو حل کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ معاشی نظام کہلاتا ہے۔ مختصر یہ کہ معاشی نظام ایک ایسی تنظیم ہے جس کے تحت معاشی کاروبار یعنی انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اشیا اور خدمات کی پیدائش اور تقسیم کے کام انجام پاتے ہیں۔

نظری اور عملی طور پر معاشی نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1، سرمایہ دارانہ نظام معیشت (CAPITALISTIC ECONOMY)
2، اشتراکی نظام معیشت (SOCIALISTIC ECONOMY)
3، مخلوط نظام معیشت (MIXED ECONOMY)

1. سرمایہ دارانہ نظام معیشت

سرمایہ دارانہ نظام معیشت کو آزاد معیشت (FREE ENTERPRISE – ECONOMY) بھی کہتے ہیں اس نظام میں سرمایہ دار اشیا اور خدمات کی پیداوار اور تقسیم کرتے ہیں۔ صنعتی انقلاب کے نتیجے میں سرمایہ دارانہ نظام وجود میں آیا۔ سرمایہ دارانہ نظام امریکہ، انگلینڈ اور دنیا کے بہت سے ملکوں میں پایا جاتا ہے۔

خالص سرمایہ دارانہ معیشت 18ویں اور 19ویں صدی میں پائی جاتی تھی۔ اس نظام معیشت میں حکومت معاشی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی۔ اسی کو (LAISSEZ-FAIRE POLICY) بھی کہتے ہیں۔ لیکن بیسویں صدی میں حکومت معاشی معاملات میں مداخلت کرنے لگی ہے۔ اس لیے موجودہ زمانے میں خالص سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی مثال ملنی مشکل ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی خصوصیات

1. معاشی آزادی

اس نظام کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر قسم کے ذرائع پیداوار عام افراد کی ملکیت ہوتے ہیں۔ ہر شخص کو جائیداد حاصل کرنے اور جائیداد رکھنے کی آزادی رہتی

ہے۔ پیداوار اور تجارت نجی ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس نظام کو آزاد معیشت کہتے ہیں۔

اس نظام میں عوام کو تین قسم کی معاشی آزادی رہتی ہے۔

(a) کاروبار کی آزادی (FREEDOM OF ENTERPRISE) یعنی ہر شخص جو کاروبار یا پیشہ چاہے اختیار کر سکتا ہے۔

(b) معاہدہ کی آزادی (FREEDOM OF CONTRACT) یعنی ہر شخص جو چاہے یا جس سے چاہے معاہدہ کر سکتا ہے۔

(c) ہر شخص اپنی جائیداد یا سرمایہ اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن حکومت جائیداد رکھنے اور اس کے استعمال کرنے کے حق پر کچھ پابندیاں عاید کر سکتی ہے۔

2. مقابلہ

سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پیداکاروں کے درمیان اور صارفین کے درمیان مقابلہ پایا جاتا ہے۔ ہر ایک پیداکار جس شے کی پیداوار کرتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار فروخت کرنے کے لیے مصارف پیداوار میں کمی کرنا چاہتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کر سکے۔

اسی طرح محدود اشیا کی خریداری کے لیے صارفین میں بھی مقابلہ پایا جاتا ہے۔

3۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ سرمایہ دار اشیا اور خدمات کی پیداوار منافع کمانے کے لیے کرتے ہیں، اس لیے ایسی اشیا کی پیداوار کی جاتی ہے جس سے زیادہ منافع حاصل ہو۔ سماج کے امیر طبقہ کی قوت خرید زیادہ ہوتی ہے اس لیے ایسی اشیا کی پیداوار کی جاتی ہے جس کا صرف سماج کا امیر طبقہ کرتا ہے۔ سماج کی فلاح کے مقصد سے اشیا اور خدمات کی پیداوار اور تقسیم نہیں کی جاتی۔

4. صارفین کی حکمرانی (CONSUMERS SOVEREIGNITY)

سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں صارفین کو اہم مقام حاصل رہتا ہے۔ صارفین جس شے کا صرف کرنا چاہتے ہیں، اسی شے کی پیداوار کی جاتی ہے۔ صارفین کے ذوق کے لحاظ سے معیشت میں پائے جانے والے وسائل استعمال کر کے اشیا کی پیداوار کی

جاتی ہے۔ صارفین کے ذوق اور انتخاب کے مطابق اشیا کی پیداوار نہ کرنے والے پیدا کار (PRODUCER) کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں صارفین کی حکمرانی ہوتی ہے۔

5۔ قیمتوں کا نظام (PRICE MECHANISM)

سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پیداوار اور تقسیم قیمتوں پر منحصر رہتے ہیں۔ صارفین کی ضروریات اور پسند کا اندازہ اشیا کی قیمتوں سے ہوتا ہے۔ کس قسم کی اشیا کی پیداوار کی جائے۔ کتنی مقدار میں تیار کی جائیں۔ اس کا انحصار اشیا کی قیمتوں پر ہوتا ہے۔ معیشت میں وسائل کا استعمال اشیا کی قیمتوں پر منحصر ہوتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں معاشی ترقی اور معاشی پستی قیمتوں کے عمل پر منحصر ہوتی ہے۔ اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا تو پیدا کار زیادہ منافع کمانے کے لیے اشیا کی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں روزگار کے مواقع بڑھ جائیں گے۔ آمدنی میں اضافہ ہوگا، اور معیشت ترقی کرے گی۔ اس کے برخلاف قیمتوں میں کمی سے پیداوار میں کمی بے روزگاری میں اضافہ اور آمدنی میں کمی ہوگی اور معیشت پستی کی طرف جائے گی۔

6۔ غیر منصوبہ بند معیشت

سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں معیشت خود بہ خود ترقی کرتی ہے۔ معاشی ترقی کے لیے منصوبہ تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مختلف قسم کی اشیا کے طلب اور رسد میں خود بہ خود یکسانیت پیدا ہوتی ہے۔ حکومت معاشی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی۔ قیمتوں کے عمل یا بازار کے عمل کے ذریعہ معیشت ترقی کرتی ہے۔

7۔ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سماج دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ یعنی سرمایہ دار طبقہ اور مزدور طبقہ۔ سرمایہ دار طبقہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لیے مزدوروں کا استحصال کرتا ہے اور مزدور اپنی محنت کے مطابق اجرت کا حق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کی خوبیاں

1. سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں جائیداد کا حق رہتا ہے پیدا کاروں اور صارفین کو ہر قسم کی آزادی رہتی ہے۔ اس لیے یہ نظامِ معیشت جمہوری ممالک کے لیے مناسب ہے۔

2. سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں پیداوار منافع حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ سرمایہ دار زیادہ منافع کمانے کے لیے مصارفِ پیداوار میں کمی اور پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس لیے اس نظام میں مختلف قسم کی اشیا کی مقدارِ پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

3. سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں پیدا کاروں میں مقابلہ پایا جاتا ہے۔ اس لیے نئی نئی اشیا کی تیاری کی جاتی ہے۔ صارفین کو کم قیمت پر معیاری اشیا فراہم ہوتی ہیں۔

4. اس نظام کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ معیشت خود بہ خود ترقی کرتی ہے۔ معاشی ترقی کے لیے منصوبے تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قیمتوں کا عمل طلب اور رسد میں یکسانیت پیدا کرتا ہے۔

5. اس نظامِ معیشت میں تکنیکی ترقی کو زیادہ اہمیت رہتی ہے۔ سرمایہ دار زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے اور مصارفِ پیداوار میں کمی کرنے کے لیے پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں۔ کسی بھی معیشت کی ترقی کے لیے فنی ترقی ضروری ہے۔

6. سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں وسائل بہتر طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ سرمایہ دار بہت ہی سوچ سمجھ کر اشیا کی پیداوار کے لیے وسائل استعمال کرتے ہیں۔ ایسا نہ کرنے سے ان کو نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سرمایہ دارانہ نظام کی خامیاں

1. سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں پیداوار اور تقسیم کا مقصد منافع کمانا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی اشیا بنائی جاتی ہیں جن کو زیادہ قوتِ خرید رکھنے والا طبقہ خرید سکے اس وجہ سے معیشت میں پائے جانے والے وسائل اشیا تعیشات کے بنانے کے لیے استعمال کیے جاتے اور سماج کے غریب طبقہ کے صرف کی اشیا کی تیاری پر کم توجہ دی

جاتی ہے۔

2۔ اس نظام معیشت میں پیداکاروں کے درمیان مقابلہ پایا جاتا ہے۔ ہر ایک پیداکار اپنی پیداوار کی زیادہ مقدار فروخت کرنے کے لیے تشہیر کا سہارا لیتا ہے۔ اس طرح تشہیری مصارف بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن معیشت کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔

3۔ اس نظام معیشت میں دولت اور آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ امیر طبقہ کو ترقی کرنے کے مواقع ملتے ہیں لیکن غریب طبقہ اس سے محروم رہتا ہے۔ اس لیے سماج مستقل طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور ان دو طبقوں میں ہمیشہ ٹکراؤ رہتا ہے۔

4۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں اپنے منافع میں اضافہ کے لیے تشہیر کا سہارا لے کر صارفین کی پسند کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے صارفین کی آزادی برائے نام رہ جاتی ہے۔

5۔ اس نظام معیشت میں تجارتی چکر (TRADE CYCLE) پائے جاتے ہیں۔ کبھی معاشی خوشحالی رہتی ہے تو کبھی معاشی پستی۔ قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں پیداوار روزگار اور آمدنی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جس کو گرم بازاری یا (BOOM) کہتے ہیں۔ قیمتوں میں کمی ہو جانے سے پیداوار، روزگار اور آمدنی میں کمی رہتی ہے۔ جس کو سرد بازاری (DEPRESSION) کہتے ہیں۔ اس نظام معیشت میں مسلسل ترقی۔ (STEADY GROWTH) کی صورت نہیں ہوتی۔

6۔ اس نظام میں منافع کی ہوس انسانیت پر غالب آجاتی ہے۔ ہر ایک اپنے منافع میں اضافہ کی طرف توجہ دیتا ہے۔ لیکن سماجی بھلائی کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ اس لیے سرمایہ دارانہ نظام میں سماجی اور معاشی انصاف قائم نہیں ہو پاتا۔

7۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں مزدوروں کا استحصال کیا جاتا ہے۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں کے درمیان اکثر جھگڑے ہوتے رہتے ہیں اور نوبت ہڑتال اور تالا بندی تک پہنچتی ہے۔

اشتراکی نظامِ معیشت

اشتراکی نظامِ معیشت میں اشیا اور خدمات کی پیداوار اور تقسیم حکومت کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ افراد کو پیداوار یا تقسیم دولت کی آزادی نہیں رہتی۔ اشتراکی نظامِ معیشت کی اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

خصوصیات

1۔ عاملینِ پیداوار پر مالکانہ حقوق

اشتراکی نظامِ معیشت میں تمام ذرائع پیداوار حکومت کی ملکیت میں ہوتے ہیں اور معاشی کاروبار راست طور پر حکومت کے محکموں کے ذریعے یا خصوصی طور پر قائم کردہ کارپوریشن کے ذریعے چلائے جاتے ہیں۔ خانگی جائیداد رکھنے کا حق نہیں رہتا۔

2۔ حکومت اشیا کی پیداوار اور تقسیم کرتی ہے۔

اشتراکی نظامِ معیشت میں حکومت اشیا کی پیداوار اور تقسیم کا کام خود کرتی ہے۔ حکومت کا مقصد نفع کمانا نہیں بلکہ عوام کی بھلائی ہوتا ہے اس لیے سماج کے غریب طبقہ کو نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ سماج کے ہر فرد کو ترقی کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ مفت تعلیم، طبی سہولتیں وغیرہ فراہم کیے جاتے ہیں۔

3۔ معاشی منصوبہ بندی

اشتراکی نظامِ معیشت کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے معیشت ترقی کرتی ہے۔ منصوبہ تیار کرنے کے لیے ایک با اختیار کمیٹی ہوتی ہے جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وسائل کا استعمال کس طرح کیا جائے۔ کس قسم کی اشیا کی پیداوار کتنی مقدار میں اور کس کے لیے کی جائے۔

4۔ قیمتوں کا نظام

اشتراکی نظامِ معیشت میں اشیا کی قیمتوں کا تعین حکومت یا منصوبہ بندی کمیشن کرتے ہیں۔ اس نظام میں بازاری نظام (MARKET MECHANISM) کو کوئی خاص اہمیت نہیں رہتی۔ اشیا کی قیمت مصارفِ پیداوار کے برابر ہوتی ہے حکومت منافع کی خاطر نہیں بلکہ سماجی بھلائی یا سماج کے تمام افراد کی ضروریات کی تکمیل کے مقصد

سے اشیائے صرف پیدا کرتی ہے۔ اس لیے قیمتیں عام طور پر تبدیل نہیں ہوتیں اگر پیداوار کے کام میں حکومت کو فائدہ ہو تو اس سے عوام کو مزید سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس نظام میں اجارہ داری یا معاشی قوت کے ارتکاز کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی۔

5۔ سماجی اور معاشی انصاف

اشتراکی نظامِ معیشت میں سماجی اور معاشی انصاف قائم رہتا ہے۔ امیر اور غریب کے درمیان فرق مٹا دیا جاتا ہے۔ سماج کے ہر ایک فرد کے لیے ترقی کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ روزگار فراہم کرنا اور ضروریاتِ زندگی کی اشیا فراہم کرنا حکومت کا اولین فرض ہوتا ہے۔

6۔ مسلسل معاشی ترقی (STEADY GROWTH)

اشتراکی نظامِ معیشت کی خصوصیت یہ ہے کہ معیشت مسلسل ترقی کرتی ہے تجارتی چکر (TRADE CYCLES) نہیں پائے جاتے۔ قیمتوں پر حکومت کا مکمل قابو رہتا ہے اس لیے افراطِ زر (INFLATION) یا سرد بازاری (DEPRESSION) نہیں پائے جاتے۔ اور بے روزگاری کا خدشہ بھی نہیں رہتا۔

اشتراکی نظامِ معیشت کی خوبیاں

1۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں حکومت اشیا کی پیداوار منافع کے مقصد سے نہیں بلکہ عوام کی بھلائی کی خاطر کرتی ہے اس لیے سماج کے غریب طبقہ کی ضروریاتِ زندگی بھی تکمیل پاتی ہیں۔ ملک میں پائے جانے والے وسائل بہتر طور پر استعمال کیے جاتے ہیں غیر ضروری اشیا کی پیداوار کے لیے وسائل رائیگاں نہیں کیے جاتے۔

2۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں منصوبہ بند معاشی ترقی کی جاتی ہے منصوبہ بندی کے ذریعے نہ صرف موجودہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔

3۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں تجارتی چکر نہیں پائے جاتے۔ اشیا کی قیمت کا تعین حکومت کرتی ہے اس لیے پیداوار کی افراط اور تفریط اور وسائل کی بربادی کے مسائل نہیں پائے جاتے۔ بے روزگاری کا بھی خدشہ نہیں رہتا۔

4۔ اشتراکی نظامِ معیشت کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں سماجی اور معاشی انصاف

قائم رہتا ہے۔ حکومت دولت اور آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات کو دور کرتی ہے معیارِ زندگی میں یکسانیت رہتی ہے۔ معاشی قوت کے ارتکاز کا کوئی موقعہ نہیں پایا جاتا۔ امیر اور غریب کے درمیان کوئی فرق نہیں رہتا۔ ہر شخص کو ترقی کے لیے برابر کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

5۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں علاقائی ترقی میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے حکومت صنعتیں قائم کرتی ہے۔ گاؤں اور شہر کی ترقی میں یکسانیت پیدا کی جاتی ہے۔ چونکہ حکومت کا مقصد عوام کی بھلائی میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے شہری آبادی کو جو مواقع فراہم کیے جاتے ہیں وہی مواقع گاؤں اور پسماندہ علاقوں میں رہنے والوں کو بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس طرح اشتراکی نظامِ معیشت میں متوازن علاقائی ترقی (BALANCED REGIONAL DEVELOPMENT) حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اشتراکی نظامِ معیشت کی خامیاں

1۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں وسائل بہتر طور پر تقسیم نہیں کیے جاسکتے۔ کیونکہ قیمتوں کے نظام کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ معیشت کی کارکردگی پست رہتی ہے۔

2۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں حکومت منافع کی خاطر پیداوار اور تقسیم نہیں کرتی اس لیے سرکاری ملازم دلچسپی کے ساتھ کام نہیں کرتے کیونکہ دلچسپی اور مستعدی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود ان کی اجرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ سرکاری کاروبار میں تاخیر ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اس لیے خانگی کاروبار کی کارکردگی جتنی اچھی ہوتی ہے۔ حکومتی کاروبار کی کارکردگی اتنی اچھی نہیں ہوتی۔

3۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں خانگی جائیداد کا حق نہیں رہتا۔ اس لیے یہ نظام جمہوری طرزِ حکومت کے لیے مناسبت نہیں رکھتا۔ کوئی بھی شخص اپنی مرضی سے کاروبار نہیں کر سکتا۔ اس لیے اشتراکی نظامِ معیشت میں جانفشانی اور لگن سے کام کرنے، خطرہ مول لینے اور ترقی کرنے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ نئی نئی ٹکنالوجی ایجاد نہیں ہوتی اور معیاری اشیا کی پیداوار ممکن نہیں ہوتی۔

4۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں صارف آزاد نہیں رہتا۔ حکومت جن اشیا کی تیاری کرتی ہے اور جس قیمت پر فراہم کرتی ہے انہی کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔

5۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں پوری کوشش کے بعد بھی دولت اور آمدنی کی تقسیم میں مکمل یکسانیت ممکن نہیں ہے۔

6۔ اشتراکی نظامِ معیشت میں معاشی ترقی کے لیے منصوبے تیار کرنے کے عمل پر کافی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اس کے برخلاف سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں معیشت خود بخود ترقی کرتی ہے۔ منصوبہ تیار کرنے یا اس پر عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

7۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اشتراکی نظامِ معیشت میں متوازن علاقائی ترقی لازمی طور پر پائی جاتی ہے۔ حالات سے ظاہر ہے کہ جہاں جہاں اشتراکی نظامِ معیشت ہے وہاں پر علاقائی ترقی میں عدمِ توازن پایا جاتا ہے۔

مخلوط نظامِ معیشت

مخلوط معیشت میں سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام کی خوبیوں کو یک جا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طرح مخلوط نظامِ معیشت دراصل سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت اور اشتراکی نظامِ معیشت کی درمیانی شکل ہے۔ ہندوستان میں مخلوط نظامِ معیشت پایا جاتا ہے۔

خصوصیات

1۔ مخلوط نظامِ معیشت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اشیا کی پیداوار اور تقسیم حکومت اور خانگی شعبوں کے تحت ہوتی ہے۔ حکومتی شعبہ میں اشیا کی پیداوار و تقسیم منافع کی خاطر نہیں کی جاتی بلکہ عوام کی بھلائی کے مقصد سے کی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف خانگی شعبہ میں اشیا کی پیداوار اور تقسیم منافع کی خاطر کی جاتی ہے۔

2۔ حکومتی شعبہ کے تحت ایسی صنعتیں قائم کی جاتی ہیں جن کے لیے زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اور پیداواری وقفہ طویل ہوتا ہے۔ مثلاً لوہے اور فولاد کی صنعتیں، ریلوے، بھاری کیمیائی صنعتیں، ہمہ مقصدی پراجیکٹس وغیرہ۔ اس کے برخلاف ایسی صنعتیں جن کے لیے زیادہ سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور پیداواری وقفہ

کم ہوتا ہے خانگی شعبہ کے تحت قائم کیے جاتے ہیں۔ مثلاً پلاسٹک کی صنعت، گھریلو اور چھوٹی صنعتیں اور دیگر اشیائے صرف کی صنعتیں۔

3۔ عوامی شعبہ کے تحت اشیا کی پیداوار اور تقسیم حکومتی محکمے یا حکومت کے قائم کردہ کارپوریشن کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ خانگی شعبے کے کاروبار یا صنعتوں پر حکومت کا کنٹرول رہتا ہے۔ خانگی شعبے کے تحت کوئی بھی کاروبار کرنے کے لیے حکومت سے لائسنس حاصل کرنا پڑتا ہے۔ بعض صنعتیں عوامی شعبہ اور خانگی شعبہ کے اشتراک سے قائم کی جاتی ہیں۔

4۔ مخلوط نظامِ معیشت میں معاشی ترقی کے لیے منصوبے تیار کیے جاتے ہیں۔ منصوبہ بندی کمیشن خانگی اور عوامی شعبے کے لیے صنعتوں کی تقسیم، سرمایہ کاری، مختلف اشیا کی پیدائش وغیرہ کے متعلق فیصلے کرتا ہے۔

5۔ مخلوط نظامِ معیشت میں معاشی قوت کے ارتکاز کو دور کرکے سماجی اور معاشی انصاف قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مخلوط نظامِ معیشت کی خوبیاں

1۔ مخلوط نظامِ معیشت میں عوامی اور خانگی شعبہ کے درمیان مقابلہ پایا جاتا ہے جس کے نتیجے میں معیاری اشیا کم قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں اور دونوں شعبوں کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

2۔ مخلوط نظامِ معیشت میں بھاری اور بنیادی مصنوعات کی ترقی حکومت کرتی ہے۔ حکومت آمدورفت کی سہولتیں، طبی سہولتیں وغیرہ فراہم کرتی ہے۔ خانگی شعبہ پر حکومت کا کنٹرول رہتا ہے۔ حکومت دولت اور آمدنی کی تقسیم میں عدم یکسانیت کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

3۔ مخلوط نظامِ معیشت میں معیشت تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہے۔ ایک طرف عوامی شعبہ اور دوسری طرف خانگی شعبہ اشیا اور خدمات کی پیداوار کرتے ہیں۔ عوامی اور خانگی شعبوں میں سرمایہ کاری کی وجہ سے معیشت تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہے۔

4۔ مخلوط نظامِ معیشت میں خانگی کاروبار کرنے کی اور جائیداد کمانے کی آزادی

رہتی ہے۔ اس لیے یہ نظام جمہوری حکومت کے لیے مناسبت رکھتا ہے۔ اس نظام میں معیارِ زندگی میں عدم توازن کو دور کیا جاتا ہے۔

5۔ مخلوط نظام معیشت میں متوازن علاقائی ترقی ممکن ہے کیونکہ حکومت گاؤں اور پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے صنعتیں قائم کر سکتی ہے یا ایسے علاقوں میں معاشی کاروبار کرنے والوں کی ہمت افزائی کی جاتی ہے اس طرح گاؤں اور شہر کی ترقی میں یکسانیت لائی جا سکتی ہے۔

مخلوط نظام معیشت کی خامیاں

1۔ مخلوط نظام معیشت میں عوامی شعبہ اور خانگی شعبہ کے درمیان غیر ضروری مقابلہ پایا جاتا ہے جو دونوں شعبوں کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔

2۔ ملک میں پائے جانے والے پیدائشی وسائل زیادہ تر عوامی شعبہ کی ترقی کے لیے صرف کرنے کی وجہ سے خانگی شعبہ کی ترقی کے لیے وسائل کی قلت پائی جاتی ہے۔

3۔ مخلوط نظام معیشت میں اشتراکی نظام اور سرمایہ دارانہ نظام کی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ عوامی شعبہ میں سرکاری ملازم دلچسپی کے ساتھ کام کرنا نہیں چاہتے کیونکہ دلچسپی اور مستعدی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود ان کی اجرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ سرکاری کاروبار میں تاخیر ناگزیر ہو جاتی ہے۔

خانگی شعبہ میں پیداوار اور تقسیم منافع حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے اس لیے سماج کے غریب طبقہ کی ضروریات کی تکمیل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور وسائل کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔

4۔ مخلوط نظام معیشت میں حکومت خانگی اور حکومتی کاروبار پر نگرانی کرنے کے لیے قواعد و ضوابط اور قوانین بناتی ہے۔ اگر ان پر موثر طور پر عمل آوری نہ ہو سکے تو وسائل کا غلط استعمال ہوتا ہے اور کالا بازار، رشوت ستانی وغیرہ عام ہو جاتے ہیں۔

5۔ مخلوط نظام معیشت میں متوازن علاقائی ترقی ممکن نہیں ہے۔ مثلاً ہندوستان جہاں مخلوط نظام معیشت رائج ہے، علاقائی ترقی میں عدم توازن پایا جاتا ہے اور دولت اور آمدنی کی تقسیم میں بھی عدم توازن پایا جاتا ہے۔

(تیسرا باب)

صرف

دنیا میں معاشی جدوجہد کی بنیاد احتیاجات ہیں۔ احتیاجات کی تکمیل کے لیے اشیا اور خدمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اشیا اور خدمات میں انسانی احتیاجات کو تکمیل کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ جس کو افادہ کہتے ہیں۔ احتیاجات کی تکمیل کے لیے اشیا اور خدمات استعمال کرنے کو صرف کہتے ہیں۔ اشیا اور خدمات کو صرف کرنیوالوں کو صارفین کہتے ہیں۔ صارفین کی احتیاجات کی تکمیل کے لیے اشیا تیار کی جاتی ہیں۔۔۔ صارفین کا معیار زندگی اشیا اور خدمات کے صرف پر منحصر ہوتا ہے۔

انسانی احتیاجات کی نوعیت اور خصوصیات ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔
انسانی احتیاجات کا تعلق سماجی، معاشی حالات اور آمدنی سے ہوتا ہے۔ عام طور پر احتیاجات پیدا ہونے کی تین وجوہات ہوتی ہیں۔

1. فطری احتیاجات

زندہ رہنے کے لیے جن احتیاجات کی تکمیل ہونا ضروری ہے وہ فطری احتیاجات کہلاتی ہیں۔ مثلاً غذا، رہائش، مکان وغیرہ۔

2۔ سماجی احتیاجات

ایسی احتیاجات جو سماجی ماحول کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں وہ سماجی احتیاجات کہلاتی ہیں۔ سماجی رسم و رواج کی تکمیل کے لیے کچھ احتیاجات لاحق ہوتی ہیں۔ مثلاً کالج کو جوتا پہن کر جانا، اسکول کے طلبا کا خاص یونی فارم پہننا وغیرہ۔

3۔ تشہیر کا اثر
پیدا کار کی اشتہار بازی سے کچھ احتیاجات پیدا ہوتی ہیں تشہیر سے متاثر ہو کر لوگ کئی چیزیں خریدتے ہیں۔ مثلاً ریڈیو، سینما وغیرہ کے ذریعے تشہیر سے متاثر ہونے سے کئی احتیاجات پیدا ہوتی ہیں۔

احتیاجات کی خصوصیات

انسانی احتیاجات کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ احتیاجات لامحدود ہیں۔
انسانی احتیاجات لامحدود ہیں۔ ایک خواہش کی تکمیل کی جائے تو دوسری خواہش پیدا ہوتی ہے۔ انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانی احتیاجات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک زمانہ میں ریڈیو خریدنے کی خواہش رہتی تھی، لیکن فنی ترقی (TECHNICAL PROGRESS) اور سماجی ترقی کی وجہ سے آج ٹیلی ویژن خریدنے کی خواہش پائی جاتی ہے۔

2۔ ہر مخصوص احتیاج کو پورا کیا جاسکتا ہے
انسانی احتیاجات لامحدود ہیں لیکن کسی خاص وقت میں خاص احتیاج کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ کھانا کھانے سے بھوک مٹ جاتی ہے۔ کتاب خریدنے سے پڑھنے کی احتیاج پوری ہوسکتی ہے۔ انسانی احتیاجات کی اس خصوصیت کی بنیاد پر علم معاشیات میں قانون مختتم تقلیل افادہ پیش کیا گیا ہے۔

3۔ احتیاجات ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں
کسی ایک خواہش یا احتیاج کی تکمیل کے لیے کئی اشیا ایک ساتھ طلب کی جاتی ہیں۔ مثلاً مکان کی تعمیر کے لیے سیمنٹ، لوہا، لکڑی وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا لکھنے کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے کاغذ، قلم اور کتاب کی ضرورت ہوتی ہے۔

4۔ احتیاجات میں مسابقت پائی جاتی ہے
انسانی احتیاجات لامحدود ہوتی ہیں۔ لیکن احتیاجات کی تکمیل کے لیے وسائل محدود ہوتے ہیں اس لیے احتیاجات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ وسائل اور آمدنی کے

پیشِ نظر انسان ضروری احتیاجات کی تکمیل پہلے کرتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ احتیاجات میں مسابقت پائی جاتی ہے۔ مثلاً بھوکے آدمی کے لیے کھانا ضروری ہے۔ اس لیے وہ اپنی آمدنی سب سے پہلے غذا کی خریداری پر صرف کرے گا۔ اسی طرح بیمار آدمی کے لیے دوا کی ضرورت کسی دوسری چیز کی بہ نسبت زیادہ اہم ہوتی ہے۔ احتیاجات کی بنیاد پر معاشیات میں قانونِ بدل (LAW OF SUBSTITUTION) پیش کیا گیا ہے۔

5۔ احتیاجات بدل پذیر ہوتے ہیں

کسی ایک خواہش یا احتیاج کی تکمیل کے لیے کئی اشیا پائی جاتی ہیں جن میں سے کسی ایک شے کا استعمال کرنے سے خواہش یا احتیاج تکمیل پاجاتی ہے۔ مثلاً بھوک مٹانے کے لیے چاول، روٹی یا میوہ استعمال کر سکتے ہیں۔

6۔ احتیاجات بار بار اور مسلسل پیدا ہوتی ہیں

احتیاجات بار بار اور مسلسل پیدا ہوتی ہیں۔ کسی خاص احتیاج کو کسی خاص وقت میں پورا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وقفہ وقفہ سے پھر وہی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً صبح کا کھانا کھانے سے بھوک مٹ جاتی ہے لیکن شام میں پھر بھوک لگتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ احتیاجات بار بار اور مسلسل پیدا ہوتی ہیں۔

7۔ احتیاجات عادت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

اگر کسی ایک احتیاج کی تکمیل مسلسل ہوتی رہے تو وہ عادت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مثلاً کافی کا استعمال بار بار کیا جائے گا تو یہ عادت کی شکل اختیار کر لے گی۔

احتیاجات کی قسمیں

آمدنی کی محدودیت کی وجہ سے تمام احتیاجات کی تکمیل نہیں کی جا سکتی اہمیت اور ضرورت کی بنیاد پر احتیاجات کو حسب ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1۔ ضروریات (NECESSARIES)
2۔ آسائش (COMFORTS)
3۔ تعیشات (LUXURIES)

1۔ ضروریات

ضروریات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

(a) ضروریات زندگی

غذا، لباس اور مکان ضروریات زندگی کہلاتے ہیں۔ ان کو بنیادی ضرورتیں بھی کہتے ہیں۔ بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کے بغیر انسان کا زندہ رہنا مشکل ہوتا ہے۔

(b) ضروریات کارکردگی

انسان کی کارکردگی کو بڑھانے کے لیے چند احتیاجات کی تکمیل ضروری ہوتی ہے ایک طالب علم کی کارکردگی کو بڑھانے کے لیے میز اور کرسی ضروری چیزیں ہیں۔ تعلیم سے انسان کی کارکردگی بڑھتی ہے۔ مختصر یہ کہ ایسی احتیاجات جن کی تکمیل سے انسان کی کارکردگی بڑھتی ہے وہ ضروریات کارکردگی کہلاتی ہیں۔

(c) ضروریات رسمی

ایسی احتیاجات جو رسم و رواج کے لحاظ سے تکمیل کرنا ضروری ہوتی ہیں وہ ضروریات رسمی کہلاتی ہیں۔ جیسے اسکول کے طلبا کے لیے یونی فارم پہننا ضروریات رسمی کہلاتا ہے۔

2۔ آسائش

ایسی احتیاجات جن کا تکمیل ہونا اتنا زیادہ اہم نہیں ہوتا وہ آسائش کہلاتی ہیں، ضروری احتیاجات کی تکمیل ہونے کے بعد ہی آسائش کی تکمیل کی جاتی ہے۔ آسائش کو ضروریات کارکردگی اور تعیشات کے درمیان کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ آرام کرسی، بجلی کا پنکھا وغیرہ آسائش کہلاتے ہیں۔ ایک ملک میں جو چیز ضروری کہلاتی ہے وہ دوسرے ملک میں آسائش کہلا سکتی ہے۔ مثلاً امریکہ میں پکوان گیس (GAS) ضروریات میں شامل ہے لیکن ہمارے ملک میں یہ آسائش کہلاتی ہے کیونکہ ہمارے ملک میں پکوان کے لیے مٹی کا تیل اور لکڑی استعمال کیے جاتے ہیں۔

3۔ تعیشات

ایسی احتیاجات جن کا تکمیل ہونا غیر ضروری ہوتا ہے وہ تعیشات کہلاتی ہیں۔ تعیشات کے استعمال سے کارکردگی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ مثلاً زیورات اور

گاؤں کے کسان کے لیے موٹر کار تعیشات کہلاتے ہیں۔

لیکن ضروریات، آسائش اور تعیشات کی تعریفوں میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے بلکہ حالات، افراد کے حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ احتیاجات کی تعریفوں میں تبدیلی ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر کے لیے کار ضرورت کی چیز ہے لیکن ایک گاؤں کے کسان کے لیے کار تعیشاتی شے کہلاتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں جو شے ضروری سمجھی جاتی ہے وہ ترقی پذیر ممالک میں آسائش یا تعیشات میں شامل ہوتی ہے۔

قانونِ مختتم تقلیل افادہ

(LAW OF DIMINISHING MARGINAL UTILITY)

اس قانون کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی سے ہے۔ احتیاجات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ کسی خاص وقت میں کسی ایک احتیاج کو پورا کیا جاسکتا ہے انسانی احتیاجات کی اس خصوصیت کی بنیاد پر علم معاشیات میں قانونِ مختتم تقلیل افادہ پیش کیا گیا ہے۔ پروفیسر مارشل کے مطابق اگر کوئی شخص اس کے پاس پائی جانے والی اشیا کی مقدار میں اضافہ کرتا رہے گا تو زائد اکائیوں سے حاصل ہونے والا افادہ گھٹ جائے گا۔ اس کو قانونِ مختتم تقلیل افادہ کہتے ہیں۔

افادہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (1) کل افادہ (TOTAL UTILITY) یعنی کسی شے کی کل اکائیوں کو صرف کرنے کی وجہ سے حاصل ہونے والا افادہ (2) مختتم افادہ (MARGINAL UTILITY) یعنی کسی شے کی ہر مزید اکائی سے حاصل ہونے والا مزید افادہ۔ مثلاً ایک صارف کو پانچ آم کھانے کی وجہ سے کل افادہ 20 اکائیوں کے برابر حاصل ہوا ہے اگر صارف کے چھٹا آم کھانے سے کل افادہ بڑھ کر 23 اکائیوں کے برابر ہو جائے گا۔ تو مختتم افادہ 3 اکائی ہوگا۔

کسی شے کی قیمت مختتم افادہ پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر پانی سونے کی طرح کم یاب ہوتا تو پانی کی قیمت بھی سونے کی طرح زیادہ ہوتی۔ پانی کے زیادہ مقدار میں فراہم ہونے سے اس کا مختتم افادہ صفر کے برابر ہے۔ اس لیے پانی حاصل کرنے کے لیے کوئی قیمت ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف سونا (GOLD) کم مقدار میں پایا جاتا ہے اس لیے

اس کا مختتم افادہ بہت زیادہ ہے اور اس کی قیمت بھی۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب کسی شے کی مقدار میں زیادتی ہوتی ہے تو اس کے مختتم افادہ میں کمی ہو جاتی ہے اور کم اہمیت رکھنے والی ضرورتیں تکمیل کرنے کے لیے اس شے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ قانون مختتم تقلیل افادہ کو حسب ذیل جدول کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

آم (MANGO)	مجموعی افادہ (TOTAL UTILITY)	مختتم افادہ (MARGINAL UTILITY)
1	15	—
2	27	12
3	37	10
4	45	8
5	51	6
6	55	4
7	57	2
8	57	0
9	55	-2
10	51	-4

جدول سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ پہلے آم سے زیادہ یعنی 15 اکائیوں کے برابر افادہ حاصل ہو رہا ہے اور دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں اور آٹھویں آم سے حاصل ہونے والا مختتم افادہ گھٹ رہا ہے۔ آٹھویں آم سے حاصل ہونے والا افادہ صفر ہے اس کے بعد نویں اور دسویں آم سے افادہ منفی ہو رہا ہے۔ یعنی آم کے صرف کی اکائیوں میں اضافہ سے مختتم افادہ گھٹ رہا ہے۔

جدول کو گراف میں تبدیل کرنے سے حسب ذیل ڈایاگرام حاصل ہوتا ہے۔

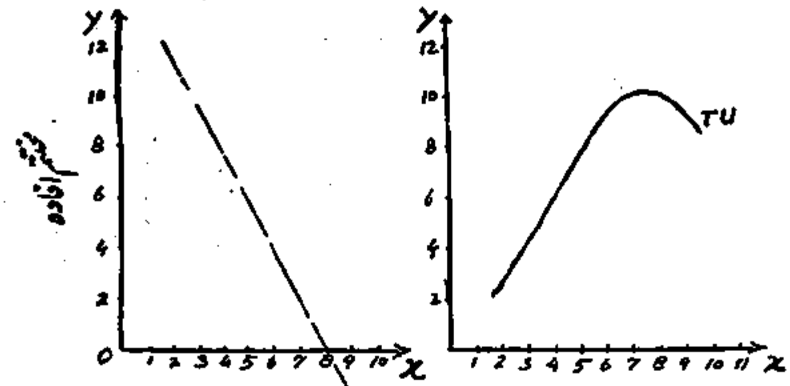

(B) (A)

شکل (A) میں OX محور (Axis) پر آم کی اکائیوں کو بتایا گیا ہے اور OY محور (Axis) پر جملہ افادہ کو بتایا گیا ہے۔ TU کل افادہ کو ظاہر کرنے والی لائن CURVE ہے۔ شکل میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ زائد آم کی اکائیوں کو صرف کرنے سے کل افادہ میں ایک حد تک اضافہ ہورہا ہے۔ اور اس کے بعد کمی ہورہی ہے۔

شکل (B) میں OX محور (Axis) پر آم کی اکائیوں کو بتایا گیا ہے اور OY محور (Axis) پر مختتم افادہ کو بتایا گیا ہے۔ MU مختتم افادہ کو ظاہر کرنے والی لکیر CURVE ہے۔ صرف کی جانے والی آم کی اکائیوں میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مختتم افادہ میں کمی ہوتی ہے۔ آٹھویں آم کے صرف سے مختتم افادہ صفر ہے۔ نویں اور دسویں آم کے صرف سے مختتم افادہ منفی ہے۔

مفروضے (ASSUMPTION)

قانونِ مختتم تقلیل افادہ کے مفروضے حسب ذیل بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ مناسب مقدار

صارف جس شے کا صرف کرے گا اس کی مناسب مقدار ہونی چاہیے اور اشیا کا معیار بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔ اگر صارف ایک کے بعد دوسرا آم صرف کرے گا تو یہ قانون صحیح ہوسکتا ہے لیکن ایک آم کے ایک سو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑا صرف کرے گا تو قانون غلط ثابت ہوگا اس طرح جو بھی شے استعمال یا صرف کی جاتی ہے۔ ان سب

اکائیوں کا معیار ایک ہی ہونا چاہیے۔ اسی وقت یہ قانون صحیح ہو سکتا ہے۔

2۔ وقفہ نہیں ہونا چاہیے۔

کسی شے کی اکائیوں کے صرف کے درمیان وقفہ نہیں ہونا چاہیے۔ مثلاً صبح کافی پینے سے جتنا افادہ حاصل ہوگا شام کے وقت کافی پینے سے بھی اتنا ہی افادہ حاصل ہوگا۔ ایک یونٹ اور دوسرے یونٹ کے صرف کے درمیان وقفہ ہوگا تو یہ قانون غلط ثابت ہوگا۔

3۔ فیشن یا صارفین کے ذوق میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

اس قانون کا اہم مفروضہ یہ ہے کہ صارفین کی آمدنی، ذوق اور فیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اگر تبدیلی ہوگی تو یہ قانون صحیح نہیں ہوگا۔

4۔ قیمتوں میں تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

صارف جس شے کو صرف کر رہا ہے اس کی قیمت اور اس شے کی متبادل اشیا کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر تبدیلی ہوگی تو یہ قانون غلط ثابت ہوگا۔

قانون مختتم تقلیل افادہ کی اہمیت

1۔ اس قانون کے مطابق آمدنی میں اضافہ سے مختتم افادہ میں کمی ہوتی ہے۔ اس لیے اس قانون کے مطابق سماج کے امیر طبقہ پر زیادہ ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف آمدنی کم رہے گی تو مختتم افادہ زیادہ رہے گا۔ اس لیے سماج کے غریب طبقہ پر ٹیکس عائد نہیں کیا جاتا۔ اس طرح ٹیکسوں کے لگانے میں اس قانون سے مدد لی جاتی ہے۔

2۔ اس قانون کے ذریعے کسی شے کی قدر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پانی، ہوا چونکہ بہت زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں اس لیے مختتم افادہ صفر کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے پانی اور ہوا صرف کرنے کے لیے کوئی قیمت ادا نہیں کی جاتی۔ اس کے برخلاف سونا (GOLD) کم مقدار میں فراہم ہوتا ہے اور مختتم افادہ زیادہ رہتا ہے۔ اس لیے سونے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ قانون مختتم تقلیل افادہ کسی شے کی قدر معلوم کرنے میں مدد دیتا ہے۔

3۔ قانون مختتم تقلیل افادہ کی بنیاد پر قانون طلب پیش کیا گیا ہے اور قانونِ طلب کے مطابق کم قیمتوں پر طلب زیادہ رہتی ہے۔ کسی شے کی مقدار میں اضافہ سے مختتم افادہ میں کمی ہو جاتی ہے اس لیے قیمت میں کمی ہونے سے زیادہ مقدار طلب کی جاتی ہے اور قیمت میں زیادتی سے اشیا کی کم مقدار طلب کی جاتی ہے۔

4۔ قیمتوں کے تعین میں اس قانون سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ کسی شے کے مختتم افادہ میں زیادتی رہے گی تو زیادہ قیمت مقرر کی جائے گی اور اس کے برخلاف مختتم افادہ میں کمی رہے گی تو کم قیمت مقرر کی جائے گی۔

5۔ اس قانون کو علم معاشیات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس قانون کی بنیاد پر کئی قوانین پیش کیے گئے ہیں۔ مثلاً قانون مساوی افادہ مختتم یا قانون طلب وغیرہ۔

قانونِ مساوی افادہ مختتم یا قانونِ بدل

(LAW OF SUBSTITUTIVE OR LAW OF EQUI-MARGINAL UTILITY)

انسانی احتیاجات لامحدود ہیں لیکن ان کی تکمیل کے لیے آمدنی محدود ہوتی ہے اس لیے احتیاجات کا انتخاب کیا جاتا ہے اور آمدنی کے لحاظ سے احتیاجات کی تکمیل کی جاتی ہے یعنی احتیاجات میں مسابقت پائی جاتی ہے۔ احتیاجات کی اس خصوصیت کی بنیاد پر معاشیات میں قانون بدل یا قانونِ مساوی افادہ مختتم پیش کیا گیا ہے۔

ہر ایک صارف اپنی آمدنی کو اس طرح خرچ کرنا چاہتا ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل ہو۔ اس لیے ایسے اشیا خریدنا چاہتا ہے جن سے نسبتاً زیادہ افادہ حاصل ہوتا ہے کم افادہ والی اشیا کے بدل میں زیادہ افادہ والی اشیا خریدنا چاہتا ہے۔ اپنی آمدنی کو اس طرح خرچ کرتا ہے کہ مختلف اشیا کے صرف سے جو مختتم افادہ حاصل ہوتا ہے وہ مساوی ہو جائے۔ آمدنی کو اس طرح خرچ کرنے سے اس کو زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل ہو گی جب مختلف اشیا اور خدمات پر خرچ سے زیادہ سے زیادہ تسکین ہو گی تو اس کو صارف کا توازن کہا جائے گا۔ صارف کے توازن کے قانون کو قانونِ بدل یا قانونِ مساوی افادہ مختتم بھی کہتے ہیں۔ قانونِ مساوی افادہ

مختتم کو حسب ذیل جدول میں پیش کیا گیا ہے۔

صرف کی گئی رقم (روپیوں میں)	چاول کا مختتم افادہ (اکائیوں میں)	میوہ کا مختتم افادہ (اکائیوں میں)	گیہوں کا مختتم افادہ اکائیوں میں
پہلا روپیہ	20	18	15
دوسرا روپیہ	18	15	11
تیسرا روپیہ	15	11	6
چوتھا روپیہ	11	6	0
پانچواں روپیہ	6	0	-2
چھٹا روپیہ	0	-2	-4

فرض کیجیے کہ کسی صارف کے پاس چھ روپے ہیں اور اس سے چاول، میوہ اور گیہوں خریدنا چاہتا ہے اور ہر ایک یونٹ کی قیمت ایک روپیہ ہے یعنی چھ روپے صرف کر کے مختلف اشیا کی چھ اکائیاں خرید سکتا ہے۔ صارف اپنے خرچ کو اس طرح متعین کرتا ہے کہ مختلف اشیا کے صرف سے جو مختتم افادہ حاصل ہوتا ہو وہ مساوی ہو جائے۔ چاول پر تین روپے، میوہ پر دو روپے اور گیہوں پر ایک روپیہ صرف کرنے کی وجہ سے صارف کو سب سے زیادہ تسکین حاصل ہوتی ہے۔ چاول کی تین اکائیوں سے 53 اکائیوں کے برابر افادہ حاصل ہوتا ہے۔ میوہ کی دو اکائیوں سے 33 اکائیوں کے برابر افادہ حاصل ہوتا ہے۔ گیہوں کی ایک اکائی سے 15 اکائیوں کے برابر افادہ حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح جملہ افادہ 101 یونٹس حاصل ہوا ہے۔ چاول، میوہ اور گیہوں کے دوسرے کسی جوڑ سے اتنا زیادہ افادہ حاصل نہیں ہوتا۔ صارف چھ روپے اس طرح خرچ کرتا ہے کہ چاول، میوہ اور گیہوں سے حاصل ہونے والا مختتم افادہ 15 یونٹ کے برابر ہو جائے اس کے ساتھ ہی وہ اپنا صرف روک دے گا کیونکہ ہمیشہ کم مختتم افادہ کی اکائیوں کے بدلے میں زیادہ مختتم افادہ کی اکائیاں استعمال کی جائیں تو صارف توازن کی حالت میں رہتا ہے۔ اس لیے اس کو قانونِ بدل کہتے ہیں۔ چونکہ مختلف اشیا کے مختتم افادہ میں برابری رہتی ہے۔ اس لیے اس کو قانونِ مساوی مختتم افادہ کہتے ہیں۔

یہی وہ حالت ہے جہاں صارف کو زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل ہوتی ہے۔

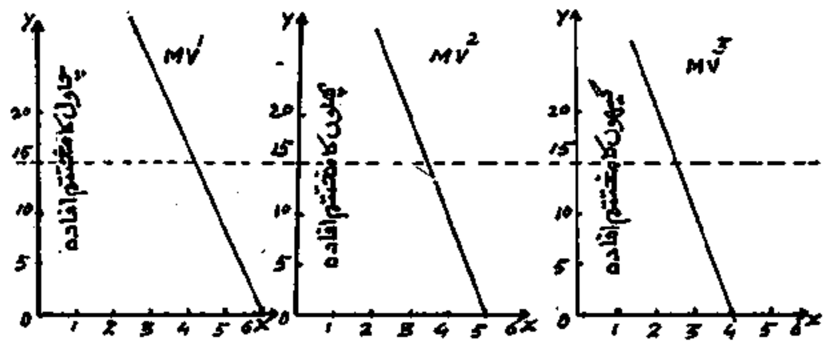

اجناس پر صرف کیے گئے روپیوں کی اکائیاں۔

ڈایاگرام میں OX محور (Axis) پر اشیا کی خریداری پر لگائی گئی رقم بتائی گئی ہے۔ اور OY محور (Axis) پر چاول، میوہ اور گیہوں کے مختتم افادہ کو بتایا گیا ہے۔ MV¹ (CURVE) چاول کا مختتم افادہ، MV² (CURVE) میوہ کا مختتم افادہ اور MV³ (CURVE) گیہوں کے مختتم افادہ کو ظاہر کر رہے ہیں۔ چاول، میوہ اور گیہوں کا مختتم افادہ 15 یونٹ ہے۔ اس لیے چاول کی تین اکائیاں + میوہ کی دو اکائیاں + گیہوں کی ایک اکائی کا ایسا جوڑ (COMBINATION) ہے جو صارف چھ روپے کے بدلے میں خرید کر زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل کر سکتا ہے۔

حدود

1۔ صرف کی جانے والی اشیا کی اکائیوں کا معیار اور مقدار یکساں ہونی چاہیے۔
2۔ صارفین کا ذائقہ، فیشن اور آمدنی مستقل رہنی چاہیے۔
3۔ قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیئے۔
4۔ زر کی قوت خرید میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

اس قانون کی اہمیت

1۔ پیداوار میں : صارفین زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور پیداوار کا زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مصارف پیداوار میں

کمی کرکے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کیا جا سکتا ہے. اس لیے وہ کم صلاحیت والے عوامل کے بدلے میں زیادہ صلاحیت والے عوامل پیداوار استعمال کریں گے. قانونِ بدل کے مطابق پیداکار عاملین پیداوار کے ایسے جوڑ (COMBINATION) کا انتخاب کرتا ہے جس کی لاگت کم سے کم ہو اُس کو پیداکار کا توازن (PRODUCERS EQUILIBRIUM) کہتے ہیں.

2. تقسیم میں.

عاملینِ پیداوار کا معاوضہ مختتم پیداواری پر منحصر ہوتا ہے. ایک عاملِ پیداوار کے بدلے میں دوسرا عاملِ پیداوار استعمال کرنے سے مختتم پیداواری کا اندازہ ہوتا ہے.

3. مبادلہ میں.

نظریۂ قیمت (THEORY OF PRICE) قانونِ بدل پر منحصر ہے. زیادہ قیمت پر اشیا کی کم مقدار طلب کی جاتی ہے. اگر کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہو تو صارفین مہنگی شے کے بدلے میں کم قیمت والی یا سستی شے طلب کرتے ہیں.

4. عوامی مالیہ

حکومت مختلف پراجیکٹس میں مالیہ اس طرح خرچ کرتی ہے کہ ایک پراجیکٹ سے حاصل ہونے والے مختتم افادہ میں یکسانیت پیدا ہو تا کہ زیادہ سے زیادہ سماجی تسکین حاصل ہو سکے.

مختصر یہ کہ قانونِ مساوی افادہ مختتم یا قانون بدل کو عملی دنیا میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے.

قانونِ طلب

علم معاشیات میں طلب کے لیے کسی شے کو خریدنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ قوتِ خرید (PURCHASING POWER) کا ہونا بھی ضروری ہے. مثلاً ایک غریب آدمی ریڈیو خریدنے کی خواہش تو رکھتا ہو لیکن قوتِ خرید یعنی ریڈیو کی قیمت ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اس کا ریڈیو کی طلب پر کوئی اثر نہیں پڑتا. اس کے برخلاف ایک امیر آدمی ریلی کاپٹر HELICOPTER خریدنے کی قوت رکھتا ہے، لیکن اُس کو

ہیلی کاپٹر خریدنے کی خواہش نہ ہو تو ہیلی کاپٹر کی طلب پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس لیے معاشیات میں کسی شے کی طلب اسی وقت ہو گی جبکہ اس شے کو خریدنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ قوتِ خرید بھی پائی جائے۔

قانونِ طلب کی تعریف

کسی خاص وقت میں صارفین کی آمدنی، ذوق، متبادل اشیا کی قیمتیں ایک حالت پر ہوں اور کسی شے کی قیمت میں تبدیلی آجائے تو اس شے کی طلب میں بھی تبدیلی ہو گی۔ یعنی قیمت میں اضافہ سے طلب کی مقدار میں کمی اور قیمت میں کمی سے طلب کی مقدار میں اضافہ ہو گا۔ اس کو قانونِ طلب کہتے ہیں۔

فرض کیجیے کہ جس وقت آم کی قیمت ایک روپیہ تھی تو 5 آم طلب کیے جاتے تھے۔ لیکن آم کی قیمت گھٹ کر 0.75 پیسے ہو گئی تو صارف 5 سے زیادہ یعنی 8 آم طلب کرتا ہے۔ اس کے برخلاف آم کی قیمت ایک روپیہ سے بڑھ کر 1.50 روپے ہو گئی تو صارف 5 سے کم یعنی 3 آم خریدے گا۔

انفرادی طلب کا جدول

INDIVIDUAL DEMAND SCHEDULE)

ایسا جدول جس میں کسی صارف کی مختلف قیمتوں پر طلب کی گئی اشیا کی مقدار کو ظاہر کیا جاتا ہے انفرادی طلب کا جدول کہلاتا ہے۔

طلب کی مقدار (کلو گرام میں)	آم کی قیمت (فی کلو گرام میں)
2	10
3	8
5	5
10	2

انفرادی طلب کے جدول میں یہ بتایا گیا ہے کہ آم کی قیمت فی کلو گرام 10 روپے سے گھٹ کر 2 روپے ہو جانے کی وجہ سے آم کی طلب کی مقدار 2 کلو گرام سے بڑھ

کر ۱۵ کلوگرام ہوگئی ہے۔

مارکیٹ طلب کا جدول

(MARKET DEMAND SCHEDULE)

ایسا جدول جس میں پورے مارکیٹ میں کسی شئے کی مختلف قیمتوں پر طلب کی جانے والی مقدار کو بتایا جاتا ہے، مارکیٹ طلب کا جدول کہلاتا ہے۔

آم کی قیمت (فی کلوگرام)	صارفین کی طلب کی تعداد (کلوگرام میں)					جملہ طلب (کلوگرام میں)
	A	B	C	D	E	
10	2	1	4	0	0	7
8	3	2	6	1	0	12
5	5	3	10	2	1	21
2	10	6	20	5	3	44

فرض کیجئے بازار میں A,B,C,D,E پانچ صارفین آم خریدتے ہیں ہر ایک صارف مختلف قیمتوں پر آم کی مختلف مقدار طلب کرتا ہے۔ اگرچہ صارفین کی آمدنیوں اور ذوق میں فرق ہے لیکن ہر ایک صارف آم کی قیمت کم ہونے سے آم کی زیادہ مقدار طلب کرتا ہے۔

پیدا کار کے لیے انفرادی طلب کے مقابلے میں مارکیٹ طلب زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

ڈایاگرام کے ذریعہ قانون طلب کا اظہار

طلب کے جدول کو گراف میں تبدیل کرنے سے خطِ طلب (DEMAND CURVE) حاصل ہوتا ہے۔ جس کو ذیل میں بتایا گیا ہے۔

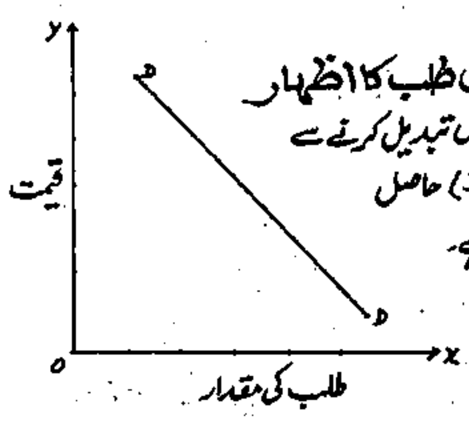

ڈایاگرام میں OX محور (Axis) پر طلب کی مقدار اور OY محور (Axis) پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خطِ طلب ہے۔ خطِ طلب کا جھکاؤ نیچے کی طرف ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کم قیمت پر اشیا کی زیادہ مقدار طلب کی جاتی ہے اور زیادہ قیمت پر کم مقدار طلب کی جاتی ہے۔

قانونِ طلب کے مفروضے

(ASSUMPTIONS OF LAW OF DEMAND)

1۔ قانونِ طلب کا اہم مفروضہ یہ ہے کہ صارف کی آمدنی میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

2۔ صارفین کے ذائقہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

3۔ فیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

4۔ متبادل یا مشترک استعمال (COMPLEMENTARY) کی اشیا کی قیمتوں میں یکسانیت ہوتی ہے۔

5۔ آبادی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

6۔ موسم میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

ان مفروضات میں اگر کسی ایک میں بھی تبدیلی ہو جائے تو یہ قانون بے اثر ہو جائے گا

خطِ طلب کا جھکاؤ نیچے کی طرف رہنے کی وجوہات

خطِ طلب عام طور پر بائیں سے دائیں، نیچے کی جانب جھکا ہوا ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کم قیمت پر زیادہ اشیا اور زیادہ قیمت پر کم اشیا طلب کی جاتی ہیں۔ اس کی وجوہات حسب ذیل بیان کی گئی ہیں۔

1 ۔ قانونِ مختتم تقلیلِ افادہ

اس قانون کے مطابق کسی شے کی صرف کی مقدار میں اضافہ سے مختتم افادہ میں کمی ہوتی ہے۔ زائد اکائیوں کے صرف سے کم تسکین (SATISFACTION) حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ہم زائد اکائیوں کی خرید کے لیے کم قیمت ادا کرنا چاہتے ہیں۔ قیمت میں کمی سے زائد اکائیاں خریدی جاتی ہیں۔

آمدنی کا اثر

کسی شے کی قیمت میں تبدیلی سے صارف کی حقیقی آمدنی میں تبدیلی ہوتی ہے قیمت میں کمی سے صارف کی حقیقی آمدنی بڑھتی ہے۔ اس کے برخلاف قیمت میں اضافہ سے صارف کی حقیقی آمدنی گھٹتی ہے۔ اس لیے جب قیمت میں کمی ہوتی ہے تو صارف کی حقیقی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور طلب کی مقدار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت میں اضافہ ہونے سے صارف کی حقیقی آمدنی میں کمی ہوجاتی ہے اور طلب کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔ اس کو آمدنی کا اثر کہتے ہیں۔

بدل کا اثر

چائے اور کافی متبادل اشیا ہیں۔ اگر کافی کی قیمت میں کسی تبدیلی کے بغیر چائے کی قیمت میں کمی ہوگی تو چائے کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برخلاف چائے کی بہ نسبت کافی کی قیمت کم ہوگی تو کافی کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے یعنی اگر کسی شے کی قیمت گھٹ جاتی ہے تو اس شے کو دوسری شے کے بدل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو بدل کا اثر کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر جب کسی شے کی قیمت میں کمی ہوتی ہے تو طلب کی مقدار بڑھتی ہے۔ اس کے برخلاف قیمت میں اضافہ ہوگا تو طلب کی مقدار گھٹے گی۔ اس لیے خطِ طلب بائیں سے دائیں نیچے کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔

قانونِ طلب کے مستثنیات

قانونِ طلب کے چند مستثنیات ہیں۔ یعنی قیمت میں کمی سے طلب کی مقدار میں کمی اور قیمت میں اضافہ سے طلب کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ استثنائی خطِ طلب بائیں سے دائیں اوپر کی جانب اٹھتا ہوا ہوتا ہے۔ قانون طلب کی استثنائی صورتیں حسبِ ذیل ہیں۔

1۔ گفن اشیا (GIFFEN GOODS)

انیسویں صدی میں سر رابرٹ گفن (SIR ROBERT GIFFEN) نے پہلی بار اس بات کا مشاہدہ کیا کہ مارکیٹ میں چند اشیا کی قیمتوں میں اضافہ سے ان اشیا کی طلب

کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور قیمت میں کمی سے طلب کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔ گفن کے مطابق اگر روٹی کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے تو ایک غریب مزدور کی حقیقی آمدنی گھٹ جاتی ہے۔ اس لیے وہ گوشت اور دوسری مہنگی اشیا کا صرف کم کر دے گا یا ترک کر دے گا۔ روٹی ان اشیا کے مقابلے میں سستی ہونے کی وجہ سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ مقدار میں طلب کی جاتی ہے۔ اس قسم کی اشیا تے ضروری گفن اشیا کہلاتی ہیں۔ یہ قانونِ طلب کی استثنائی صورت ہے۔

باعزت یا وقار والی اشیا
(PRESTIGE GOODS)

سماج کا امیر طبقہ ایسی اشیا خریدتا ہے۔ جن کی قیمت زیادہ ہو۔ ایسی اشیا کا استعمال باعثِ عزت سمجھا جاتا ہے۔ یہ طبقہ سستی اشیا خریدنا اپنے لیے باعثِ توہین سمجھتا ہے۔ یہ بھی قانون طلب کی استثنائی صورت ہے۔

تخمینی کاروبار
(SPECULATIVE BUSINESS)

تخمینی کاروبار قانون طلب کی استثنائی صورت ہے۔ اگر کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور مستقبل میں مزید اضافہ کا اندیشہ ہو تو بیوپاری قیمت میں اضافہ کے باوجود زیادہ مقدار خریدتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر کسی شے کی قیمت میں کمی ہو جائے اور مستقبل میں قیمت میں مزید کمی کا اندیشہ ہو تو قیمت میں کمی کے باوجود اس شے کی طلب کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔

عملِ طلب (DEMAND FUNCTION)

طلب پر اثر انداز ہونے والے عناصر (FACTORS EFFECTING ON DEMAND)

کسی شے کی طلب کی مقدار میں تبدیلی صرف قیمت میں تبدیلی سے ہی نہیں ہوتی بلکہ دوسری وجوہات کی بنا پر بھی ہوتی ہے، جو ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ آمدنی

آمدنی میں تبدیلی ہو گی تو طلب میں بھی تبدیلی ہو گی۔ آمدنی میں کمی سے طلب

کی مقدار میں کمی اور آمدنی میں اضافہ سے طلب کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔

2۔ ذوق اور فیشن

صارفین کے ذوق میں تبدیلی یا فیشن میں تبدیلی ہوگی تو طلب کی مقدار میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔

3۔ موسم

موسم کی تبدیلی سے اشیا کی طلب میں تبدیلی ہوتی ہے۔ موسم سرما میں گرم کپڑوں کی طلب اور موسم بارش میں چھتریوں کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔

4۔ آبادی

آبادی میں تبدیلی سے اشیا کی طلب کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے آبادی میں اضافہ سے اشیا کی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور آبادی میں کمی سے شیا کی طلب کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔

5۔ فنی ترقی

فنی ترقی سے نئی نئی اشیا کی تیاری کی جاتی ہے نئی اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور پرانی اشیا کی طلب میں کمی ہو جاتی ہے۔

6۔ دولت کی تقسیم

دولت اور آمدنی کی تقسیم میں عدم یکسانیت کی صورت میں امیر اور غریب کے درمیان زیادہ فرق پایا جاتا ہے اور ایسی صورت میں اشیائے تعیشات کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر دولت اور آمدنی کی تقسیم میں برابری ہو تو امیر اور غریب کے درمیان فرق کم ہوتا ہے اور ضروریات اور آسائش کی اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔

طلب کی قسمیں

طلب کی تین قسمیں ہیں۔ (1) قیمت طلب (PRICE DEMAND)

(2) آمدنی طلب (INCOME DEMAND)

(3) متقاطع طلب (CROSS DEMAND)

1۔ قیمت طلب

قانون طلب میں اس بات کا مطالعہ کیا گیا ہے کہ جس کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہوگا تو طلب کی مقدار میں کمی ہوگی اور قیمت میں کمی ہوگی تو طلب کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ اس کو قیمت طلب کہتے ہیں۔ قیمت طلب کا خط بائیں سے دائیں نیچے کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ جس کو ذیل میں دکھایا گیا ہے۔

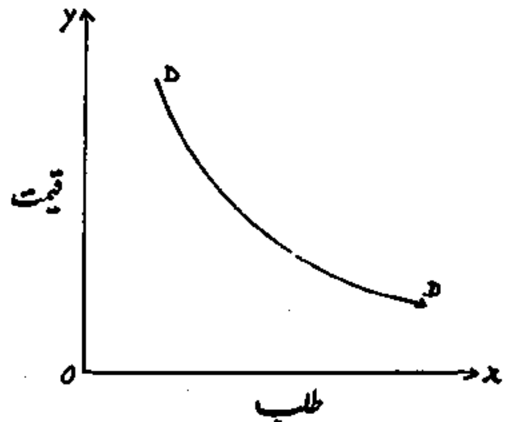

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور OY محور پر قیمت کو ناپا گیا ہے۔ DD قیمت طلب کا خط ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قیمت میں کمی سے طلب کی مقدار میں اضافہ اور قیمت میں اضافہ سے طلب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے۔

2۔ آمدنی طلب

آمدنی سے طلب کی مقدار میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔ آمدنی میں اضافہ سے طلب کی مقدار میں اضافہ اور آمدنی میں کمی سے طلب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے مختلف آمدنیوں پر طلب کی جانے والی مقدار کو آمدنی طلب کہتے ہیں۔ آمد طلب کا خط معیاری اشیا کے سلسلے میں دائیں جانب اوپر کی طرف بڑھتا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن کم معیاری یا ادنیٰ قسم کی اشیا کے سلسلے میں آمدنی میں اضافہ ہوگا تو ادنیٰ قسم کی اشیا کی طلب کی مقدار میں کمی ہوگی اور آمدنی میں کمی ہونے سے اس قسم کی اشیا کی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ اس لیے کم معیاری یا ادنیٰ اشیا کے سلسلے میں آمدنی طلب کا خط بائیں سے دائیں نیچے کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔

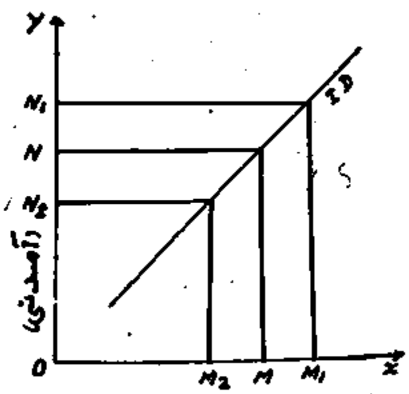

(A) (معیاری اشیا کی طلب)

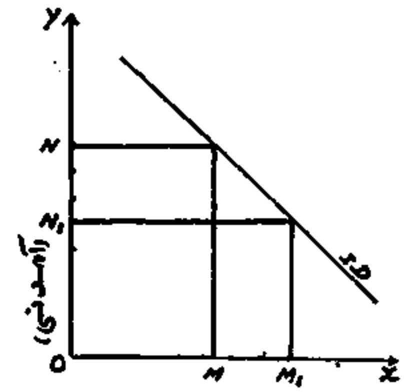

(B) (ادنیٰ قسم کی اشیا کی طلب)

ڈایاگرام (A) میں OX محور پر معیاری اشیا کی طلب اور OY پر آمدنی کو بتلایا گیا ہے۔ ID آمدنی طلب کا خط ہے۔ آمدنی ON سے بڑھ کر ON₁ ہونے کی وجہ سے معیاری اشیا کی طلب کی مقدار OM سے بڑھ کر OM₁ ہوگئی ہے۔ آمدنی ON سے گھٹ کر ON₂ ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار OM سے گھٹ کر OM₂ ہوگئی ہے۔

ڈایاگرام (B) میں OX محور پر ادنیٰ قسم کی اشیا کی طلب اور OY محور پر آمدنی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ ID آمدنی طلب کا خط ہے۔ آمدنی ON سے گھٹ کر ON₁ ہونے کی وجہ سے ادنیٰ قسم کی اشیا کی طلب کی مقدار OM سے بڑھ کر OM₁ ہوگئی ہے۔

3- متقاطع طلب (CROSS DEMAND)

اشیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- متبادل اشیا (SUBSTITUTE GOODS) اور

2- مشترک استعمال اشیا (COMPLIMENTARY GOODS).

1- متبادل اشیا

ایک ضرورت کی تکمیل کے لیے ایک سے زیادہ اشیا پائی جاتی ہیں، جو کہ ایک دوسرے کی متبادل اشیا کہلاتی ہیں۔ مثلاً دو مختلف کمپنیوں کی تیار کردہ موٹر کاریں (AMBASSADOR اور FORD یا MARUTI)۔ دو مختلف کمپنیوں کے تیار کردہ ریڈیو سیٹ BUSH اور MURPHY ۔ دو مختلف کمپنیوں کے تیار کردہ ٹوتھ پیسٹ COLGATE اور SIBACA وغیرہ۔

متبادل اشیا کے سلسلے میں جب کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو متبادل شے کی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف کسی شے کی قیمت میں کمی ہوتی ہے تو اس کے متبادل شے کی طلب کی مقدار گھٹتی ہے۔ اس کو متبادل اشیا کے سلسلے میں متقاطع طلب کہتے ہیں۔ متبادل اشیا کے سلسلے میں متقاطع طلب کا خط بائیں جانب، اوپر کی طرف بڑھتا ہوا ہوتا ہے۔ جس کو ذیل کے ڈایاگرام میں بتایا گیا ہے۔

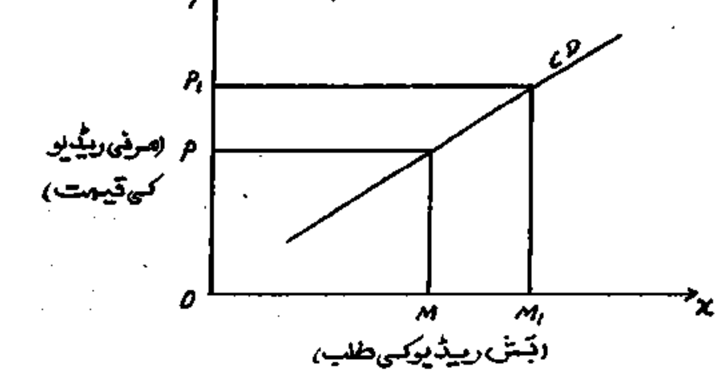

ڈایاگرام میں OX محور پر بش ریڈیو کی طلب اور OY محور پر مرفی ریڈیو کی قیمت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ CD متقاطع طلب کا خط (متبادل اشیا کے سلسلے میں) ہے مرفی ریڈیو کی قیمت OP سے بڑھ کر OP_1 ہونے کی وجہ سے بش ریڈیو کی طلب OM سے بڑھ کر OM_1 ہوگئی ہے۔

2۔ مشترک استعمال اشیا

ایک ضرورت کی تکمیل کے لیے ایک سے زیادہ اشیا ایک ساتھ استعمال کی جائیں تو وہ مشترک استعمال اشیا کہلاتی ہیں۔ مثلاً کار اور پیٹرول، پین اور نوٹ بک وغیرہ

مشترک استعمال اشیا کے سلسلے میں جب کسی ایک شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری شے کی طلب کی مقدار گھٹتی ہے۔ اس کے برخلاف کسی ایک شے کی قیمت میں کمی ہوتی ہے تو دوسری شے کی طلب کی مقدار بڑھتی ہے۔ اس کو مشترک استعمال اشیا کا متقاطع طلب کہتے ہیں۔ اس کو ظاہر کرنے والا خطِ طلب بائیں سے دائیں نیچے کی جانب جھکا ہوتا ہے جس کو ذیل کے ڈایاگرام میں بتایا گیا ہے۔

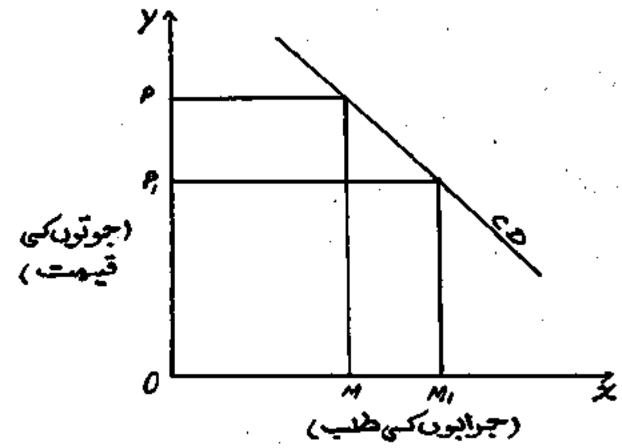

ڈایاگرام میں OX محور پہ جرابوں کی طلب اور OY محور پہ جوتوں کی قیمت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ CD مشترک استعمال اشیا کا متقاطع طلب کا خط ہے۔ جوتوں کی قیمت OP سے گھٹ کر OP1 ہونے کی وجہ سے جرابوں کی طلب OM سے بڑھ کر OM1 ہو گئی ہے۔

طلب کی لچک پذیری (ELASTICITY OF DEMAND).

تعریف :

قانونِ طلب سے ہمیں صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب کسی شے کی قیمت میں کمی ہوتی ہے تو اس شے کی طلب کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور قیمت میں اضافے سے طلب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے لیکن قیمت میں کس تناسب سے تبدیلی کی وجہ سے طلب کی مقدار میں کس تناسب سے تبدیلی ہوتی ہے، قانونِ طلب سے ظاہر نہیں ہوتا۔ طلب کی لچک پذیری سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کس شے کی قیمت میں کس تناسب سے تبدیلی سے اس شے کی طلب کی مقدار میں تبدیلی کا تناسب کیا ہے۔

قیمت میں جس تناسب سے تبدیلی ہوتی ہے، اسی تناسب سے طلب کی مقدار میں تبدیلی ضروری نہیں ہے۔ مثلاً اشیائے ضروری جیسے نمک، چاول وغیرہ کی

قیمتوں میں جس تناسب سے اضافہ ہوتا ہے اس سے بہت کم تناسب سے طلب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے۔ اس کو غیر لچک دار طلب (INELASTIC DEMAND) کہتے ہیں۔ لیکن اگر قیمتوں میں تھوڑی سی کمی سے طلب میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے تو اس کو لچک دار طلب کہتے ہیں

الفریڈ مارشل کے مطابق کسی مارکیٹ میں طلب کی لچک پذیری میں اضافہ یا کمی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ قیمت میں کمی سے طلب کی مقدار میں زیادہ اضافہ ہوا ہے یا کم اضافہ ہوا ہے اور قیمت میں اضافہ سے طلب کی مقدار میں زیادہ کمی ہوتی ہے یا کم ہوتی ہے۔

مسٹر جون رابنسن کے مطابق قیمت میں تبدیلی سے طلب کی مقدار میں تبدیلی کے تناسب کو قیمت میں تبدیلی کے تناسب سے تقسیم کرنے سے کسی خاص قیمت پر طلب کی لچک پذیری حاصل ہوتی ہے یعنی

$$\text{طلب کی لچک پذیری} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں تبدیلی کا تناسب}}{\text{قیمت میں تبدیلی کا تناسب}}$$

طلب کی لچک پذیری کی اقسام
(KINDS OF ELASTICITY OF DEMAND)

طلب کی لچک پذیری کی تین قسمیں ہیں،

1۔ قیمت طلب کی لچک پذیری (PRICE ELASTICITY OF DEMAND)
2۔ آمدنی طلب کی لچک پذیری (INCOME ELASTICITY OF DEMAND)
3۔ متقاطع طلب کی لچک پذیری (CROSS ELASTICITY OF DEMAND)

1۔ قیمت طلب کی لچک پذیری

کسی شے کی قیمت میں تبدیلی سے اس شے کی طلب کی مقدار میں تبدیلی کے تناسب کو قیمت طلب کی لچک پذیری کہتے ہیں۔ قیمت طلب کی لچک پذیری کو حسب ذیل فارمولے کے ذریعہ بتایا جاتا ہے۔

$$\text{قیمت طلب کی لچک پذیری} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}}$$

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ صارف کی آمدنی، دیگر اشیا کی قیمتیں مستقل ہیں، تو کسی شے کی قیمت میں تبدیلی سے اس شے کی طلب کی مقدار میں ہونے والی تبدیلی کو قیمت طلب کی لچک پذیری کہتے ہیں۔

قیمت میں جس تناسب سے تبدیلی ہوتی ہے اسی تناسب سے طلب کی مقدار میں تبدیلی ہونا ضروری نہیں ہے۔ کسی شے کی قیمت میں معمولی تبدیلی سے طلب کی مقدار میں زیادہ تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف قیمت میں زیادہ تبدیلی سے طلب کی مقدار میں بہت کم تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی قیمت طلب کی لچک پذیری کئی قسم کی ہو سکتی ہے جس کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

قیمت طلب کی لچک پذیری کی اقسام

قیمت طلب کی لچک پذیری کی پانچ قسمیں ہیں؛

1. طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر (UNITARY ELASTICITY OF DEMAND)
2. مکمل لچک پذیر طلب (COMPLETELY ELASTICITY OF DEMAND)
3. نسبتاً لچک پذیر طلب (RELATIVELY ELASTICITY OF DEMAND)
4. نسبتاً غیر لچک پذیر طلب (RELATIVELY INELASTICITY OF DEMAND)
5. مکمل غیر لچک پذیر طلب (COMPLETELY INELASTICITY OF DEMAND)

1. طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر

اگر طلب کی مقدار میں تبدیلی کا تناسب قیمت میں تبدیلی کے تناسب کے برابر ہو تو اس کی طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر ہوگی۔

$$\text{طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت کی فی صد تبدیلی}} = \frac{50\%}{50\%} = 1$$

اس کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے:

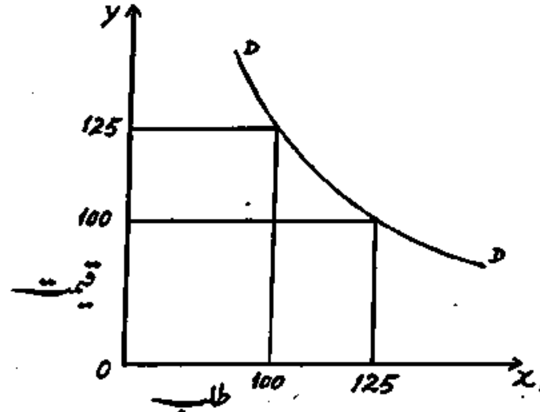

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور OY محور پر قیمت کو ظاہر کیا گیا ہے۔
DD خطِ طلب ہے۔ قیمت 100 سے بڑھ کر 125 ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار 125 سے گھٹ کر 100 ہوگئی ہے۔ قیمت اور طلب کی تبدیلی کا تناسب ایک ہی ہے۔ اس لیے اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر کہیں گے۔

2۔ مکمل لچک پذیر طلب

اگر قیمت میں تبدیلی کے بغیر طلب کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے تو اس کو مکمل لچک پذیر طلب کہتے ہیں۔

$$\text{مکمل لچک پذیر طلب} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}} = \frac{50\%}{0\%}$$

مکمل لچک پذیر طلب کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جاسکتا ہے:

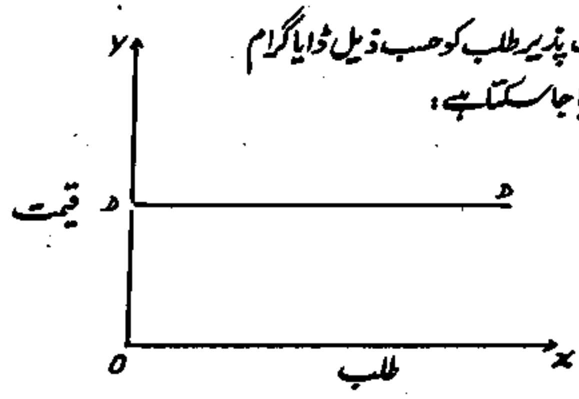

OX محور پر طلب اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیمت میں تبدیلی کے بغیر طلب کی مقدار میں تبدیلی ہو رہی ہے۔

3۔ زیادہ لچک پذیر طلب

اگر قیمت میں تبدیلی سے زیادہ طلب کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے تو اس کو زیادہ لچک پذیر طلب کہتے ہیں۔

$$\text{زیادہ لچک پذیر طلب} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں تبدیلی کا فیصد}}{\text{قیمت میں تبدیلی کا فیصد}} = \frac{\%}{} = \frac{100}{50\%} = 2$$

زیادہ لچک پذیر طلب کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

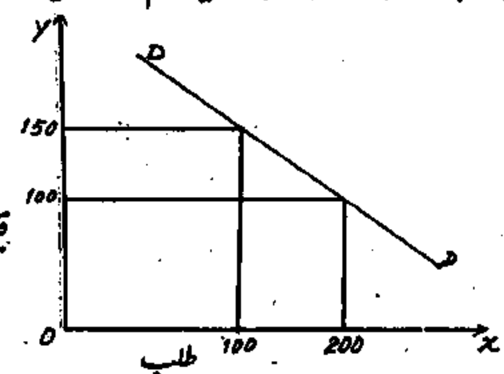

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور OY پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خطِ طلب ہے۔ قیمت 100 سے بڑھ کر 150 ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار 200 سے گھٹ کر 100 ہو گئی ہے۔ قیمت میں تبدیلی کی بہ نسبت طلب کی مقدار میں تبدیلی کے تناسب میں زیادتی ہے۔ اس لیے اس کو زیادہ لچک پذیر طلب کہتے ہیں۔

کم لچک پذیر طلب

قیمت میں تبدیلی کی بہ نسبت طلب کی مقدار میں کم تبدیلی ہونے کو کم لچک پذیر طلب کہتے ہیں۔

$$\text{کم لچک پذیر طلب} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}} = \frac{50\%}{100\%} = \frac{1}{2} = 0.5$$

کم لچک پذیر طلب کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جا سکتا ہے۔

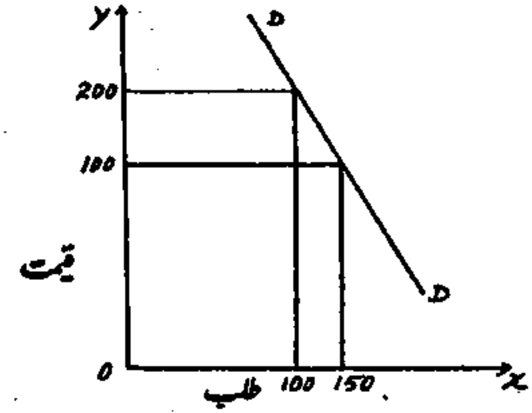

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خطِ طلب ہے۔ قیمت 100 روپے سے بڑھ کر 200 روپے ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار 150 سے گھٹ کر 100 ہو گئی ہے۔ یعنی قیمت میں تبدیلی کی بہ نسبت طلب کی مقدار میں کم تبدیلی ہوتی ہے۔

5۔ مکمل غیر لچک پذیر طلب

قیمت میں تبدیلی کے باوجود طلب کی مقدار میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو اس کو مکمل غیر لچک پذیر طلب کہتے ہیں۔

$$\text{مکمل غیر لچک پذیر طلب} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}} = \frac{0}{50\%} = \text{صفر}$$

مکمل غیر لچک پذیر طلب کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جا سکتا ہے۔

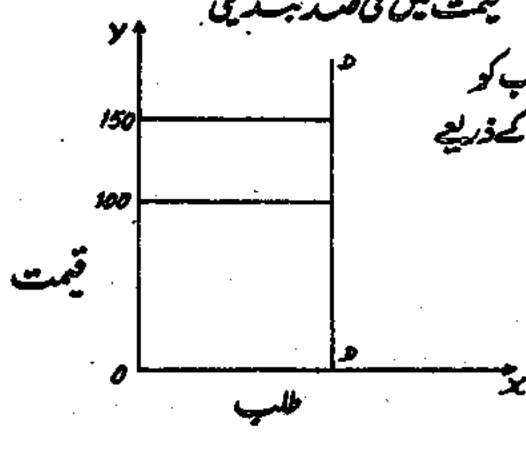

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور OY محور پر قیمت دکھائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے۔ قیمت 100 روپے سے بڑھ کر 150 روپے ہونے کے باوجود طلب کی مقدار میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس لیے اس کو مکمل غیر لچک پذیر طلب کہتے ہیں۔

طلب کی لچک پذیری کی پیمائش

طلب کی لچک پذیری کی پیمائش کے تین طریقے ہیں۔

1۔ فیصد کا طریقہ — PERCENTAGE METHOD

2۔ مجموعی مصارف کا طریقہ — TOTAL EXPENDITUR OUTLAY METHOD

3۔ نکتئی لچک کا طریقہ — POINT ELASTICITY METHOD.

ان میں سے ہر ایک طریقہ کی مدد سے طلب کی لچک پذیری کو ناپنے کے صرف تین طریقے ہیں۔

(a) طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر۔

(b) طلب کی لچک پذیری اکائی سے زیادہ۔ اور

(c) طلب کی لچک پذیری اکائی سے کم۔

1۔ فی صد کا طریقہ

اس طریقے کے مطابق طلب کی لچک پذیری حسب ذیل فارمولے کے ذریعے ناپی جاتی ہے،

$$\text{طلب کی لچک پذیری} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}}$$

اگر قیمت میں فی صد تبدیلی اور طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی میں یکسانیت ہو تو اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر کہتے ہیں۔

$$\text{طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}} = \frac{50\%}{50\%} = 1$$

اگر قیمت میں فی صد تبدیلی کے مقابلے میں طلب کی مقدار میں زیادہ فی صد تبدیلی ہو تو اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی سے زیادہ کہیں گے۔

$$\text{طلب کی لچک پذیری اکائی سے زیادہ} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}} = \frac{100\%}{50\%} = 2$$

اگر قیمت میں فی صد تبدیلی کے مقابلے میں طلب کی مقدار میں کم فی صد تبدیلی ہو گی تو اس کو طلب کی لچک پذیری سے کم کہتے ہیں۔

$$\text{طلب کی لچک پذیری اکائی سے کم} = \frac{\text{طلب کی مقدار میں فی صد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فی صد تبدیلی}} = \frac{50\%}{100\%} = \frac{1}{2}$$

اس طرح فی صد کے طریقے کے مطابق طلب کی لچک پذیری کی پیمائش کی جاتی ہے۔

2. مجموعی خرچ کا طریقہ

اس طریقے کے مطابق مجموعی خرچ کی بنیاد پر طلب کی لچک پذیری کی پیمائش کی جاتی ہے مجموعی خرچ کے طریقہ کو حسب ذیل جدول کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

قیمت (روپیوں میں)	طلب کی تعداد (اکائیوں میں)	مجموعی خرچ (روپیوں میں)	لچک پذیری
6	100	600	(A) طلب کی لچک پذیری اکائی سے زیادہ
5	200	1000	
4	300	1200	طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر (B)
3	400	1200	
2	500	1000	طلب کی لچک پذیری اکائی سے کم (C)
1	600	600	

(A)۔ اگر قیمت میں کمی کی وجہ سے طلب کی مقدار میں زیادتی کے ساتھ مجموعی خرچ اور قیمت میں اضافہ کی وجہ سے طلب کی مقدار میں کمی اور مجموعی خرچ میں کمی ہو گی تو اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی سے زیادہ کہتے ہیں۔ مثلاً اوپر کے جدول میں قیمت 6 روپے سے گھٹ کر 5 روپے ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار 100 سے بڑھ کر 200 ہو گئی ہے اور مجموعی خرچ 600/- روپے سے بڑھ کر 1000/- روپے ہو گیا ہے۔

(B)۔ اگر قیمت میں تبدیلی سے طلب کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے، لیکن مجموعی خرچ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تو اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر کہتے ہیں۔ جدول میں قیمت 4 روپے سے گھٹ 3 روپے ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار 300 سے بڑھ کر 400 ہوگئی ہے لیکن مجموعی خرچ میں کوئی کمی نہیں آتی ہے۔

(C)۔ اگر قیمت میں کمی سے مجموعی خرچ میں کمی اور قیمت میں زیادتی سے مجموعی خرچ میں بھی زیادتی ہورہی ہے تو طلب کی لچک پذیری اکائی سے کم کہتے ہیں۔ جدول میں قیمت 2 روپے سے گھٹ کر ایک روپیہ ہونے کی وجہ سے طلب کی مقدار 500 سے بڑھ کر 600 ہوگئی ہے۔ لیکن مجموعی خرچ 1000/ روپے سے گھٹ کر 600/ روپے ہوگیا ہے۔

3۔ نکتئی لچک کا طریقہ

نکتئی لچک کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔ اس طریقے میں خطِ طلب پر کسی نکتہ سے طلب کی لچک پذیری معلوم کی جاتی ہے۔

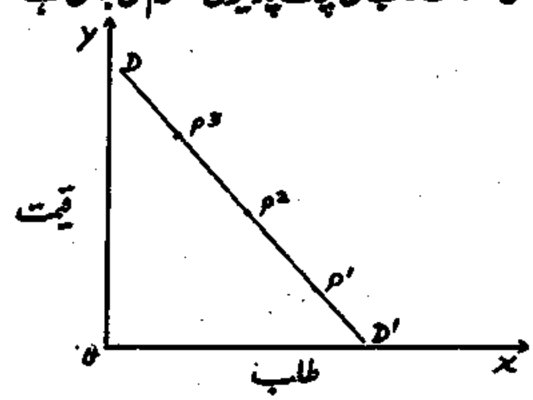

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD' خطِ طلب ہے اور DP2 اور P2D' کا درمیانی فاصلہ یکساں ہے یعنی $\frac{D'P_2}{DP_2} = 1$ اس لیے طلب کی لچک پذیری اکائی کے برابر کہتے ہیں۔

P3D' طلب کو اور DP3 قیمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ DP3 کی بہ نسبت P3D' کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہے۔ اس لیے اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی سے زیادہ

کہتے ہیں۔

'QQ طلب کو اور 'PP قیمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ 'PP کی بہ نسبت 'QQ کا فاصلہ کم ہے۔ اس لیے اس کو طلب کی لچک پذیری اکائی سے کم کہتے ہیں۔

طلب کی لچک پذیری کی اہمیت

طلب کی لچک پذیری کی اہمیت حسب ذیل ہے۔

1۔ ٹیکس کاری

ایسی اشیا جن کی طلب غیر لچک دار ہے ان پر ٹیکس عائد کرنے سے حکومت کو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ ٹیکس میں اضافہ سے ایسی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے لیکن طلب کی مقدار میں کمی نہیں ہوتی۔ اگر ایسی اشیا جن کے لیے لچک دار طلب ہے ان پر ٹیکس عائد کیا جائے تو حکومت کو کم آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسی اشیا پر ٹیکس عائد کرنے سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور طلب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے۔ اس طرح طلب کی لچک پذیری کا تصور ٹیکس عائد کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2۔ اجارہ داری قیمت

اجارہ دار اشیا کی قیمتوں میں اضافہ کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ اشیا کے لیے لچک دار طلب ہے یا غیر لچک دار طلب۔ اگر کسی شے کی طلب لچک دار ہے تو وہ قیمت میں اضافہ نہیں کرتا۔ اس کے برخلاف غیر لچک دار طلب والی شے کی قیمت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس طرح طلب کی لچک پذیری کا تصور اجارہ دار کو قیمت کے تعین میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

3۔ اجرت

اگر کسی خاص قسم کے مزدوروں کے لیے غیر لچک دار طلب ہے تو اجرتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف مزدوروں کے لیے لچک دار طلب ہو تو اجرتوں میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

4۔ بین الاقوامی تجارت

مختلف ممالک کے درمیان تجارت طلب کی لچک پذیری کے تصور پر منحصر ہے۔ بین الاقوامی تجارت سے کسی ملک کو کتنا فائدہ حاصل ہوا ہے یہ طلب کی لچک پذیری پر منحصر ہے۔

5۔ پیداوار

اشیا کی پیداوار اور قیمتوں کا تعین طلب کی لچک پذیری پر منحصر ہوتا ہے۔ غیر لچک دار طلب والی اشیا کی قیمتیں زیادہ اور پیداوار میں کمی رہتی ہے۔ اس کے برخلاف لچک دار طلب والی اشیا کی قیمت کم اور پیداوار میں زیادتی رہتی ہے۔

چوتھا باب

پیداوار

عام طور پر پیداوار کے معنی مادی اشیا کی تیاری کے لیے جاتے ہیں. لیکن معاشیات میں پیداوار کا مفہوم وسیع ہے. معاشیات میں نہ صرف مادی اشیا کی تیاری کو پیدائش کہتے ہیں. بلکہ ان مادی اشیا کو منتقل کرنے کی خدمات جن کا مبادلہ کیا جا سکتا ہے. پیدائش کہلاتے ہیں معاشیات میں پیدائش سے مراد افادہ (UTILITY) کی پیدائش ہے. مختصر یہ کہ معاشیات میں ایسے افادہ کی پیدائش جن کا مبادلہ کیا جا سکتا ہے، پیدائش (PRODUCTION) کہلاتا ہے.

عاملینِ پیداوار

کسی شے کی پیداوار کے لیے چار عاملین یعنی۔ زمین، مزدور، سرمایہ اور تنظیم استعمال کیے جاتے ہیں. عاملینِ پیداوار کی قلت نہ ہوتی تو معاشی مسائل ہی نہیں ہوتے۔ معاشی مسئلہ کی اہم وجہ عاملینِ پیداوار کی قلت ہے۔

1۔ زمین

معاشیات میں زمین کی تعریف وسیع ہے، سطح زمین کے علاوہ زمین کے اندر پائے جانے والے معدنیات، ندیاں، پہاڑ، جنگل وغیرہ زمین کی تعریف میں آتے ہیں. زمین کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ زمین قدرت کا عطیہ ہے۔ زمین کو انسان تیار نہیں کر سکتا۔ اس لیے زمین کے مصارف پیداوار نہیں ہوتے۔

2۔ زمین کی سپلائی میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ زمین کی رسد غیر لچک دار (بے لچک ELASTIC) ہوتی ہے۔ زمین کی طلب میں اضافہ کے باوجود رسد میں اضافہ نہیں ہوتا۔ لگان کا جدید نظریہ زمین کی اسی خصوصیت کی بنیاد پر ہے۔

3۔ زمین کی پیداواری صلاحیت میں فرق پایا جاتا ہے۔ کسی مقام پر زمین زیادہ زرخیز ہوتی ہے تو کسی مقام کی زمین کم زرخیز ہوتی ہے۔ زمین کی اسی خصوصیت کی بنیاد پر 'رکارڈو' (RECORDO) کا نظریہ لگان پیش کیا گیا ہے۔

4۔ زمین ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل نہیں کی جا سکتی۔

5۔ زمین مستقل ہے۔ زمین کو تباہ نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ محنت

معاشیات میں ہر وہ کام چاہے جسمانی ہو یا دماغی معاوضہ حاصل کرنے کے لیے کیا جاتے تو اس کو محنت کہتے ہیں۔ اس تعریف کے مطابق ڈاکٹر، لکچرار، کلارک، ڈرائیور وغیرہ سب مزدور کہلاتے ہیں۔ محنت کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ محنت کو مزدور سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ محنت کی اہم خصوصیت ہے کیونکہ زمین اور زمیندار یا سرمایہ اور سرمایہ دار میں فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن محنت اور مزدور میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ مزدور محنت فروخت کرتا ہے لیکن وہ خود فروخت نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف زمین اور سرمایہ فروخت کیے جاتے ہیں۔

3۔ محنت منتقل نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف زمین اور سرمایہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل کیے جا سکتے ہیں۔

4۔ محنت کا ذخیرہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برخلاف زمین اور سرمایہ کا ذخیرہ ممکن ہے۔

5۔ مزدور ایک مقام سے دوسرے مقام کو بہت کم منتقل ہوتے ہیں۔ کیونکہ زبان کا مسئلہ، وطن کی محبت، آمد و رفت کے مسائل وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

6۔ مزدوروں کی پیداواری صلاحیت میں فرق پایا جاتا ہے۔ کچھ مزدوروں کی اہلیت

زیادہ اور کچھ کی کم ہوتی ہے۔

مزدور کی کارکردگی یا اہلیت

مزدور کی کارکردگی یا اہلیت حسب ذیل عناصر پر مبنی ہوتی ہے۔

1۔ قومی خصوصیات

مزدور کی کارکردگی قومی خصوصیات پر منحصر ہوتی ہے۔ چند قومیں فطری اعتبار سے محنتی اور جسمانی اور دماغی اعتبار سے قوی ہوتی ہیں۔ مثلاً پٹھان، راجپوت، برہمن وغیرہ۔

2۔ آب وھوا

مزدوروں کی کارکردگی ملک کی آب وہوا پر منحصر ہوتی ہے۔ سرد ممالک کا مزدور زیادہ دیر تک کام کرسکتا ہے اس لیے اس کی کارکردگی بلند رہتی ہے اس کے برخلاف گرم ممالک کے مزدور زیادہ دیر تک کام نہیں کرسکتے۔ اس لیے ان کی کارکردگی پست رہتی ہے۔

3۔ تعلیم

مزدوروں کی کارکردگی ان کی تعلیم پر بھی منحصر ہوتی ہے۔ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار مزدور مشینوں کو بہتر طور پر استعمال کرسکتے ہیں۔ اس لیے وہ زیادہ اہل ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف غیر تعلیم یافتہ اور غیر تجربہ کار مزدور مشینوں کو بہتر طور پر استعمال نہیں کرسکتے اس لیے ان کی اہلیت کم ہوتی ہے۔

4۔ ذاتی خصوصیات

کسی مزدور کی اہلیت اس کی ذاتی خصوصیات پر منحصر ہوتی ہے۔ حالات کو سمجھنے کی صلاحیت، ذمہ داری کا احساس، ہوشیاری وغیرہ بھی کسی مزدور کی اہلیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

5۔ کارخانے کے حالات

مزدور کی کارکردگی کارخانے کے حالات پر بھی منحصر ہوتی ہے۔ اگر کسی کارخانے میں مزدوروں کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں تو ان کی کارکردگی بلند ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف ایسے کارخانے جہاں پر مزدوروں سے مسلسل کام لیا جارہا ہو اور بہت آلات و اوزار فراہم نہیں کیے جاتے اور کم سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں یا سہولتیں فراہم

نہیں کی جاتیں تو ایسے مزدوروں کی کارکردگی پست رہتی ہے۔

6۔ مزدوروں کی یونین

اگر مزدوروں کی یونین مضبوط رہے گی تو مزدور کی اجرت میں اضافہ ہوگا۔ ضروریات زندگی تکمیل ہوں گی اور مزدور کی کارکردگی بڑھے گی۔ اس کے برخلاف اگر مزدوروں کی انجمن مضبوط نہیں رہے گی تو اجرتوں میں اضافہ نہیں ہوگا ضروریات زندگی تکمیل نہیں ہوں گی اور مزدور کی کارکردگی پست رہے گی۔

7۔ سماجی اور سیاسی حالات : سماجی اور سیاسی حالات مزدور کی کارکردگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ مثلاً مزدوروں کی بھلائی کے لیے حکومت قوانین بناتے گی تو اس سے مزدور کی کارکردگی بڑھے گی۔ اس کے برخلاف مزدور کی بھلائی کی طرف توجہ نہ دی جائے تو مزدوروں کی کارکردگی بہت پست ہوگی۔

تقسیم کار

تقسیم کار آج کے معاشی نظام کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ آج دنیا کی کوئی صنعت ایسی نہیں ہے جہاں پر تقسیم کار پر عمل نہ ہوتا ہو۔ کسی شئے کے کام کو مختلف مرحلوں میں تقسیم کرکے ہر مرحلے میں الگ الگ مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے تو اس کو محنت کی تقسیم کا طریقہ (DIVISION OF LABOUR) کہتے ہیں۔

تقسیم کار کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے :

1۔ سادہ تقسیم کار (SIMPLE DIVISION)
2۔ پیچیدہ تقسیم کار (COMPLEX DIVISION)
3۔ علاقہ واری تقسیم کار (TERRITORIAL DIVISION)

1۔ سادہ تقسیم کار

اگر کام پیشہ کی بنیاد پر سماج میں کئی حصوں میں تقسیم ہوگا تو اس کو سادہ تقسیم کار کہیں گے۔ مثلاً بڑھئی، لوہار، کسان، استاد، ڈاکٹر وغیرہ۔

2۔ پیچیدہ تقسیم کار

اگر کسی شئے کی تیاری کے کام کو مختلف مرحلوں میں تقسیم کرکے، ہر مرحلے میں الگ الگ مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے تو اس کو پیچیدہ تقسیم کار کہتے ہیں۔ مثلاً قمیض کی

تیاری کے کام کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلے مرحلے میں کپڑا کاٹنا، دوسرے مرحلہ میں سلائی، اور تیسرے مرحلہ میں استری کرنا شامل ہیں۔ ہر مرحلہ میں الگ الگ مزدوروں سے کام لے کر قمیض تیار کی جاتی ہے۔

3۔ علاقہ واری تقسیم کار

ملک کے ہر علاقہ میں ایک خاص قسم کی صنعت قائم ہو جاتی ہے تو اس کو علاقہ واری تقسیم کار کہتے ہیں۔ مثلاً مغربی بنگال میں پٹ سن کی صنعت، بمبئی میں کپڑے کی صنعت، بہار میں لوہے اور فولاد کی صنعت وغیرہ۔

تقسیم کار کے فائدے

تقسیم کار کے فائدے حسب ذیل ہیں۔

1۔ پیداوار میں اضافہ

تقسیم کار کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ پروفیسر آدم اسمتھ کے مطابق ایک مزدور تقسیم کار کے بغیر صرف 20 پن تیار کر سکتا ہے۔ اس کے برخلاف تقسیم کار کی وجہ سے وہی مزدور روزانہ 48,000 پن بنا سکتا ہے۔

2۔ صلاحیت کے مطابق کام کی تقسیم

تقسیم کار کا اہم فائدہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی مہارت کے مطابق کام کر سکتا ہے۔ مثلاً قمیض کی سلائی کے کام میں جو ماہر ہے اس کو صرف قمیض کی سلائی کا کام دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص کپڑا کاٹنے میں ماہر ہے اس کو وہی کام دیا جاتا ہے۔ اس طرح تقسیم کار کی وجہ سے صلاحیت کے مطابق کام کی تقسیم ممکن ہوتی ہے۔

3۔ کام میں مہارت

ایک مزدور ہمیشہ ایک ہی قسم کا کام کرنے سے وہ اس کام میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔ کام میں مہارت حاصل ہو جانے کی وجہ سے اشیا کی زیادہ پیداوار اور معیاری اشیا کی تیاری ممکن ہو سکتی ہے۔

4۔ وقت کی بچت

چونکہ مزدور کو ہمیشہ ایک ہی مقام پر ایک ہی قسم کا کام کرنا پڑتا ہے، اس لیے

وقت کی بچت ممکن ہے۔ اس کے برخلاف مزدور کو کئی مقامات پر کام کرنا ہو تو ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانے کے لیے وقت لگتا ہے۔ اس لیے تقسیم کار کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے وقت ضائع نہیں ہوتا۔

5۔ ایجادات

آج کے دور میں تقسیم کار کی وجہ سے نئی نئی چیزیں ایجاد کی جارہی ہیں۔ ایک مزدور کو ہمیشہ ایک ہی قسم کا کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے نئے نئے طریقے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔

6۔ مصارفِ پیداوار میں کمی

تقسیم کار سے بڑے پیمانے کی پیداوار ممکن ہو سکتی ہے۔ بڑے پیمانے پر پیداوار سے مصارفِ پیداوار میں کمی ہوتی ہے اور کم قیمتوں پر اشیا فراہم ہوتی ہیں۔

7۔ روزگار

تقسیم کار کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے روزگار کے مواقع زیادہ فراہم ہوتے ہیں اس لیے تقسیم کار سے بے روزگاری کے مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔

تقسیمِ کار کے نقصانات

1۔ کام میں عدم دلچسپی

تقسیم کار کا ایک اہم نقصان یہ ہے کہ اس میں مزدور کو ہمیشہ ایک ہی قسم کا کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایک ہی قسم کے کام سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے اس لیے اس کو اس کام سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔

2۔ ذمہ داری کا احساس ختم ہوجاتا ہے

تقسیم کار میں ایک شے کی تیاری کے کام کو مختلف مرحلوں میں تقسیم کرکے مختلف مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس لیے کوئی مزدور کسی شے کی تیاری کی پوری ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ اس طرح ذمہ داری کا احساس ختم ہوجاتا ہے۔

3۔ بے روزگاری

تقسیم کار کا ایک اہم نقصان یہ ہے کہ اس سے بے روزگاری کا اندیشہ رہتا ہے۔ ایک مزدور کسی شے کے ایک حصے کی تیاری کی مہارت رکھتا ہے۔ جس وقت تک اس

کو وہ کام نہیں ملتا اس وقت تک اس کو بے روزگار رہنا پڑتا ہے۔

4۔ فیکٹری نظام کی خامیاں

تقسیم کار کی وجہ سے کارخانے کا نظام عمل میں آیا ہے۔ کارخانوں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے کئی قسم کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ مزدور اور منتظم کے درمیان اچھے تعلقات نہیں پائے جاتے جس کی وجہ سے صنعتی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔

تقسیم کار کی حدود

موجودہ ترقی یافتہ دور میں تقسیم کار کی بہت اہمیت ہے۔ صنعتی کاروبار میں تقسیم کار پر عمل کیے بغیر اشیا کی پیداوار میں اضافہ ممکن نہیں۔ لیکن تقسیم کے لیے حسب ذیل حدود ہیں۔

1۔ بازار کی وسعت

پروفیسر آدم اسمتھ کے مطابق تقسیم کار کا انحصار بازار کی وسعت پر ہوتا ہے۔ بازار کی وسعت سے مراد کسی شے کی طلب میں زیادتی ہے۔ کسی شے کی طلب میں زیادتی سے تقسیم کار وسیع ہوگا۔ تقسیم کار کی وسعت سے بڑے پیمانے پر پیداوار ممکن ہو سکتی ہے۔ بڑے پیمانے پر پیداوار سے مصارف میں کمی، قیمتوں میں کمی اور طلب میں زیادتی ہوتی ہے۔ اس طرح بازار کی وسعت سے تقسیم کار وسیع ہوتا ہے اور تقسیم کار کی وسعت سے بازار میں توسیع ہوتی ہے۔

2۔ چند اشیا کی پیداوار کے کام کو کئی مرحلوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں تقسیم کار محدود رہتا ہے۔ مثلاً زرعی اشیا کی پیداوار کا کام یعنی بیج بونے سے لے کر فصل کاٹنے تک کے کام کو کئی مرحلوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ایسی اشیا کی پیداوار کے سلسلے میں تقسیم کار مشکل ہے۔

3۔ تقسیم کار کا انحصار منتظم کی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ منتظم جتنا زیادہ باصلاحیت ہوگا وہ اپنی شے کی طلب میں اضافہ کرنے میں کامیاب ہوگا۔ جس کے نتیجے میں تقسیم کار وسیع ہوگا۔ اس کے برخلاف منتظم باصلاحیت نہ ہو تو وہ جس شے کی پیداوار کر رہا ہے اس کی طلب میں کمی ہوگی اور تقسیم کار محدود رہے گا۔

4۔ تقسیم کار کا انحصار آمدورفت کی سہولتوں پر بھی ہوتا ہے۔ آمدورفت کی

سہولتیں ملنے سے اشیا ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل کی جاسکتی ہیں۔ اس سے اشیا کا بازار وسیع ہوگا اور تقسیم کار بھی وسیع ہوگا۔ اس کے برخلاف آمد و رفت کی سہولتیں نہ ہوں تو بازار محدود رہے گا اور تقسیم کار بھی محدود رہے گا۔

5۔ تقسیم کار کا انحصار مزدوروں کی کارکردگی اور ان کی دستیابی پر ہوتا ہے اس کے علاوہ کم شرح سود پر قرض کی فراہمی بھی تقسیم کار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر مزدور کارکرد ہوں گے اور کم شرح سود پر قرض کی سہولتیں ہوں گی تو پیداوار میں اضافہ مصارف میں کمی، قیمتوں میں کمی اور طلب کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ طلب میں اضافہ سے تقسیم کار وسیع ہوجاتا ہے۔ اس کے برخلاف زیادہ شرح سود پر قرض حاصل ہوگا تو مصارف اور قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اور طلب میں کمی اور تقسیم کار محدود ہوجائے گا

علاقہ واری تقسیم کار یا صنعتوں کی مقام پذیری

ملک کے ہر علاقہ میں ایک خاص قسم کی صنعت قائم ہوجائے تو اس کو علاقہ واری تقسیم کار کہتے ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں سوتی صنعت بمبئی میں، پٹ سن صنعت مغربی بنگال میں، لوہے اور فولاد کی صنعت بہار میں مرکوز ہیں۔ کسی خاص علاقہ میں خاص قسم کی صنعتیں مرکوز ہونے کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

1۔ خام مال کی فراہمی

جس مقام پر جس قسم کا خام مال فراہم ہوتا ہے اس مقام پر اسی قسم کی صنعت قائم ہوتی ہے۔ مثلاً بمبئی میں کپاس کی پیداوار زیادہ ہے۔ اس لیے یہاں کپڑے کی صنعت مرکوز ہے۔ اسی طرح بنگال میں پٹ سن کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے پٹ سن کی صنعت اس مقام پر مرکوز ہے۔ اس طرح صنعتوں کی مقام پذیری میں خام مال کی فراہمی کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

2۔ برقی قوت کی فراہمی

ایسے مقامات پر صنعتیں قائم کی جاتی ہیں جہاں پر کوئلہ یا بجلی فراہم ہوتی ہے۔

ایسی مصنوعات جو کوئلہ پر منحصر ہوتی ہیں ان کے کارخانے عام طور پر ایسے مقامات پر قائم کیے جاتے ہیں جہاں پر کوئلہ کی کانیں پائی جاتی ہوں۔ آج کے دور میں مشینوں کو چلانے کے لیے برقی قوت استعمال کی جاتی ہے۔ اس لیے کوئلہ یا برقی قوت جن مقامات پر پائے جاتے ہیں وہاں پر صنعتیں قائم کی جاتی ہیں۔

3۔ آب وہوا

چند صنعتوں کے قیام کے لیے موزوں آب وہوا کا ہونا ضروری ہے۔ سوتی صنعت کے لیے خاص قسم کی آب وہوا ضروری ہے۔ ہندوستان میں ممبئی اور انگلستان میں لنکا شائر میں اس قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے۔ اس لیے ممبئی سوتی صنعت کا مرکز ہے۔

4۔ مزدوروں کی فراہمی

چند صنعتوں کے لیے خاص قسم کے مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے ایسے مزدور جس مقام پر زیادہ فراہم ہوتے ہیں اس مقام پر وہ صنعت قائم ہوتی ہے۔

5۔ قرض کی فراہمی

جس مقام پر کم شرح سود پر قرض فراہم ہوتا ہے، اس مقام پر صنعت قائم ہوتی ہے۔ عام طور پر جہاں بنک اور دیگر مالی ادارے ہوتے ہیں وہاں پر قرض زیادہ مقدار میں اور کم سود پر حاصل ہوتا ہے۔

6۔ بازار کی قربت

صارفین کو فروخت کرنے کے مقصد سے اشیا بنائی جاتی ہیں۔ اس لیے ایسے مقامات پر صنعتیں قائم کی جاتی ہیں، جہاں پر بازار کی سہولت پائی جاتی ہو۔ بازار کی سہولت کی وجہ سے آمدورفت کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔

7۔ سیاسی وجوہات

آج کے دور میں صنعتوں کے قیام میں حکومتی پالیسی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ علاقائی ترقی میں عدم توازن کو دور کرنے کے لیے حکومت پسماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ چند صنعتوں کی ترقی کے لیے کم قیمتوں پر خام مال اور کم شرح سود پر قرض فراہم کرتی ہے۔

خوبیاں

1۔ صنعتوں کی مقام پذیری کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے آمدورفت کی سہولتیں فراہم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے صنعتوں کو بہت سہولتیں فراہم ہو جاتی ہیں۔

2۔ صنعتوں کی مقام پذیری کی وجہ سے مالی ادارے قائم ہوتے ہیں۔ بنک اور دیگر مالی ادارے قائم ہونے کی وجہ سے صنعت کاروں کو قرض فراہم ہو سکتا ہے۔

3۔ صنعت کی مقام پذیری کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس مقام پر کئی ذیلی صنعتیں قائم ہوتی ہیں جو صنعت کی ضمنی پیداوار کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایسی چھوٹی صنعتیں قائم ہوتی ہیں جو کہ مقام پذیر صنعت کو مشین، اوزار، خام اشیاء وغیرہ فراہم کرتی ہیں۔

4۔ صنعتی مقام پذیری کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ صنعت کار ریسرچ کے ادارے قائم کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کیے جا سکتے ہیں۔

5۔ صنعتوں کی مقام پذیری سے روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔

6۔ جس جگہ صنعت مقام پذیر ہوتی ہے وہاں پر تیار کردہ اشیا کو ایک خاص مقام حاصل ہوتا ہے اور ان اشیا کا بازار وسیع ہو جاتا ہے مثلاً سوئٹزر لینڈ میں تیار کی گئی گھڑیاں ایک خاص شہرت کی حامل ہیں۔

خامیاں

1۔ صنعتی مقام پذیری کا نقصان یہ ہے کہ اس سے صرف ایک ہی قسم کے مزدور کو روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کسی وجہ سے صنعت میں پیداوار روک دی جائے تو مزدور بے روزگار ہو جائیں گے اور دوسرے مقام پر انہیں روزگار حاصل کرنا بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔

2۔ صنعتی مرکزیت کا ایک اہم نقصان یہ ہے کہ جنگ کے دوران ایسے مقامات ہی بمباری کا نشانہ بنتے ہیں۔

3۔ اگر کوئی مقام ایک ہی قسم کی صنعت پر منحصر رہے گا تو کساد بازاری کے حالات

میں بیروزگاری عام ہو جائے گی، آمدنی گھٹ جائے گی اور معیارِ زندگی پست ہو جائے گا۔

4۔ صنعتی مرکزیت سے متوازن علاقائی ترقی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ علاقائی ترقی میں عدم توازن رہنے کی وجہ سے کئی سیاسی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

5۔ جن مقامات پر صنعتیں مرکوز ہوتی ہیں وہاں کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً رہائش کا مسئلہ، گندی بستیوں کا وجود اور صحت کا مسئلہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ کئی سماجی اور اخلاقی برائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

6۔ صنعتی مرکزیت کی وجہ سے گاؤں سے مزدور شہروں کو منتقل ہوتے ہیں اور گاؤں میں مزدوروں کی قلت پائی جانے لگتی ہے۔

صنعتوں کی غیر مرکزیت

صنعتی مرکزیت کا اہم نقصان یہ ہے کہ اس سے علاقائی ترقی میں عدم توازن پایا جاتا ہے۔ ہر ملک کی حکومت کا مقصد یہ ہے کہ علاقائی ترقی میں عدم توازن کو دور کیا جائے تاکہ سماجی اور معاشی انصاف قائم ہو سکے۔ اس لیے پسماندہ علاقوں میں بھی صنعتیں قائم کی جارہی ہیں۔ صنعتی غیر مرکزیت کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

1۔ آج کے دور میں ذرائع نقل و حمل کی ترقی کی وجہ سے صنعت کے لیے بازار اور خام مال کی قربت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

2۔ آج کے دور میں بجلی (جو قوت کا ایک اہم ذریعہ ہے) دور دور مقامات تک فراہم کی جارہی ہے اس لیے صنعت کے لیے قوتِ محرکہ کی قربت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

3۔ جس مقام پر صنعت مرکوز ہوتی ہے وہاں پر مصارفِ زندگی بڑھنے کی وجہ سے اجرتوں کی سطح زیادہ رہتی ہے۔ صنعت کاروں کے مصارفِ پیداوار میں اضافہ ہو جاتا ہے اور منافع میں کمی ہو جاتی ہے نئے مقامات پر صنعتیں قائم ہوں گی تو منافع میں اضافہ ہو سکتا ہے کیوں کہ وہاں کم اجرت پر مزدور فراہم ہوتے ہیں۔

مزدور کی رسد

مزدور کی رسد آبادی پر منحصر ہوتی ہے۔ معاشیات میں آبادی کے متعلق دو اہم

نظریئے پائے جاتے ہیں۔

1۔ مالتھس کا نظریہ آبادی (MALTHUSIAN THEORY OF POPULATION)

2۔ متوازی نظریہ آبادی . OPTIMUM THEORY OF POPULATION

1۔ مالتھس کا نظریہ آبادی

تھامس رابرٹ مالتھس نے 1798ء میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا۔ "AN ESSAY ON THE PRINCIPLES OF POPULATION" جس میں اس نے آبادی کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کو مالتھس کا نظریہ آبادی کہا جاتا ہے مالتھس نے نظریہ آبادی میں اضافہ کا تعلق غذائی اجناس کی رسد سے ہے۔ مالتھس کا کہنا یہ ہے کہ ہر ملک کی آبادی 25 سال میں دوگنی ہوجاتی ہے۔ مالتھس کے نظریہ کے مطابق آبادی میں جیومیٹریائی لحاظ سے اضافہ ہوتا ہے۔ (یعنی 2, 4, 8, 16, 32, 64, 128) لیکن غذائی اجناس کی رسد میں حسابی لحاظ سے اضافہ (یعنی 1, 2, 3, 4, 5, 6, 7, 8) ہوتا ہے۔

زراعت میں قانونِ تقلیلِ حاصل پر عمل ہونے کی وجہ سے غذائی اجناس کی پیداوار میں حسابی شرح سے ترقی ہوتی ہے اس لیے ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جبکہ آبادی کی غذائی ضرورت تکمیل نہیں ہو پاتی۔ غذائی قلت سے کئی اموات ہوجاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے پھر ایک دفعہ آبادی اور غذائی رسد میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

مالتھس کے مطابق آبادی میں اضافہ کو روکنے کے دو طریقے ہیں۔

(1) قدرتی تحدیدات (2) امتناعی تحدیدات

(1) قدرتی تحدیدات

قدرتی اسباب کی بنا پر آبادی میں جو کمی واقع ہوتی ہے اسی کو قدرتی تحدیدات کہتے ہیں مثلاً قحط، وبائی امراض وغیرہ سے اموات میں اضافہ ہوتا ہے اور آبادی اور غذائی رسد میں یکسانیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(2) امتناعی تحدیدات

مالتھس کے مطابق امتناعی تحدیدات کے ذریعے آبادی کو کنٹرول کرنا چاہیے۔ انسان خود اپنی کوششوں سے مثلاً ضبطِ تولید، دیر سے شادی کے طریقے کے ذریعے آبادی

پر کنٹرول کو امتناعی تحدیدات کہتے ہیں۔ مالتھس غیر فطری طریقوں سے آبادی کو روکنے کی ترغیب نہیں دیتا۔

مالتھس کا نظریہ آبادی آج کے دور میں غلط ثابت ہوا کیونکہ ترقی یافتہ ممالک میں قانونِ تقلیل حاصل کی بجائے قانونِ تکثیر حاصل پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ مالتھس نے اپنے نظریہ میں آبادی میں اضافہ کا تعلق صرف غذائی اجناس کی رسد سے رکھا ہے اور معیشت کے دیگر شعبوں کی ترقی کو نظر انداز کرتا ہے۔ آج دنیا میں کئی ممالک ایسے ہیں جہاں پر غذائی اجناس کی پیداوار آبادی کے مقابلے میں تیزی سے بڑھ رہی ہے لیکن اس کے باوجود معیارِ زندگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج کے دور میں مالتھس کا نظریہ ناکام ہو چکا ہے۔

2۔ متوازن آبادی کا نظریہ

آبادی کے متوازن نظریہ کو جدید ماہرینِ معاشیات نے پیش کیا ہے۔ اس نظریہ میں آبادی میں اضافہ کا تعلق معیشت کے تمام شعبوں کی ترقی سے رکھا گیا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق معیشت میں وسائل موجود ہوں تو آبادی میں اضافہ کی وجہ سے مزدوروں کی رسد میں اضافہ ہوگا۔ وسائل مکمل طور پر استعمال کیے جائیں گے۔ فی کس آمدنی اور معیارِ زندگی میں اضافہ ہوگا۔ معیشت میں پائے جانے والے تمام وسائل مکمل طور پر استعمال ہونے کے بعد مزید آبادی میں اضافہ ہوگا تو بے روزگاری میں اضافہ ہوگا۔ فی کس آمدنی میں کمی ہوگی اور معیارِ زندگی پست ہوگا۔

کسی ملک میں پائے جانے والے وسائل کے لحاظ سے جتنی آبادی کو مکمل روزگار کے مواقع فراہم ہو سکتے ہیں اس آبادی کو متوازن آبادی (OPTIMUM POPULATION) کہتے ہیں۔ اگر آبادی اس سے کم ہو تو وہ کم آبادی والا ملک (UNDER POPULATED COUNTRY) کہلاتا ہے۔ اگر آبادی متوازن آبادی کی سطح سے زیادہ ہو جائے تو وہ کثیر آبادی والا ملک (OVER POPULATED COUNTRY) کہلائے گا۔

متوازن نظریہ آبادی کو حسبِ ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

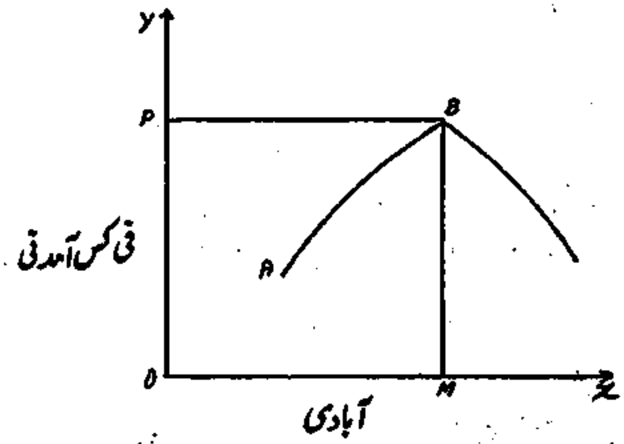

ڈایاگرام میں OX محور پر آبادی اور OY محور پر فی کس آمدنی کو رکھا گیا ہے۔ OM متوازن آبادی کی سطح ہے۔ جہاں پر فی کس آمدنی سب سے زیادہ یعنی OP ہے۔ آبادی OM سے کم رہے گی تو آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ فی کس آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا ہے یہ اضافہ OP کے نقطہ تک ہوتا ہے اگر آبادی OM سے بڑھ جائے گی تو فی کس آمدنی میں کمی ہو جائے گی۔

متوازن آبادی کے نظریہ کی خصوصیت یہ ہے کہ متوازن آبادی کی تعداد مستقل نہیں رہتی بلکہ وسائل میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ متوازن آبادی کی سطح میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔

اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ متوازن نظریۂ آبادی آبادی اور معیارِ زندگی کے درمیانی تعلق کو بہتر طور پر ظاہر کرتا ہے۔

سرمایہ یا اصل

عاملینِ پیداوار میں اصل کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ایسی اشیا جن کو انسان تیار کرتا ہے، اور جو مزید اشیا کی پیداوار کے دوران استعمال کی جاتی ہیں، اصل (CAPITAL) کہلاتی ہیں۔ مثلاً مشین، آلات، کارخانے، بلڈنگ وغیرہ۔ اصل کو دولت کہہ سکتے ہیں لیکن ہر قسم کی دولت کو اصل نہیں کہتے۔ دولت کا ایسا حصہ جو مزید دولت پیدا کرنے کے لیے استعمال ہو، اصل کہلاتا ہے۔ مثلاً کتاب، قلم، مکان وغیرہ۔ دولت کہلاتے ہیں لیکن اصل نہیں کہلاتے۔ کیونکہ یہ مزید اشیا کی پیداوار کے لیے استعمال

نہیں کیے جاتے۔

اصل کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1) اصل قائم (FIXED-CAPITAL)

(2) اصل دائر (CIRCULATING CAPITAL)

(1) اصل قائم

اصل قائم سے مراد ایسا اصل ہے جس کو ایک مدت تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کارخانے، بلڈنگ، مشین اور آلات وغیرہ۔

(2) اصل دائر

ایسی اشیا جو صرف ایک مرتبہ استعمال کی جا سکتی ہیں وہ اصل دائر کہلاتی ہیں۔ مثلاً خام مال، اور بجلی وغیرہ۔

اصل کی خصوصیات

(CHARACTERISTICS OF CAPITAL)

اصل کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ پیداوار کا ذریعہ

اصل اشیا کی پیداوار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اصل کو انسان تیار کرتا ہے۔ اصل کا استعمال اشیا کی پیداوار کے دوران کیا جاتا ہے۔ جس سے پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

2۔ اصل کی بدولت آمدنی حاصل ہوتی ہے

چونکہ اشیا کی پیداوار کے دوران اصل کو استعمال کیا جاتا ہے اس لیے پیداکار کو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ پیداکار کو اصل کی بدولت آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

3۔ اصل کو بچت کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے

آمدنی کا کچھ حصہ بچت کر کے اشیائے اصل تیار کیے جاتے ہیں۔ اگر آمدنی کا پورا حصہ اشیائے صرف پر خرچ کیا جاتے تو اشیائے اصل کی تیاری نہیں کی جا سکتی۔

4۔ اصل کی رسد میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

اشیائے صرف کی طلب میں اضافے سے اشیائے اصل میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اشیائے اصل کی طلب میں اضافے سے اشیائے اصل کی سپلائی میں بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

اصل کے کام

اشیا کی پیداوار کے دوران اصل کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اصل کے کام حسب ذیل ہیں۔

1۔ مزدور کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ

اشیا کی پیداوار کے دوران اصل کے استعمال سے مزدور کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مشینری اور آلات استعمال کرنے سے مزدور اشیا کی پیداوار زیادہ کرسکتا ہے۔ اس کے برخلاف مشینری اور آلات کے بغیر مزدور کی پیداواری صلاحیت میں کمی ہوتی ہے۔

2۔ اصل پیدائش اور صرف کے درمیان تعلق پیدا کرتا ہے۔

• پیداوار کے دوران مزدوروں کو اجرت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اشیائے صرف خریدی جاسکتی ہیں۔ یہ اصل دائر (CIRCULATING CAPITAL) کا کام ہے کسی شے کی پیداوار کو بغیر وقفہ کے مسلسل جاری رکھنے میں اصل دائر مدد دیتا ہے۔

3۔ روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔

اصل کا اہم کام یہ ہے کہ اس سے روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ روزگار کے مواقع فراہم ہونے سے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، اور معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔

4۔ پیداوار میں اضافہ

اصل کے استعمال سے بڑے پیمانے پر پیداوار ممکن ہوسکتی ہے۔ بڑے پیمانے پر پیداوار سے مصارف میں کمی ہوتی ہے۔

5۔ تیز معاشی ترقی

تیز معاشی ترقی حاصل کرنے میں اصل معاون ثابت ہوتا ہے۔ آج کے ترقی یافتہ

ممالک کے تیزی کے ساتھ ترقی کرنے کی ایک اہم وجہ سرمایہ یا اصل کے ذخیرہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہندوستان جیسے ممالک اصل کی قلت کی وجہ سے تیزی کے ساتھ ترقی نہیں کر رہے ہیں۔ اس لیے کسی معیشت کی ترقی کے لیے اصل کے ذخیرہ میں اضافہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

4۔ تنظیم

منتظم اشیا کی پیداوار کے لیے دیگر تین عاملین یعنی زمین، مزدور اور سرمایہ کو یک جا کرتا ہے۔ آج کے دور میں تنظیم کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ تقسیم کار اور بڑے پیمانے پر پیداوار عام ہونے کی وجہ سے تنظیم کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ تنظیم کے کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

1۔ کس قسم کی اشیا پیدا کی جائیں

کس قسم کی اشیا پیدا کرنی چاہئیں۔ ان کی مقدار کتنی ہو اور مختلف عاملین پیداوار کو کس تناسب میں استعمال کیا جائے یہ سب فیصلے منتظم کرتا ہے۔

2۔ منتظم دیگر تین عاملین پیداوار کے معاوضے ادا کرتا ہے۔ زمین پر لگان، مزدور کو اجرت اور اصل پر سود ادا کرتا ہے اس کے بعد جو رقم بچتی ہے اس کو منافع کے طور پر خود رکھتا ہے۔

3۔ تشہیر اور فروخت

منتظم جس شے کی پیداوار کر رہا ہے اس کی تشہیر کر کے زیادہ سے زیادہ مقدار میں فروخت کرتا ہے۔ تشہیر اور فروخت کے مسائل کو منتظم حل کرتا ہے۔

4۔ ایجادات

منتظم اشیا کی پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کرتا ہے اس سے مصارف پیداوار میں کمی ہوتی ہے اور منافع میں اضافہ ہوتا ہے۔

5۔ مالیہ کی فراہمی

اشیا کی پیداوار کے لیے مالیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ منتظم مالیہ فراہم کرتا ہے۔

6- غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔

اشیا کی پیداوار اور بازار میں فروخت کے دوران کئی غیر یقینی حالات پیدا ہوتے ہیں۔ منتظم اس قسم کے غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کے بدلے میں انعام کے طور پر اس کو منافع حاصل ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ منتظم کے فرائض بہت اہم ہیں اور ایسے افراد ہی یہ فرائض انجام دے سکتے ہیں جو غیر معمولی صلاحیت رکھتے ہوں اور دور اندیش بھی ہوں۔

پیداوار کا تفاعل

کسی خاص وقت میں کسی فرم کے طبعی مادخل (INPUTS) اور طبعی ماحصل (OUTPUTS) کے درمیان جو فعالی تعلق (FUNCTIONAL RELATIONSHIP) پایا جاتا ہے اس کو پیداوار کا تفاعل کہتے ہیں۔ کسی فرم کے طبعی مادخل اور طبعی ماحصل کے درمیان کا تعلق تکنیکی حالات پر منحصر ہوتا ہے۔ تفاعل پیداوار سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مخصوص تکنیکی حالات کے تحت طبعی مادخل سے زیادہ سے زیادہ پیداوار کس طرح حاصل کی جائے۔ مادخل میں تبدیلی سے ماحصل میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔ تفاعلِ پیداوار کو ذیل میں سمجھایا گیا ہے۔

$$P = f(a, b, c, d \ldots\ldots)$$

P سے مراد کسی شے کی پیداوار کی ایسی مقدار ہے جو ایک معینہ مدت میں کی جاتی ہے۔ a, b, c, d وغیرہ مادخل ہیں جو اس شے کی پیداوار کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ f سے مراد ایسا فعل ہے جو ماحصل اور مادخل کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔

عملِ پیداوار حسب ذیل عناصر پر منحصر ہوتا ہے۔ مادخل یا عاملینِ پیداوار کی مقدار، تکنیکی حالات، فرم کی تنظیمی صلاحیت، مادخل یا عاملینِ پیداوار کی قیمتیں اور ان کے مختلف جوڑ وغیرہ۔ اگر ان عناصر میں تبدیلی ہوگی تو تفاعلِ پیداوار میں بھی تبدیلی ہوگی۔ یعنی عاملینِ پیداوار کے موجودہ تناسبوں میں بھی تبدیلی ہوگی۔ تو پیداوار میں بھی تبدیلی ہوگی۔ اس طرح اگر تکنیک ترقی کرے گی تو پیداوار میں اضافہ ہوگا

مدت جتنی طویل رہے گی پیداوار میں اتنی زیادہ تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ قلیل مدت میں چند عناصر مستقل رہتے ہیں اور تکنیکی حالات میں بھی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔

مختصر یہ کہ تفاعل ماخل اور ماحصل کے درمیان پائے جانے والے طبعی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ معاشیات میں تفاعلِ پیداوار کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کئی ماہرین معاشیات نے ماخل اور ماحصل کے درمیان تعلقات ظاہر کرنے کے کئی نظریئے پیش کیے ہیں۔ اس میں Cobb Douglas کے تفاعلِ پیداوار کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

متغیر تناسب کا قانون

کسی شے کی پیداوار میں اضافہ کے لیے دو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں پہلے طریقہ میں چار عاملینِ پیداوار میں سے کسی ایک عامل میں تبدیلی سے پیداوار میں تبدیلی ہوتی ہے۔ دوسرے طریقے میں چار عاملین پیداوار میں تبدیلی کی جاتی ہے۔

متغیر تناسبوں کے قانون میں چار عاملینِ پیداوار میں سے کسی ایک یا دو عاملین پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اور دیگر عاملین کو مستقل رکھا جاتا ہے۔ فرض کیجیے کہ کسی فرم میں چار عاملین میں سے تین عاملین کو مستقل رکھا گیا ہے اور صرف ایک عامل یعنی محنت میں اضافہ کیا جائے تو تین صورتیں ممکن ہیں۔ جس تناسب سے مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کیا جاتا ہے اسی تناسب سے مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کو مستقل حاصل (CONSTANT RETURNS) کہتے ہیں۔ جس تناسب سے مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کیا جاتا ہے اس سے کم تناسب سے مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوگا تو اس کو تقلیل حاصل (DIMINISHING RETURNS) کہتے ہیں۔ جس تناسب سے محنت میں اضافہ کیا جاتے اور اگر حاصل تناسب سے زیادہ ہو تو اس کو تکثیر حاصل کہتے ہیں۔ اس طرح قانونِ تکثیر حاصل، قانونِ مستقل حاصل اور قانونِ تقلیل حاصل ایک ہی قانون یعنی متغیر تناسبوں کا قانون کے تین اجزا ہیں۔

متغیر تناسب کے قانون کو حسب ذیل جدول کے ذریعے بتایا جاتا ہے:

مزدوروں کی تعداد	مجموعی پیداوار (اکائیوں میں)	اوسط پیداوار (اکائیوں میں)	مختتم پیداوار (اکائیوں میں)	
1	2	2	2	پہلا مرحلہ
2	6	3	4.	
3	9	3	3	دوسرا مرحلہ
4	10	2.5	1	
5	10	2	0	تیسرا مرحلہ
6	9	1.5	-1	

جدول میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر دفعہ ایک مزدور کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ پہلے مرحلہ میں مجموعی پیداوار اور اوسط مختتم پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسرے مرحلہ میں تناسب سے مزدور کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی تناسب سے مجموعی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مرحلہ میں اوسط اور مختتم پیداوار میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ تیسرے مرحلہ میں جس تناسب سے مزدور کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، اس سے کم تناسب سے مجموعی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مرحلہ میں مختتم پیداوار منفی ہے۔

اس جدول کو گراف میں تبدیل کرنے سے متغیر تناسب کے قانون کو ظاہر کرنے والا ڈایاگرام حاصل ہوتا ہے جس کو ذیل میں بتایا گیا ہے۔

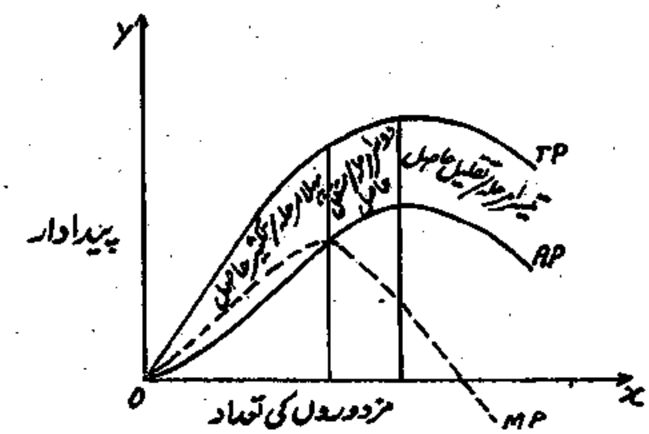

ڈایاگرام میں OX محور پر مزدوروں کی تعداد اور OY محور پر پیداوار بتائی گئی ہے۔ TP جملہ پیداوار کو ظاہر کر رہا ہے۔ AP اوسط پیداوار اور MP مختتم پیداوار ظاہر کر رہے ہیں۔ جس مقام پر اوسط پیداوار مختتم پیداوار کو ظاہر کرنے والے CURVES ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں وہاں پر پہلا مرحلہ ختم ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ تیسرے مرحلہ میں مجموعی پیداوار میں کمی ہورہی ہے اور اوسط اور مختتم پیداوار میں بھی کمی ہورہی ہے مختتم پیداوار منفی ہے۔

متغیر تناسب کے قانون کے مفروضے

متغیر تناسب کے قانون کے مفروضے حسب ذیل ہیں۔

1۔ اس قانون میں یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ ٹکنیکل حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ تکنیکی ترقی کی وجہ سے مختتم پیداوار اور اوسط پیداوار میں کمی کے بجائے اضافہ ہوتا ہے اور اس وقت یہ قانون غلط ثابت ہوتا ہے۔

2۔ یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ پیداوار کے دوران چند عاملین پیداوار کو مستقل رکھا جاسکتا ہے اور صرف ایک یا دو عاملین میں تبدیلی کی جاتی ہے چاروں عاملین پیداوار میں تبدیلی کی جائے گی تو یہ قانون غلط ہوجاتا ہے۔

3۔ اس قانون میں صرف قلیل مدت (SHORT-RUN) فرض کرلیا گیا ہے۔ طویل مدت میں یہ قانون صحیح نہیں ہوسکتا۔

4۔ متغیر عناصر میں یک نوعی ہوتی ہے۔ (HOMOGENOUS) یعنی اگر مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کیا جارہا ہے تو ہر ایک مزدور کی پیداواری صلاحیت میں یکسانی ہوتی ہے۔

5۔ عاملین پیداوار کے تناسبوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ یہ اس قانون کا اہم مفروضہ ہے۔

پیمانۂ حاصل

چار عاملین پیداوار میں سے کسی ایک یا دو عاملین میں تبدیلی کرنے سے پیداوار

میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے اس سے متغیر تناسب کا قانون بحث کرتا ہے لیکن چاروں عاملینِ پیداوار میں ایک ہی تناسب سے تبدیلی کرنے سے پیداوار میں کس طریقے سے تبدیلی ہوتی ہے اس سے پیمانہ حاصل بحث کرتا ہے۔ عاملینِ پیداوار میں جس تناسب سے اضافہ کیا جاتا ہے، اسی تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہوگا تو اس کو مستقل پیمانۂ حاصل کہیں گے۔ عاملینِ پیداوار میں اضافہ کے تناسب سے زیادہ پیداوار میں اضافہ ہوگا تو تکثیرِ پیمانۂ حاصل اس کو کہتے ہیں۔ اور عاملینِ پیداوار میں جس تناسب سے اضافہ کیا جا رہا ہے اس سے کم تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہوگا تو وہ تقلیلِ پیمانۂ حاصل کہلائے گا۔

کسی فرم کے پیمانہ میں اضافہ سے سب سے پہلے تکثیرِ حاصل، اس کے بعد مستقل حاصل پر عمل ہوتا ہے مستقل حاصل کے مرحلے کے بعد تقلیلِ حاصل کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ پیمانۂ حاصل کو حسبِ ذیل جدول میں ظاہر کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	پیمانہ	مجموعی پیداوار (کوئنٹلوں میں)	مختتم پیداوار (کوئنٹلوں میں)	
1	1 مزدور + 3 ایکڑ زمین	2	2	تکثیرِ حاصل
2	2 مزدور + 6 ایکڑ زمین	5	3	
3	3 " + 9 " "	9	4	
4	4 " + 12 " "	14	5	
5	5 " + 15 " "	19	5	مستقل حاصل
6	6 " + 18 " "	24	5	
7	7 " + 21 " "	28	4	تقلیلِ حاصل
8	8 " + 24 " "	31	3	
9	9 " + 27 " "	33	2	

جدول میں بتایا گیا ہے کہ زراعت میں صرف دو عاملینِ پیداوار استعمال کیے جا رہے ہیں۔ یعنی مزدور اور زمین۔ زمین اور مزدور کے تناسب میں یکساں طور پر

اضافہ کیا جا رہا ہے سب سے پہلے تین ایکڑ زمین پر ایک مزدور کے کام کرنے کی وجہ سے پیداوار دو کنٹل حاصل ہوتی ہے۔ مزدور اور زمین کو دوگنا کرنے کی وجہ سے مجموعی پیداوار میں دوگنے سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ (یعنی 5 کونٹل) اس طرح پہلے مرحلہ میں جس تناسب سے عاملینِ پیداوار میں اضافہ کیا جا رہا ہے اس سے زیادہ تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسرے مرحلہ میں جس تناسب سے عاملینِ پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے اسی تناسب سے پیداوار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور تیسرے مرحلہ میں جس تناسب سے عاملینِ پیداوار میں اضافہ کیا جا رہا ہے، اس سے کم تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔

جدول کو گراف میں تبدیل کرنے سے پیمانہ حاصل کو ظاہر کرنے والا ڈایاگرام حاصل ہوتا ہے، جو حسب ذیل ہے۔

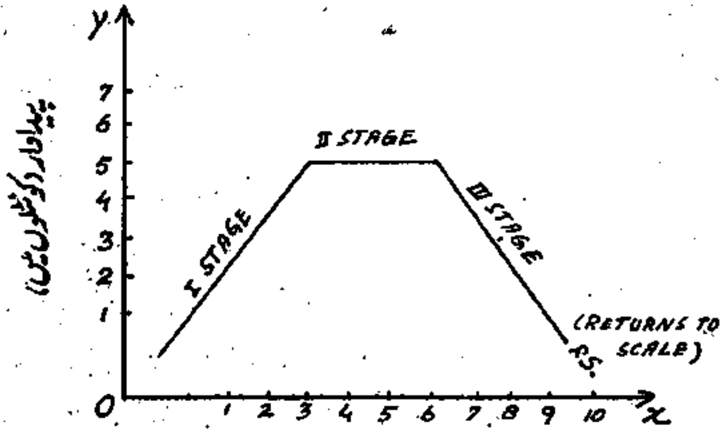

ڈایاگرام میں OX محور پر پیمانہ اور OY محور پر پیداوار بتائی گئی ہے۔ RS پیمانہ حاصل کو ظاہر کرنے والا خط ہے۔ ڈایاگرام سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ پہلے مرحلہ میں جس تناسب سے پیمانہ میں تبدیلی کی جا رہی ہے، اس سے زیادہ تناسب سے مختتم پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسرے مرحلہ میں پیمانہ اور مختتم پیداوار میں اضافہ کے تناسب میں یکسانیت ہے۔ تیسرے مرحلہ میں عاملینِ پیداوار یا پیمانہ میں جس تناسب سے اضافہ کیا جا رہا ہے اس سے کم تناسب سے مختتم پیداوار میں اضافہ

ہو رہا ہے۔

تکثیرِ پیمانہ حاصل کی وجوہات

عاملینِ پیداوار میں جس تناسب سے اضافہ کیا جاتا ہے اس سے زیادہ تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہونے کو تکثیرِ پیمانہ حاصل کہتے ہیں۔ تکثیرِ پیمانہ حاصل کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

1۔ ابعادی کفایت

اثباتے اصل کی تعداد یا مقدار میں اضافہ سے ابعادی کفایت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو چند مثالوں سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ اگر ایک پائپ کے قطر کو دوگنا کر دیا جائے تو اس میں سے بہنے والے پانی کی مقدار دوگنے سے زیادہ ہو جائے گی۔ ایک دو منزلہ بس کی تیاری کی لاگت دو عام بسوں کی تیاری کی لاگت سے کم ہوتی ہے۔ حالانکہ ایک عام بس میں جتنے مسافر بیٹھ سکتے ہیں، دو منزلہ بس میں اس سے دوگنی تعداد میں مسافر بیٹھ سکتے ہیں۔

اس لیے جس تناسب سے عاملینِ پیداوار میں یا پیمانہ پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اس سے زیادہ اضافہ پیداوار میں ہوتا ہے

2۔ ناقابلِ تقسیم پذیری

چند عاملینِ پیداوار ناقابلِ تقسیم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے تکثیرِ حاصل پر عمل ہوتا ہے۔ مثلاً مشین ناقابلِ تقسیم ہے۔ یعنی اگر کسی مشین کی پیداواری صلاحیت ماہانہ 5000 یونٹس ہے اور اس سے صرف 3000 یونٹس ماہانہ پیداوار کی جائے گی تو اوسط لاگت زیادہ ہوگی۔ اسی طرح 5000 یونٹس سے زیادہ پیداوار کرنے پر بھی مصارف پیداوار زیادہ ہوں گے۔ اس لیے فرم میں 5000 یونٹس کی پیداوار کی جائے گی اور اس سے تکثیرِ حاصل کے فائدے ملیں گے۔

3۔ تخصیصی کفایت

پیمانہ پیدائش کو بڑھانے سے تقسیم کار وسیع ہو جاتا ہے۔ تقسیم کار کی وسعت سے عاملینِ پیداوار کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے تکثیرِ حاصل

پر عمل ہوتا ہے۔

4۔ دیگر کفایتیں

پیمانہ پیدائش بڑھنے سے مارکیٹنگ اور مالی کفایتیں حاصل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے مصارف میں کمی ہوتی ہے، اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ خارجی اور داخلی کفایتوں کی وجہ سے تکثیر حاصل پر عمل ہوتا ہے۔

مستقل پیمانہ حاصل

تکثیر پیمانہ حاصل کا مرحلہ ختم ہونے کے بعد مستقل پیمانہ حاصل کا مرحلہ شروع ہوتا ہے جس تناسب سے عاملین پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے اسی تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ مستقل پیمانہ حاصل کا مرحلہ بہت ہی کم مدت کا ہوتا ہے۔

تقلیل پیمانہ حاصل

پیمانہ پیدائش میں جس تناسب سے اضافہ کیا جاتا ہے اس سے کم تناسب سے پیداوار میں اضافہ ہونے کو تقلیل پیمانہ حاصل کہتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ ایک مشین کی ماہانہ پیداواری صلاحیت 10,000 یونٹس کی ہے۔ اگر طلب ماہانہ 12,000 ہو جائے تو اس طلب کو پورا کرنے کے لیے مزید ایک مشین خریدی جاتی ہے جس سے عدم کفایت (DIS - ECONOMY) حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ پیمانہ پیدائش ایک حد سے زیادہ بڑھانے سے انتظامی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے تقلیل حاصل عمل میں آتا ہے۔

پیمانۂ پیدائش

چھوٹے پیمانہ پر پیداوار

ایسی پیداوار جس کے لیے کم سرمایہ درکار ہوتا ہے اور مشینری اور آلات کے بجائے مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے، چھوٹے پیمانہ پر پیداوار کہلاتی ہے۔ چھوٹے پیمانے پر پیداوار کے فائدے اور نقصانات حسب ذیل ہیں۔

چھوٹے پیمانے پر پیداوار کی خوبیاں

چھوٹے پیمانے پر پیداوار کا اہم فائدہ یہ ہے کہ منتظم آسانی کے ساتھ کاروبار چلا سکتا ہے۔ منتظم اور مزدوروں کے درمیان ربط رہتا ہے۔

چھوٹے پیمانے کے صنعت کار صارفین سے ربط پیدا کر سکتے ہیں اور ان کی ضروریات کی تکمیل کر سکتے ہیں۔

3۔ اگر صارفین کے ذوق میں تبدیلی سے چند اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے تو چھوٹے پیمانے کے صنعت کار صارفین کے ذوق کے مطابق اشیا کی پیداوار کر سکتے ہیں۔

4۔ چھوٹے پیمانے پر پیداوار کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس میں بہت جلد فیصلہ کیا جا سکتا ہے

5۔ چھوٹے پیمانے پر پیداوار میں عام طور پر مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے اور مشینری اور آلات کم استعمال کیے جاتے ہیں، اس لیے چھوٹے پیمانے پر پیداوار سے روزگار کے مواقع زیادہ فراہم ہوتے ہیں۔

6۔ عام طور پر چھوٹے پیمانے کی صنعتوں میں اشیائے ضروری تیار کی جاتی ہیں، جس سے عوام کی ضروریات زندگی کی تکمیل ہوتی ہے۔

7۔ چھوٹے پیمانے کی پیداوار گاؤں اور پسماندہ علاقوں میں شروع کرنے سے ان علاقوں میں روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، اور معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ اس طرح چھوٹے پیمانے پر پیداوار سے علاقائی ترقی میں عدم توازن کو دور کیا جا سکتا ہے۔

چھوٹے پیمانے پر پیداوار کی خامیاں

چھوٹے پیمانے پر پیداوار کی خامیاں حسب ذیل ہیں۔

1۔ چھوٹے پیمانے پر پیداوار میں تقسیم کار ممکن نہیں ہے۔ اس لیے تقسیم کار کے جو فائدے ہیں وہ چھوٹے پیمانے کی پیداوار میں حاصل نہیں ہوتے۔

2۔ جدید مشینری اور آلات استعمال نہیں کیے جاتے۔

3۔ خام مال کی خرید اور مارکیٹ کی کفایتوں سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

4۔ چھوٹے پیمانے کی صنعت کو کم سود پر قرض حاصل نہیں ہوتا۔
5۔ اشیا کی پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کا کوئی انتظام نہیں رہتا۔
6۔ چھوٹی صنعت تعلیم یافتہ اور تجربہ کار مزدور کو زیادہ اجرت پر روزگار کے مواقع فراہم نہیں کر سکتی۔
7۔ عام طور پر چھوٹی صنعت میں تیار کی گئی شے کی قیمت زیادہ اور معیار پست رہتا ہے
8۔ چھوٹی صنعت تشہیر کے ذریعے اشیا کی زیادہ مقدار فروخت نہیں کر سکتی۔

بڑے پیمانے پر پیداوار

ایسی پیداوار جس کے لیے زیادہ سرمایہ لگایا گیا ہو اور بھاری مشینیں اور آلات استعمال کیے جا رہے ہوں، بڑے پیمانے پر پیداوار کہلاتی ہے۔ عام طور پر بڑے پیمانے پر پیداوار میں مزدوروں کا کم اور مشینوں اور آلات کا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔
بڑے پیمانے پر پیداوار کی بہت سی کفایتیں ہیں جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1۔ داخلی کفایتیں

کارخانہ کی وسعت سے حاصل ہونے والی کفایتیں داخلی کفایتیں کہلاتی ہیں۔
داخلی کفایتیں حسب ذیل ہیں۔

(a) تکنیکی کفایتیں

بڑے پیمانے کی صنعت میں جدید مشینری استعمال کی جاتی ہیں۔ مشینری کی کل پیداواری صلاحیت استعمال کرنے سے مصارف پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔ دوسرا تکنیکی فائدہ یہ ہے کہ تقسیم کار وسیع ہوتا ہے پیداوار کے ہر مرحلے میں مشینری اور آلات استعمال کیے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے مصارف پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔ تیسرا تکنیکی فائدہ یہ ہے کہ بڑے پیمانے کی صنعت کی ضمنی پیداوار ضائع نہیں ہوتی بلکہ کسی دوسری شے کی تیاری میں استعمال کی جاتی ہے۔

(b) انتظامی کفایتیں

بڑے پیمانے کی صنعت کی انتظامی صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ صنعت کے تمام

کاروبار اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد انجام دیتے ہیں۔ ہر ایک شعبہ میں (یعنی پیدائش تشہیر اور فروخت وغیرہ) ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اس طرح کی کفایتوں کو انتظامی کفایتیں کہتے ہیں۔

(c) مارکیٹنگ کی کفایتیں

بڑے پیمانے کے صنعت کار کو خام مال کم قیمت پر دستیاب ہوتا ہے۔ بڑے کارخانے اپنے ذرائع نقل و حمل رکھتے ہیں رجن کی وجہ سے اشیا ایک مقام سے دوسرے مقام تک آسانی کے ساتھ منتقل کی جا سکتی ہیں۔

بڑے پیمانے پر بنائی جانے والی اشیا کو بازار تک منتقل کرنے میں آمد ورفت کی لاگت کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بڑے صنعت کار تشہیر کے مختلف ذرائع استعمال کر سکتے ہیں۔

(d) مالی کفایتیں

بڑے پیمانے کی صنعتوں کو مالیہ آسانی کے ساتھ فراہم ہوتا ہے۔ بڑی صنعتیں اپنے تمسکات (DEBENTURES) اور حصص (SHARES) جاری کر سکتی ہیں۔ کسی بنک یا مالی ادارے سے بڑے پیمانے کی صنعتوں کو آسانی کے ساتھ قرض حاصل ہوتا ہے۔

(e) خطرہ برداشت کرنے کی صلاحیت

بڑے پیمانے کی صنعتیں زیادہ مالی وسائل رکھتی ہیں اور کئی قسم کی اشیا پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے اگر کسی شئے کی طلب میں کمی ہو جائے، تو بڑی صنعتوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ دوسری اشیا کی پیداوار میں اضافہ کر کے منافع کے توازن کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بڑے صنعت کار اشیا کی پیداوار اور فروخت کے دوران پیش آنے والے خطرات اور غیر یقینی حالات کا سامنا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں

2۔ خارجی کفایتیں

کسی صنعت کی وسعت کے ساتھ ساتھ صنعت میں پائے جانے والے کارخانوں کو کئی کفایتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اسی کو خارجی کفایتیں کہتے ہیں۔ صنعت کی وسعت سے

ذیلی صنعتیں وجود میں آتی ہیں جو اس صنعت کو خام مال، آلات وغیرہ فراہم کرتی ہیں۔

1۔ مرکزیت کی کفایتیں

اگر کوئی صنعت کسی مقام پر مرکوز ہوگی تو جو فائدے حاصل ہوتے ہیں ان کو مرکزیت کی کفایتیں کہتے ہیں۔ صنعتی مرکزیت کے کئی فائدے ہیں مثلاً آمدورفت کی سہولتیں فراہم ہوتی ہیں، تربیت یافتہ مزدور فراہم ہوتے ہیں۔ ذیلی صنعتیں قائم ہوتی ہیں وغیرہ۔

2۔ معلومات کی کفایتیں

صنعت کی وسعت سے تجارتی اور تکنیکی اخبارات اور رسالے شائع کیے جاسکتے ہیں جس کے ذریعے نئی تحقیقات اور تکنیکی معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں۔ اشیاء کی پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کے لیے تحقیقاتی مراکز (RESEARCH CENTRES) قائم کیے جاسکتے ہیں۔

3۔ تخصیصِ کار کی کفایتیں

صنعت جتنی زیادہ وسیع ہوگی تخصیصِ کار کے اصولوں سے اتنا ہی زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور مصارفِ پیداوار میں کمی ہوسکتی ہے۔

مختصر یہ کہ داخلی اور خارجی کفایتوں کی وجہ سے بڑے پیمانے کی صنعت کے اوسط مصارفِ پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے، اور تکثیرِ پیمانہ حاصل پر عمل ہوتا ہے لیکن صنعت ایک حد سے زیادہ وسیع ہوگی تو اوسط مصارفِ پیداوار میں اضافہ ہوگا اور تقلیلِ پیمانہ حاصل کا عمل شروع ہوجائے گا۔

پانچواں باب

قدر اور مبادلہ

انسان اپنی احتیاجات کی تکمیل کے لیے اشیا بناتا ہے اور صرف کرتا ہے۔ ہر ایک صارف پیداکار نہیں ہوتا۔ پیداکار پیداوار کا بہت بڑا حصہ زر کے بدلے میں فروخت کرتا ہے، اور ایسی اشیا خریدتا ہے جو دوسرے پیداکار تیار کرتے ہیں۔ کسی شے کی قدر (VALUE) زر کی شکل میں ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو قیمت (PRICE) کہتے ہیں۔ مبادلہ (EXCHANGE) کا اہم مسئلہ یہ ہے کہ اشیا کی قیمتوں کا تعین کیسے کیا جائے۔ کسی شے کی قیمت کا تعین بازار میں کیا جاتا ہے۔

کسی شے کی قیمت کا تعین اس شے کی طلب اور رسد پر منحصر ہوتا ہے۔ طلب کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مطالعہ کیا جا چکا ہے۔ اب رسد کے تصور کا مطالعہ کیا جائے گا۔

رسد کا تصور

کسی خاص وقت میں کسی خاص قیمت پر بازار میں فروخت کے لیے لائی گئی اشیا کی مقدار کو رسد کہتے ہیں۔ کسی شے کی رسد اور ذخیرہ (STOCK) میں فرق ہوتا ہے۔ پیداوار کا ایک حصہ جو بازار میں فروخت کرنے کے لیے گوداموں میں رکھا گیا ہے، ذخیرہ (STOCK) کہلاتا ہے۔ اور پیداوار کا ایسا حصہ جو بازار میں فروخت کرنے کے لیے لایا گیا ہے وہ رسد کہلاتا ہے۔ ذخیرہ کو رسد نہیں کہا جاتا بلکہ ذخیرہ

کا ایسا حصہ جو مارکیٹ میں فروخت کرنے کے لیے لایا گیا ہے، رسد کہلاتا ہے۔

چونکہ جلد خراب ہونے والی اشیا (PERISHABLE GOODS) کا ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا، اس لیے ایسی اشیا کے لیے ذخیرہ اور رسد میں فرق مٹ جاتا ہے اس کے برخلاف پائیدار اشیا کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے پائیدار اشیا کے ذخیرہ اور رسد میں فرق پایا جاتا ہے۔

قانونِ رسد

رسد اور قانون کے درمیان افعالی تعلق (FUNCTIONAL RELATION) پایا جاتا ہے۔ قیمت اور رسد کے درمیان راست تعلق پایا جاتا ہے جب کسی شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو اس شے کی رسد کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور قیمت میں کمی سے رسد میں کمی ہوتی ہے۔ اسی کو قانونِ رسد (LAW OF SUPPLY) کہتے ہیں۔ قانونِ رسد کو حسبِ ذیل جدول میں بتایا گیا ہے۔

رسد کا جدول

مختلف قیمتوں پر کسی شے کی رسد کی مقدار کو ظاہر کرنے والے ٹیبل کو رسد کا جدول (SUPPLY SCHEDULE) کہتے ہیں۔ رسد کا جدول حسبِ ذیل ہے۔

قیمت (روپیوں میں)	طلب کی مقدار (اکائیوں میں)
1	1,000
2	3,000
3	6,000
4	10,000

جدول سے یہ بات ظاہر ہورہی ہے کہ قیمت میں اضافہ سے رسد کی مقدار میں اضافہ اور قیمت میں کمی سے اس کی مقدار میں کمی ہوتی ہے۔ جدول کو گراف میں تبدیل

کرنے سے خطِ رسد (SUPPLY CURVE) حاصل ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

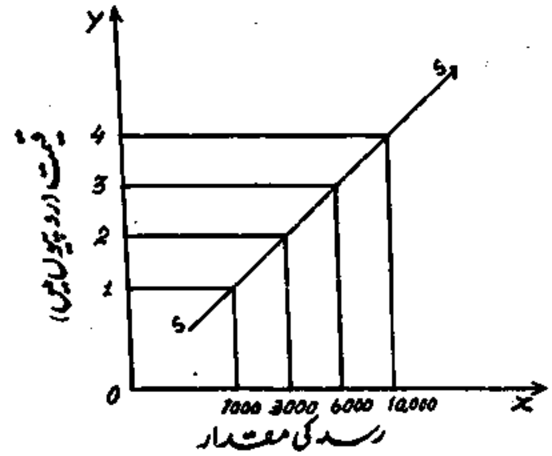

ڈایاگرام میں OX محور پر رسد کی مقدار اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ SS خطِ رسد ہے جو بائیں سے دائیں اوپر کی جانب جھکا ہوا ہوتا ہے۔ خطِ رسد یہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی شے کی قیمت میں اضافہ سے رسد میں اضافہ اور قیمت میں کمی سے رسد میں کمی ہوتی ہے۔ ڈایاگرام میں قیمت ایک روپیہ سے بڑھ کر چار روپے ہونے کی وجہ سے مارکیٹ کی رسد کی مقدار 1000 سے بڑھ کر 10,000 ہو گئی ہے۔

قانونِ رسد کے مفروضے

قانونِ رسد کے چند مفروضے ہیں جو ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ متبادل اشیا کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

2۔ طریقہ پیداوار اور ٹکنیک میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

3۔ مصارفِ پیداوار میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

4۔ حکومت کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

ان شرائط کے تحت قانونِ رسد صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا شرائط میں کوئی تبدیلی ہو گی تو قانونِ رسد لاگو نہیں ہوگا۔

رسد کا عمل

چند عوامل رسد پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً کسی شے کی قیمت متبادل اشیا کی قیمتیں، مصارف پیداوار، ٹکنالوجی وغیرہ۔ ان عوامل میں تبدیلی سے اشیا کی رسد میں تبدیلی ہوتی ہے۔ رسد کا عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ کن عوامل میں تبدیلی سے رسد کی تعداد میں تبدیلی ہوتی ہے۔ رسد کا عمل حسب ذیل فارمولے کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

$$QX = F(PX; PY; Pi; T; MT)$$

QX = کسی شے کی رسد کی مقدار

PX = اُس شے کی قیمت

PY = متبادل اشیا کی قیمتیں

Pi = عاملین پیداوار کی قیمتیں (مصارف پیداوار)

T = ٹکنالوجی

MT = وقت یعنی قلیل مدت اور طویل مدت

اس طرح کسی شے کی رسد کی مقدار اس شے کی قیمت، متبادل اشیا کی قیمت مصارف پیداوار، ٹکنالوجی اور وقت پر منحصر ہوتی ہے۔ کسی شے کی رسد اور اُس شے کی قیمت، متبادل اشیا کی قیمت، مصارف پیداوار، ٹکنالوجی وقت کے درمیان جو انفعالی تعلق (FUNCTIONAL RELATION) پایا جاتا ہے اس کو رسد کا عمل (SUPPLY FUNCTION) کہتے ہیں۔ رسد کے عمل کو تفصیل کے ساتھ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

قیمت اور رسد کے درمیان انفعالی تعلق

قیمت اور رسد کے درمیان انفعالی تعلق پایا جاتا ہے۔ کسی شے کی قیمت میں اضافہ سے رسد میں اضافہ اور قیمت میں کمی سے رسد میں کمی ہوتی ہے۔ قیمت اور رسد کے درمیان انفعالی تعلق کو حسب ذیل فارمولے کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

$QX = F(PX)$

کسی شے کی رسد کی مقدار = PX

اس شے کی قیمت = PX

یعنی اگر x شے کی قیمت میں اضافہ ہوگا تو رسد میں بھی اضافہ ہوگا اور قیمت میں کمی ہوگی تو رسد میں بھی کمی ہوگی۔ اس طرح قیمت اور رسد کے درمیان راست تعلق پایا جاتا ہے۔

عاملین پیداوار کی قیمتوں (اجرت) میں اضافہ ہوگا تو مصارف پیداوار میں اضافہ ہوگا اور رسد کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔ اس کے برخلاف عاملین پیداوار کی قیمتوں میں کمی سے مصارف پیداوار میں کمی ہوگی، اور رسد کی مقدار بڑھے گی یعنی رسد اور عاملین پیداوار کی قیمتوں کے درمیان منفی تعلق پایا جاتا ہے۔

ٹکنالوجی کی ترقی سے اشیا کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے ٹکنالوجی اور رسد کے درمیان افعالی تعلق پایا جاتا ہے۔

مدت جتنی طویل ہوگی پیداوار اور رسد میں اتنا اضافہ ہوگا اس کے برخلاف قلیل مدت میں رسد کی مقدار کم رہتی ہے۔

مختصر یہ کہ کسی شے کی رسد اس شے کی قیمت، متبادل اشیا کی قیمت، ٹکنالوجی وغیرہ پر منحصر ہوتی ہے۔

رسد کی لچک پذیری

کسی شے کی قیمت میں تبدیلی سے رسد کی مقدار میں ہونے والی تبدیلی کے تناسب کو رسد کی لچک پذیری کہتے ہیں۔ رسد کی لچک پذیری کی پیمائش حسب ذیل فارمولے کے ذریعے کی جاتی ہے۔

$$\text{رسد کی لچک پذیری} = \frac{\text{رسد کی مقدار میں تبدیلی کا تناسب}}{\text{قیمت میں تبدیلی کا تناسب}}$$

کسی شے کی قیمت میں جس تناسب سے تبدیلی ہوتی ہے، اسی تناسب سے رسد

کی مقدار میں تبدیلی ہوگی تو اس کو رسد کی لچک پذیری اکائی کے برابر کہتے ہیں۔

قیمت میں زیادہ تبدیلی سے رسد کی مقدار میں کم تبدیلی ہونے کو غیر لچکدار رسد (IN ELASTIC SUPPLY) کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف قیمت میں بہت کم تبدیلی سے رسد کی مقدار میں زیادہ تبدیلی ہونے کو لچکدار رسد کہتے ہیں۔

قیمت میں تبدیلی کے باوجود رسد کی مقدار میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو تو اس کو مکمل غیر لچکدار رسد کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف قیمت میں تبدیلی کے بغیر رسد کی مقدار میں تبدیلی ہونے کو مکمل لچکدار رسد کہتے ہیں۔

لاگت کا تصور

کسی شے کی پیداوار کے لیے چار عاملین (یعنی زمین، مزدور، سرمایہ اور تنظیم) کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کے بدلے میں انہیں معاوضہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی زمین پر لگان، مزدور کو اجرت، سرمایہ پر سود اور تنظیم کو منافع۔ کسی شے کی پیداواری لاگت میں چاروں عاملین پیداوار کا معاوضہ شامل رہتا ہے۔ لاگت ہمیشہ زر کی شکل میں ظاہر کی جاتی ہے۔

مجموعی لاگت

کسی شے کی پیداوار کے لیے چار عاملین پیداوار کی خدمات کے علاوہ پیداکار کو خام مال، بجلی، آمدورفت کے ذرائع وغیرہ پر بھی کچھ اخراجات لاحق ہوتے ہیں ان تمام مجموعی اخراجات کو لاگت (COST) کہتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ کسی کارخانے میں 100 اشیا کی پیداوار کرنے سے -/1000 روپے لاگت آتی ہے۔ -/1000 روپے مجموعی لاگت کہلائے گی۔

اوسط لاگت

مجموعی لاگت کو تیار کی گئی اشیا کی تعداد سے تقسیم کرنے سے اوسط لاگت حاصل ہوتی ہے۔ اوسط لاگت حسب ذیل فارمولے کے ذریعے معلوم کی جاسکتی ہے۔

$$\text{اوسط لاگت} = \frac{\text{مجموعی لاگت}}{\text{پیداوار}}$$

فرض کیجیے کہ کسی کارخانہ میں 100 اشیا کی پیداوار کے لیے 1000 روپے مجموعی لاگت آئی ہے۔ تو اوسط لاگت 10/ روپے کہلاتی ہے۔

$$\text{اوسط لاگت} = \frac{\text{مجموعی لاگت}}{\text{پیداوار}} = \frac{1000}{100} = 10/$$

اوسط لاگت کو ظاہر کرنے والے خط کی شکل انگریزی کے حرف 'U' کی طرح ہوتی ہے کیونکہ پیداوار کے ابتدائی مرحلہ میں تکثیرِ حاصل پر عمل ہوتا ہے۔ اس لیے اوسط لاگت میں کمی ہوتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے مرحلہ میں مستقل حاصل پر عمل ہوتا ہے اس لیے اوسط لاگت مستقل رہتی ہے۔ تیسرے مرحلہ میں تقلیلِ حاصل پر عمل ہوتا ہے اس لیے اوسط لاگت میں اضافہ ہوتا ہے۔

مختتم لاگت

زائد شے کی پیداوار سے مجموعی لاگت میں جو اضافہ ہوتا ہے اس کو مختتم لاگت کہتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ کسی کارخانہ میں 100 اشیا کی پیداوار کرنے سے جملہ لاگت 1000/ روپے آئی ہے۔ 101 ویں شے یعنی زائد ایک شے کی پیداوار سے مجموعی لاگت 1010/ روپے ہوگئی ہے تو 10/ روپے مختتم لاگت کہلاتی ہے۔

مختتم لاگت کو ظاہر کرنے والے خط کی شکل انگریزی حرف 'V' کی طرح ہوتی ہے۔ کیونکہ پیداوار کے ابتدائی مرحلہ میں تکثیرِ حاصل کی وجہ سے مختتم لاگت میں کمی ہوتی ہے۔ دوسرے مرحلہ میں یکسانیت رہتی ہے اور تیسرے مرحلہ میں تقلیلِ حاصل کی وجہ سے مختتم لاگت میں اضافہ ہوتا ہے

اوسط لاگت اور مختتم لاگت کے درمیان تعلق

پیداوار کے ابتدائی مرحلہ میں تکثیرِ حاصل کی وجہ سے اوسط لاگت اور مختتم لاگت دونوں میں کمی ہوتی ہے۔ اس کے بعد تقلیلِ حاصل پر عمل ہونے کی وجہ سے اوسط لاگت اور مختتم لاگت دونوں میں اضافہ ہوتا ہے لیکن جب اوسط لاگت اور مختتم لاگت میں کمی ہوتی ہے تو اوسط لاگت، مختتم لاگت سے زیادہ رہتی ہے۔ جب اوسط لاگت اور مختتم لاگت دونوں میں اضافہ ہوتا ہے تو مختتم لاگت اوسط لاگت سے زیادہ رہتی ہے۔

اوسط لاگت اور مختتم لاگت کے درمیان تعلق کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جاتا ہے:

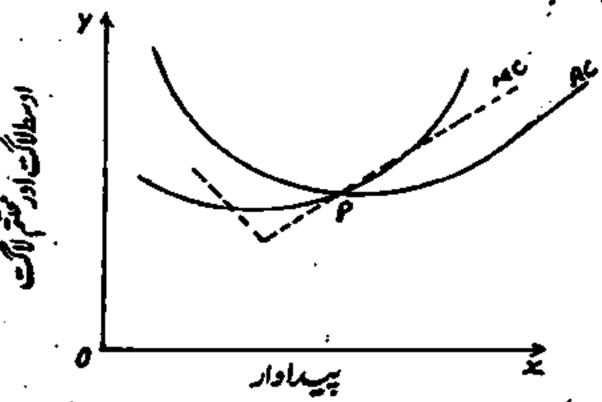

ڈایاگرام میں OX محور پہ پیداوار، اور OY محور پہ اوسط لاگت اور مختتم لاگت بتائی گئی ہے۔ AC اوسط لاگت اور MC مختتم لاگت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پیداوار کے ابتدائی مرحلے میں اوسط لاگت اور مختتم لاگت دونوں میں کمی ہو رہی ہے۔ لیکن اوسط لاگت مختتم لاگت سے زیادہ ہے۔ خط MC اوسط لاگت (AC) کو نکتہ P پر نیچے سے قطع کرتے ہوتے اوپر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اوسط لاگت اور مختتم لاگت دونوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن مختتم لاگت اوسط لاگت سے زیادہ ہے۔

قائم لاگت

ایسی لاگت جو پیداوار میں تبدیلی کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتی، قائم لاگت کہلاتی ہے۔ صرف قلیل مدت میں ہی قائم لاگت رہتی ہے۔ طویل مدت میں تمام لاگتیں دائر لاگتیں کہلاتی ہیں۔

مثلاً کارخانہ، عمارت کی لاگت، مشین اور آلات کی لاگت، مستقل مزدوروں کی اُجرتیں وغیرہ تبدیل نہیں ہوتیں۔ اس لیے ایسی لاگت کو قائم لاگت کہتے ہیں۔

دائر لاگت

ایسی لاگت جو پیداوار میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے، دائر لاگت کہلاتی ہے۔ پیداوار میں اضافہ سے دائر لاگت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیداوار میں کمی سے دائر لاگت میں کمی ہوتی ہے۔ مثلاً خام مال، بجلی یا کوئلہ، آمد و رفت پر جو اخراجات کیے

جاتے ہیں وہ دائرلاگت کہلاتے ہیں۔

قائم لاگت اور دائرلاگت (قلیل مدتی لاگت) کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔

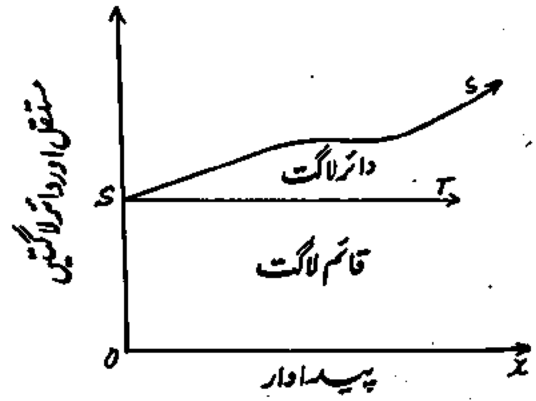

ڈایاگرام میں OX محور پر پیداوار اور OY محور پر قائم اور دائرلاگتیں بتائی گئی ہیں۔ SS مجموعی لاگت کا خط ہے۔ قلیل مدت میں مجموعی لاگت، قائم لاگت اور دائرلاگت کے برابر ہوتی ہے۔ خط ST اور OX محور کے درمیان کا فاصلہ قائم لاگت کو ظاہر کرتا ہے۔ SS اور ST کے درمیان کا فاصلہ دائرلاگت کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈایاگرام سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ پیداوار میں اضافہ کی وجہ سے قائم لاگت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی ہے لیکن دائرلاگت میں تبدیلی ہو رہی ہے۔

آمدنی کا تصور

ہر ایک فرم اشیا بنا کر بازار میں فروخت کرتی ہے۔ اس سے حاصل ہونیوالی رقم کو آمدنی یا ریوینیو (REVENUE) کہتے ہیں۔

مجموعی آمدنی

کسی فرم میں تیار کی گئی اشیا بازار میں فروخت کرنے سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اس کو مجموعی آمدنی کہتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ کسی کارخانے کو 100 اکائی اشیا تیار کرکے ان کو بازار میں فروخت کرنے سے 100/ روپے آمدنی حاصل ہوئی تو اس کو مجموعی آمدنی کہا جائے گا۔

اوسط آمدنی

مجموعی آمدنی کو فروخت کی گئی اشیا کی تعداد سے تقسیم کرنے سے اوسط آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ فرض کیجیے بازار میں 100 اشیا فروخت کرنے سے 1000 روپے آمدنی حاصل ہوئی تو اوسط آمدنی 10 روپے ہوگی۔

$$\text{اوسط آمدنی} = \frac{\text{مجموعی آمدنی}}{\text{فروخت کی گئی اشیا کی تعداد}} = \frac{1000}{100} = Rs\ 10$$

مختتم آمدنی

زائد شے کو بازار میں فروخت کرنے سے مجموعی آمدنی میں جو اضافہ ہوگا وہ مختتم آمدنی کہلائے گا۔ فرض کیجیے کہ 100 اکائیوں کو بازار میں فروخت کرنے سے 1000/ روپے مجموعی آمدنی حاصل ہوئی۔ 101 اکائیوں یا زائد ایک شے بازار میں فروخت کرنے سے مجموعی آمدنی 1010/ روپے ہوگئی تو مختتم آمدنی 10/ روپے ہوگی۔

آمدنی اور لاگت کی اہمیت

کسی فرم کی لاگت اور آمدنی کا مطالعہ ضروری ہے۔ کیونکہ آمدنی اور لاگت کے مطالعہ کی مدد سے یہ بتایا جاتا ہے کہ فرم کو منافع ہو رہا ہے یا نقصان۔

اگر مجموعی آمدنی مجموعی لاگت سے زیادہ ہے تو فرم کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ مجموعی لاگت مجموعی آمدنی سے زیادہ ہے تو فرم کو نقصان ہوگا۔ اگر مجموعی آمدنی مجموعی لاگت کے برابر ہے تو فرم کو صرف معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اگر اوسط آمدنی اوسط لاگت سے زیادہ ہے تو فرم کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ اوسط لاگت اوسط آمدنی سے زیادہ ہے تو فرم کو نقصان ہوتا ہے۔ اگر اوسط آمدنی اوسط لاگت کے برابر ہو تو فرم کو معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اگر مختتم آمدنی مختتم لاگت سے زیادہ ہے تو فرم پیداوار جاری رکھتی ہے۔ مختتم لاگت مختتم آمدنی سے زیادہ رہے گی تو فرم کو نقصان ہوگا۔ اس لیے کسی بھی فرم میں پیداوار اس نکتہ تک بڑھائی جاتی ہے جہاں پر مختتم آمدنی، مختتم لاگت کے برابر ہو جائے۔ (MC = MR) جس نکتہ پر مختتم آمدنی مختتم لاگت کے برابر ہو جاتی ہے

توفرم توازن کی حالت میں رہتی ہے۔

بازار

عام طور پر لفظ 'بازار' ایک ایسے مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جہاں پر خریدار اور فروشندے اشیا کی خرید و فروخت کے لیے جمع ہوتے ہوں۔ معاشیات میں لفظ 'بازار' کے معنی وسیع ہیں۔ کسی خاص وقت میں مخصوص قیمت پر کسی شے کی خرید و فروخت کو 'بازار' کہتے ہیں۔ مخصوص مقام پر ہی اشیا کی خرید و فروخت ہونا ضروری نہیں ہے دنیا کے کسی بھی حصے سے اشیا کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ بازار کہلانے کے لیے چار شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

1۔ کسی شے کا ہونا ضروری ہے۔

2۔ خریداروں اور فروشندوں کا ہونا ضروری ہے۔

3۔ ایک علاقے کا ہونا ضروری ہے۔ یہ علاقہ مقامی یا ریاست یا ملک یا پوری دنیا بھی ہو سکتی ہے۔

4۔ کسی خاص وقت پر قیمت میں یکسانیت ہونی چاہیے۔ ایک ہی مقام پر کسی شے کی دو قیمتیں ہوں گی تو اس شے کے دو بازار سمجھے جائیں گے۔

بازار کی درجہ بندی

بازار کی درجہ بندی حسب ذیل بنیادوں پر کی جاتی ہے۔

(1) رقبہ کی بنیاد پر (2) وقت کی بنیاد پر

(3) مسابقت کی بنیاد پر

(1) رقبہ کی بنیاد پر

رقبہ کی بنیاد پر بازار تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی مقامی، قومی اور بین الاقوامی بازار۔

(a) مقامی بازار

اگر کوئی شے کسی مخصوص مقام پر ہی خریدی اور فروخت کی جاتی ہے تو یہ اس

شے کا مقامی بازار ہو گا۔ مثلاً سبزیاں، دودھ، مچھلی وغیرہ۔

(b) قومی بازار

اگر کوئی شے پورے ملک میں خریدی اور فروخت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اس شے کا قومی بازار ہے۔ مثلاً شکر، گیہوں، کپڑا وغیرہ۔

(c) بین الاقوامی بازار

ایسی اشیا جو پوری دنیا میں خریدی اور فروخت کی جاتی ہوں تو یہ اس شے کا بین الاقوامی بازار ہو گا۔ مثلاً سونا، چاندی وغیرہ۔

II وقت کی بنیاد پر

وقت کی بنیاد پر بازار کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی بہت ہی قلیل مدتی بازار، قلیل مدتی بازار اور طویل مدتی بازار۔

(a) بہت ہی قلیل مدتی بازار

ایسی مدت جس میں کسی شے کی رسد میں تبدیلی نہیں کی جاتی، بہت ہی قلیل مدتی بازار کہلاتی ہے۔ اس مدت میں جو قیمت رائج رہتی ہے وہ بازار کی قیمت (MARKET PRICE) کہلاتی ہے۔ یہ مدت صرف ایک گھنٹہ، دو گھنٹے یا چند گھنٹوں کی ہوتی ہے۔

(b) قلیل مدتی بازار

ایسی مدت جس میں کوئی فرم صرف دائر لاگت (VARIABLE COST) میں تبدیلی کرکے پیداوار میں تبدیلی کر سکتی ہے، قلیل مدت کہلاتی ہے۔ قلیل مدت میں جو قیمت رائج رہتی ہے وہ قلیل مدتی قیمت (SHORT RUN PRICE.) کہلاتی ہے۔

(c) طویل مدتی بازار

ایسی مدت جس میں فرم کے مستقل مصارف پیداوار میں اور کل پیداوار میں تبدیلی کی جا سکتی ہے، طویل مدت بازار کہلاتی ہے۔ طویل مدت میں نئی نئی فرمیں صنعت میں داخل ہو سکتی ہیں۔ اس حالت میں جو قیمت مقرر ہوتی ہے وہ طویل مدتی معمولی قیمت کہلاتی ہے۔

مسابقت کی بنیاد پر

مسابقت کی بنیاد پر بازار کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی مکمل مسابقتی بازار اور غیر مکمل مسابقتی بازار۔

1۔ مکمل مسابقتی بازار

اس بازار میں فروشندوں اور خریداروں کے درمیان مکمل مسابقت پائی جاتی ہے اس لیے کسی خاص وقت میں کسی شے کی ایک ہی قیمت ہوتی ہے۔ فروشندے یا خریدار کسی شے کی قیمت پر اثر انداز نہیں ہو سکتے اس بازار میں طلب اور رسد میں یکسانیت سے کسی شے کی قیمت کا تعین ہوتا ہے۔

2۔ غیر مکمل مسابقتی بازار

اس بازار میں فروشندوں اور خریداروں کے درمیان غیر مکمل مسابقت پائی جاتی ہے۔ اس لیے کسی خاص وقت میں کوئی شے مختلف قیمتوں پر خریدی اور فروخت کی جاتی ہے۔ غیر مکمل مقابلہ کی مارکیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1) اجارہ داری (MONOPOLY)

(2) اجارہ دارانہ مسابقت (MONOPOLISTIC COMPETITION MARKET)

(3) چند نجی ادارے (OLIGOPOLY)

مکمل مسابقتی بازار کی خصوصیات

مکمل مسابقتی بازار کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

1۔ خریداروں اور فروشندوں کی تعداد زیادہ رہتی ہے۔

مکمل مسابقتی بازار کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خریدنے والوں اور فروخت کرنے والوں کی تعداد زیادہ رہتی ہے۔ پیدا کار یا فروشندوں کی تعداد زیادہ رہنے سے کوئی ایک پیدا کار یا فروشندہ قیمت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر ایک پیدا کار مجموعی پیداوار کا بہت کم حصہ تیار کرتا ہے اور ہر ایک فروشندہ کل مقدار کا بہت کم حصہ فروخت کرتا ہے۔

اسی طرح خریدنے والوں کی تعداد زیادہ رہنے سے کوئی ایک صارف یا خریدنے والا قیمت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ مجموعی طلب کا بہت کم حصہ طلب کرتا ہے۔ اس لیے مکمل مسابقتی بازار کی حالت میں بازار کی قیمت پر ہی اشیا خریدی اور فروخت کی جاتی ہیں۔ مکمل مسابقتی بازار میں کسی شے کی قیمت کا تعین اس شے کی طلب اور رسد میں یکسانیت سے ہوتا ہے۔

2۔ ایک ہی نوعیت کی شے

مکمل مسابقتی بازار کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ہی نوعیت کی شے فروخت کی جاتی ہے۔ یعنی اکائیوں کی مقدار (SIZE) اور معیار (QUALITY) میں یکسانیت ہوتی ہے۔ پیداکار ایک ہی نوعیت کی شے تیار کرتے ہیں۔ اس لیے کسی خاص وقت میں کسی شے کی قیمت ایک ہوتی ہے۔

3۔ فرموں کو صنعت میں داخل اور خارج ہونے کی آزادی رہتی ہے۔

صنعت میں فرموں کی تعداد میں کمی سے پیداوار میں کمی ہوتی ہے اور قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور فرموں کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے نئی فرم کو اس صنعت میں داخل ہونے کی ترغیب ہوتی ہے۔ نئی فرم صنعت میں داخل ہونے سے پیداوار میں زیادتی ہوتی ہے۔ قیمت کم ہوتی ہے اور تمام فرموں کو صرف معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف جب معمولی منافع سے بھی کم منافع حاصل ہوتا ہے تو چند فرمیں صنعت سے خارج ہو جاتی ہیں۔ ان کے اخراج سے پیداوار میں کمی اور قیمت میں اضافہ اور تمام فرموں کو معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

4۔ عاملین پیداوار کی نقل پذیری

مکمل مسابقتی بازار کی چوتھی اہم خصوصیت یہ ہے کہ عاملین پیداوار کو ایک صنعت سے دوسری صنعت میں منتقل ہونے کی آزادی رہتی ہے۔ اگر کسی بھی عامل پیداوار کو اس کی پیداواری صلاحیت سے کم معاوضہ حاصل ہو رہا ہے تو وہ اس صنعت کو چھوڑ کر دوسری صنعت میں داخل ہو سکتا ہے۔ جہاں اس کی پیداواری

صلاحیت کے مطابق معاوضہ حاصل ہوتا ہو۔ عاملین پیداوار کی رسد پر کسی بھی صنعت کو اجارہ حاصل نہیں رہتا۔ صنعت میں پائی جانے والی ہر فرم کو ایک ہی قیمت پر عاملین پیداوار فراہم ہوتے ہیں۔

مکمل معلومات

مکمل مسابقتی بازار میں خریدنے والوں کو اور فروخت کرنے والوں کو بازار کے حالات کے بارے میں علم رہتا ہے۔ اس لیے بازار میں جو قیمت متعین ہوتی ہے اس قیمت پر اشیا خریدی اور فروخت کی جاتی ہیں۔

نقل وحمل کی لاگت

مکمل مسابقتی بازار میں نقل وحمل کی مزید لاگت نہیں ہوتی۔ اشیا ہر وقت ہر جگہ فراہم رہتی ہیں۔ اگر نقل وحمل کی لاگت میں فرق رہے گا تو ایک ہی نوعیت کی شے کی مختلف قیمتیں ہوتی ہیں۔ اس لیے مکمل مسابقتی بازار میں نقل وحمل کی لاگت نہیں ہوتی۔

ایک شے ایک بازار اور ایک قیمت پر

مکمل مسابقتی بازار میں ایک نوعیت کی شے کا ایک بازار اور ایک ہی قیمت ہوتی ہے۔ صنعت کی ہر ایک فرم ایک ہی نوعیت کی شے تیار کرتی ہے۔ فروشندے ایک ہی قیمت پر شے فروخت کرتے ہیں اور خریدار اس قیمت پر جتنی چاہے اس شے کی مقدار خرید سکتے ہیں۔

مکمل مسابقتی بازار میں قیمت کا تعین

مکمل مسابقتی بازار میں کسی شے کی طلب اور رسد میں یکسانیت سے اس شے کی قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ پروفیسر مارشل سے پہلے کے ماہرین معاشیات میں اس بات کا اختلاف پایا جاتا تھا کہ کسی شے کی قیمت کے تعین میں طلب کو اہمیت ہے یا رسد کو۔ لیکن پروفیسر مارشل نے ایک مثال کے ذریعے اس اختلاف کو دور کیا ہے۔ مارشل کے مطابق کسی چیز کے کترنے میں جس طرح قینچی کے دونوں بلیڈز کو یکساں اہمیت ہوتی ہے اسی طرح کسی شے کی قیمت کے تعین میں اس شے کی طلب اور رسد

کو اہمیت رہتی ہے۔ کسی شے کی طلب اور رسد میں یکسانیت سے جس قیمت کا تعین ہوتا ہے وہ متوازن قیمت کہلاتی ہے۔ متوازن قیمت کے تعین کو حسب ذیل جدول کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

قیمت (روپیوں میں)	طلب کی مقدار (اکائیوں میں)	سپلائی (اکائیوں میں)
3.00	500	100
4.00	400	200
5.00	300	300
6.00	200	400
7.00	100	500

جدول میں کسی شے کی مختلف قیمتوں پر طلب اور رسد کی مقداریں مختلف ہیں۔ 5 روپے قیمت پر طلب و رسد کی اکائیاں 300 ہیں۔ 5 روپے قیمت پر طلب اور رسد میں یکسانیت ہے اس لیے اس کو متوازن قیمت کہتے ہیں۔

مکمل مسابقت بازار میں قیمت کے تعین کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔ جدول کو گراف میں تبدیل کرنے سے یہ ڈایاگرام حاصل ہوتا ہے۔

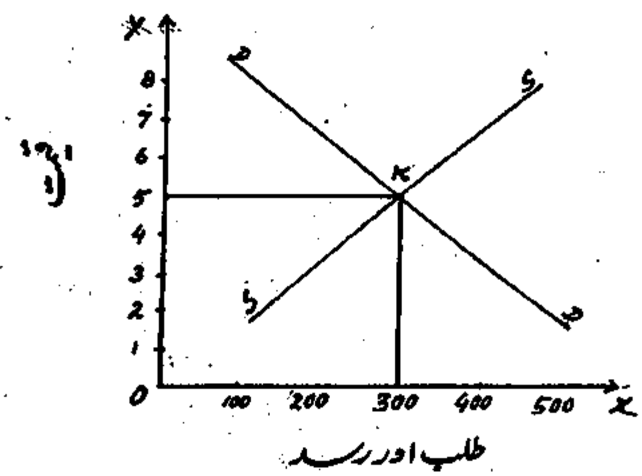

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور رسد اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے اور S.S خط رسد ہے۔ خط طلب اور خطِ رسد نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں یعنی 5/ روپے قیمت پر طلب اور رسد میں یکسانیت ہے۔ اس لیے 5/ روپے متوازن قیمت ہے۔

طلب یا رسد میں تبدیلی سے قیمت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ فرض کیجیے کہ رسد میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی ہے اور صرف طلب میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ ایسی صورت میں متوازن قیمت میں کس طرح تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کو حسب ذیل میں بتایا گیا ہے۔

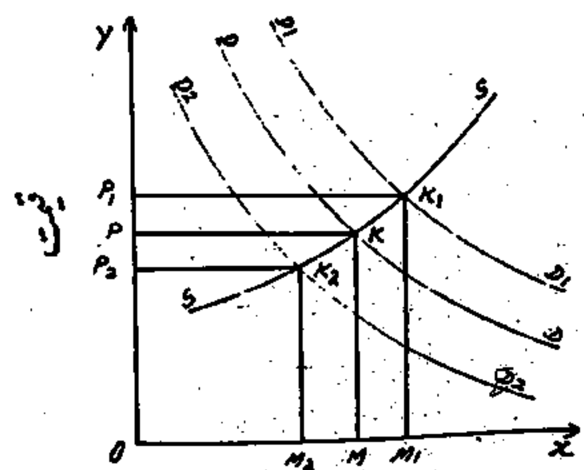

طلب اور رسد

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور رسد اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے اور S.S خط رسد ہے۔ DD اور S.S نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ جہاں پر قیمت OP اور طلب اور رسد OM ہے۔ طلب میں اضافہ ہونے سے خط طلب D'D' کی شکل اختیار کرتا ہے۔ D'D' اور S.S نقطہ K' پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ جہاں پر متوازن قیمت بڑھ کر OP' ہوگئی ہے۔ طلب میں کمی کی وجہ سے خط طلب D²D² کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ D²D² اور S.S نقطہ K² پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ جہاں پر متوازن قیمت OP² ہے۔ مختصر یہ کہ رسد میں تبدیلی کے بغیر طلب کی مقدار میں تبدیلی سے متوازن قیمت

میں تبدیلی ہوتی ہے۔ طلب میں اضافہ سے متوازن قیمت میں اضافہ اور طلب میں کمی سے متوازن قیمت میں کمی ہوتی ہے۔

فرض کیجیے کہ کسی شے کی طلب کی مقدار میں تبدیلی کے بغیر رسد میں تبدیلی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں بھی متوازن قیمت میں تبدیلی ہوتی ہے جس کو حسبِ ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

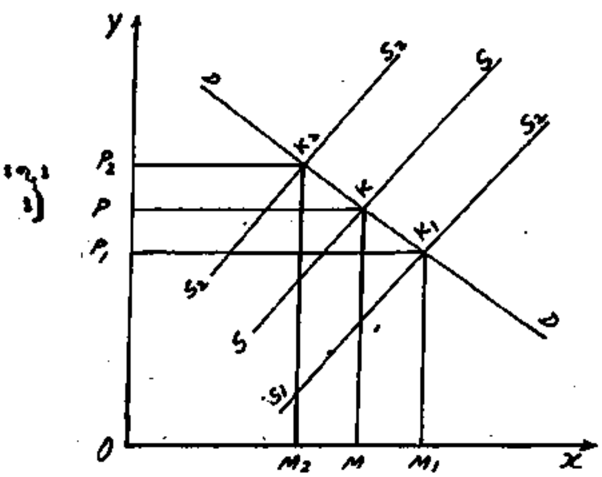

طلب اور رسد

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور رسد اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے اور SS خط رسد ہے۔ DD اور SS نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں، جہاں پر متوازن قیمت OP ہے اور طلب اور رسد OM ہے۔ رسد میں اضافہ ہونے کی وجہ سے خط رسد S'S' کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ S'S' اور DD نقطہ K' پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ طلب میں اضافہ کے بغیر رسد میں اضافہ ہونے کی وجہ سے متوازن قیمت OP سے گھٹ کر OP' رہ گئی ہے۔ رسد میں کمی ہونے کی وجہ سے خط رسد S^2S^2 کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ S^2S^2 اور DD نقطہ K^2 پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ یہاں پر طلب اور رسد OM^2 ہے اور متوازن قیمت OP سے بڑھ کر OP^2 ہو گئی ہے۔ اس طرح طلب میں تبدیلی کے بغیر

رسد کے تبدیل ہونے سے متوازن قیمت میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔

قیمت کے تعین میں وقت کی اہمیت

پروفیسر مارشل سے پہلے کے ماہرین معاشیات میں اس بات پر اختلاف تھا کہ کسی شے کی قیمت کے تعین میں وقت کو زیادہ اہمیت ہے یا رسد کو زیادہ اہمیت ہے۔ اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے پروفیسر مارشل نے قیمت کے تعین میں وقت کی اہمیت کو پیش کیا ہے۔

پروفیسر مارشل کے مطابق قلیل مدت میں کسی شے کی قیمت کے تعین میں طلب کو زیادہ اہمیت رہتی ہے۔ کیونکہ قلیل مدت میں کسی شے کی پیداوار میں اضافہ ممکن نہیں اس کے برخلاف طویل مدت میں قیمت کے تعین میں رسد کو زیادہ اہمیت رہتی ہے۔

پروفیسر مارشل کے مطابق مدت تین قسم کی ہوتی ہے۔ پہلی قسم کی مدت کو بہت ہی قلیل مدت کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی مدت کو قلیل مدت کہتے ہیں اور تیسری قسم کی مدت کو طویل مدت کہتے ہیں۔

بہت ہی قلیل مدتی قیمت کو بازار کی قیمت کہتے ہیں۔ قلیل مدتی قیمت کو قلیل مدتی معمولی قیمت اور طویل مدتی قیمت کو طویل مدتی معمولی قیمت کہتے ہیں۔

(1) بازار کی قیمت کا تعین

بہت ہی قلیل مدتی قیمت کو بازار کی قیمت کہتے ہیں۔ بہت ہی قلیل مدت میں اشیا کی پیداوار بڑھائی نہیں جا سکتی۔ نئی فرمیں صنعت میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ بہت ہی قلیل مدت چند گھنٹوں یا ایک دن یا کئی دن ہو سکتی ہے۔

کسی شے کی طلب اور رسد میں یکسانیت سے بازار کی قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ جلد خراب ہونے والی اشیا کی رسد مستقل رہتی ہے۔ صرف طلب میں تبدیلی سے قیمت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ جلد خراب ہونے والی اشیا کی قیمت کے تعین کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جا رہا ہے۔

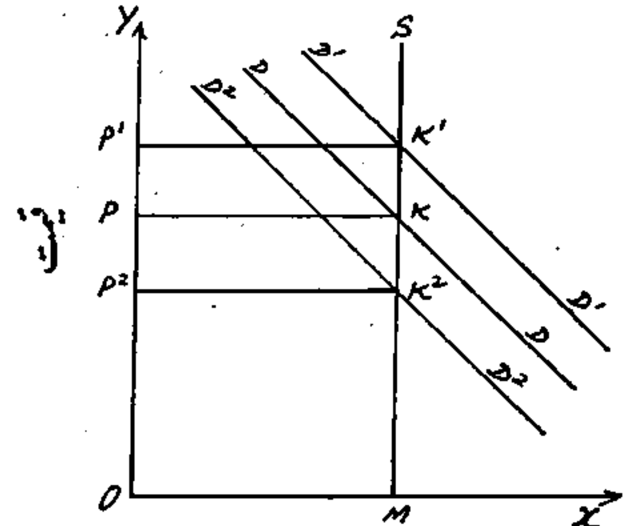

مچھلی کی طلب اور رسد

ڈایاگرام میں OX محور پر مچھلی کی طلب اور رسد اور OY محور پر قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے اور SM خط رسد ہے۔ DD اور SM نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں جہاں پر متوازن قیمت OP ہوگی۔ SM رسد کا عمودی خط ہے، جو رسد میں یکسانیت کو ظاہر کرتا ہے۔ طلب میں اضافہ سے خط طلب D'D' کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ D'D' اور SM نقطہ K' پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں جہاں پر متوازن قیمت OP سے بڑھ کر OP' ہوگئی ہے۔ طلب میں کمی کی وجہ سے خط طلب D^2D^2 کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ D^2D^2 اور SM نقطہ K^2 پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ جہاں پر متوازن قیمت OP سے گھٹ کر OP^2 ہوگئی ہے۔

پائیدار اشیا کا خطِ رسد بالکلیہ عمودی نہیں ہوتا۔ پائیدار اشیا کو کچھ عرصہ تک رکھا جا سکتا ہے۔ پائیدار اشیا کی بازار کی قیمت کے تعین کو حسبِ ذیل ڈایاگرام میں بتایا گیا ہے۔

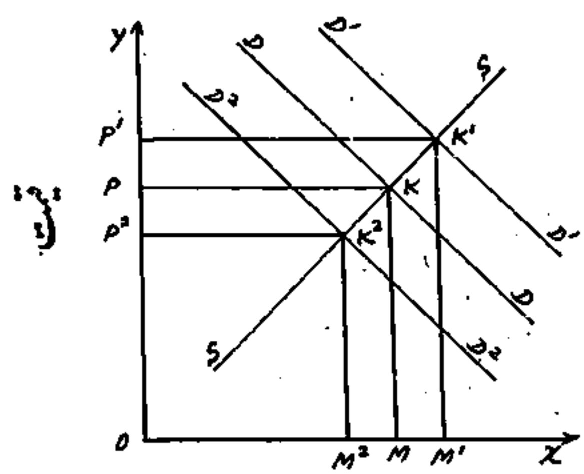

پائیدار شے کی طلب اور رسد

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور رسد اور OY محور پر بازار کی قیمت بتائی گئی ہے۔ DD خط طلب ہے اور SS خطِ رسد ہے۔ DD اور SS نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں، جہاں پر بازار کی قیمت OP مقرر ہوئی ہے۔ طلب میں اضافہ سے خط طلب D'D' کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ D'D' اور SS نقطہ K' پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں جہاں پر قیمت OP سے بڑھ کر OP' ہو گئی ہے۔ OP' قیمت کے بعد خطِ رسد عمودی شکل کا ہو جاتا ہے۔ طلب میں کمی سے خطِ طلب D²D² کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ D²D² اور SS نقطہ K² پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں جہاں پر قیمت گھٹ کر OP² ہو گئی ہے۔

قلیل مدتی معمولی قیمت کا تعین

قلیل مدت میں فرم دائر مصارف پیداوار میں تبدیلی کر کے پیداوار میں تبدیلی کرتی ہے لیکن مستقل عاملینِ پیداوار میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ قلیل مدت میں نئی فرمیں صنعت میں داخل نہیں ہو سکتیں اور کوئی بھی فرم صنعت سے خارج نہیں ہو سکتی۔ قلیل مدت میں کسی شے کی طلب میں اضافہ سے رسد میں بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے اس لیے قلیل مدت میں قیمت کے تعین میں طلب اور رسد کو یکساں طور پر اہمیت حاصل رہتی ہے۔ قلیل مدت میں متعین قیمت کو قلیل مدتی معمولی قیمت کہتے ہیں۔ اس کے

تعین کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

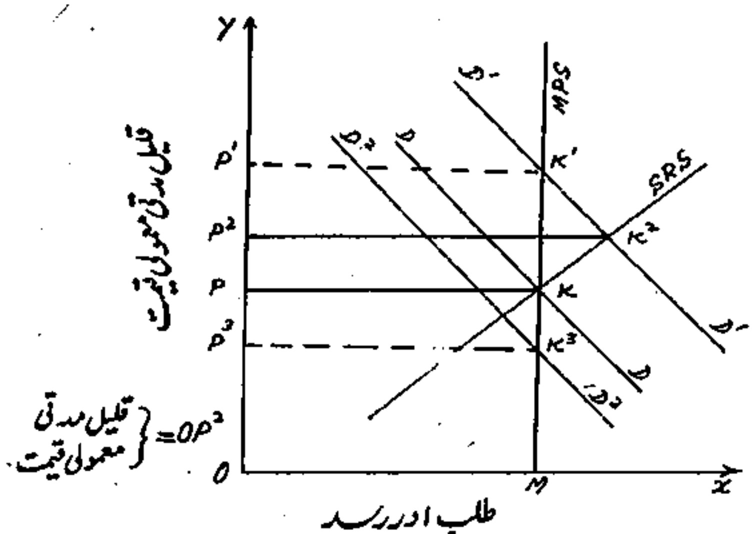

ڈایاگرام میں OX محور پر طلب اور رسد اور OY محور پر قلیل مدتی معمولی قیمت بتائی گئی ہے۔ MPS بازار کی مدت میں رسد کو ظاہر کرنے والا خط ہے۔ DD خطِ طلب ہے اور SRS قلیل مدتی خطِ رسد ہے۔ MPS اور DD نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں، جہاں پر بازار کی قیمت OP ہے۔ طلب میں اضافہ سے خطِ طلب D'D' کی شکل اختیار کرتا ہے۔ D'D' اور MPS نقطہ K' پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ جہاں پر بازار کی قیمت OP سے بڑھ کر OP' ہوگئی ہے قیمت میں اضافہ سے فرموں کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے فرمیں دائرہ مصارف میں اضافہ کرنے کے پیداوار میں اضافہ کرتی ہیں۔ SRS پیداوار میں اضافہ کو ظاہر کرتا ہے۔ SRS اور D'D' نقطہ K² پر ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں جہاں پر قلیل مدتی معمولی قیمت OP² متعین ہوئی ہے۔

طویل مدتی معمولی قیمت کا تعین

طویل مدت میں فرمیں مستقل مصارف پیداوار میں تبدیلی کر سکتی ہیں۔ نئی فرمیں صنعت میں داخل ہو سکتی ہیں یا کوئی فرم صنعت سے خارج ہو سکتی ہے طویل مدت میں کسی شے کی رسد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اس لیے طویل مدت میں کسی شے کی قیمت

کے تعین میں طلب سے زیادہ رسد کو اہمیت رہتی ہے۔

طویل مدتی معمولی قیمت کے تعین کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جارہا ہے۔

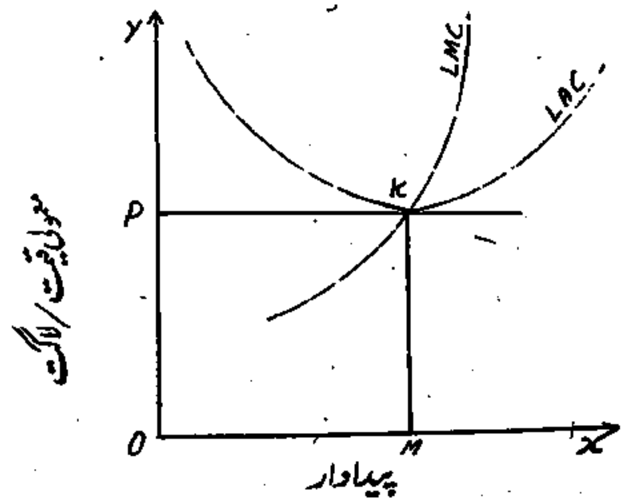

ڈایاگرام میں OX محور پر پیداوار اور OY محور پر معمولی قیمت/لاگت بتائی گئی ہے۔ LAC طویل مدتی اوسط لاگت کا خط ہے اور LMC طویل مدتی مختتم لاگت کا خط ہے۔ OP طویل مدتی معمولی قیمت ہے۔

$$(OP = LMC = LAC)$$

طویل مدتی معمولی قیمت طویل مدتی کم ازکم اوسط لاگت کے برابر ہوتی ہے اگر قیمت کم ازکم اوسط لاگت سے زیادہ رہے گی تو نئی فرمیں صنعت میں داخل ہو کر اشیا کی پیداوار کریں گی۔ پیداوار میں اضافہ سے قیمت کم ازکم اوسط لاگت کے برابر ہو جاتی ہے۔ اگر قیمت کم ازکم اوسط لاگت سے کم رہے گی تو فرموں کو نقصان ہوگا۔ اس لیے چند فرمیں صنعت سے خارج ہو جائیں گی جس کے نتیجہ میں پیداوار میں کمی ہوگی اور قیمت بڑھ کر کم ازکم اوسط لاگت کے برابر ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ مدت جتنی قلیل رہے گی قیمت کے تعین میں طلب کو زیادہ اہمیت رہے گی۔ اس کے برخلاف مدت جتنی طویل رہے گی قیمت کے تعین میں رسد کو اتنی ہی اہمیت رہے گی۔ اس طرح پروفیسر مارشل نے قیمت کے تعین میں وقت کی اہمیت

کو پیش کرکے ماہرین معاشیات میں جو اختلاف تھا اس کو دور کر دیا۔

مکمل مسابقت کے تحت

فرم اور صنعت کار کا توازن

فرم کی ایسی حالت جس میں وہ نہ تو پیداوار میں اضافہ کر سکتی ہے اور نہ کمی کر سکتی ہے، اس کو فرم کا توازن کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں فرم کی مختتم آمدنی مختتم لاگت کے برابر رہتی ہے۔

فرموں کے مجموعہ کو صنعت کہتے ہیں۔ صنعت کی ایسی حالت جس میں نہ تو کوئی نئی فرم صنعت میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی فرم صنعت سے خارج ہو سکتی ہے، اس کو صنعتی توازن کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں صنعت میں پائی جانے والی تمام فرموں کو معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

مکمل مسابقت کے تحت فرم کی اوسط آمدنی اور مختتم آمدنی قیمت کے برابر ہوتے ہیں۔ اس کو ظاہر کرنے کا خط OX محور کے متوازی ہوتا ہے۔ فرم کے توازن کے لیے دو شرائط کی تکمیل ضروری ہے۔

(1) مختتم آمدنی مختتم لاگت کے برابر ہو۔ (MC = MR)

(2) مختتم لاگت کا خط مختتم آمدنی کے خط کو نیچے سے قطع کرتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھے۔

مکمل مقابلہ کے تحت فرم کے توازن کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جا رہا ہے:

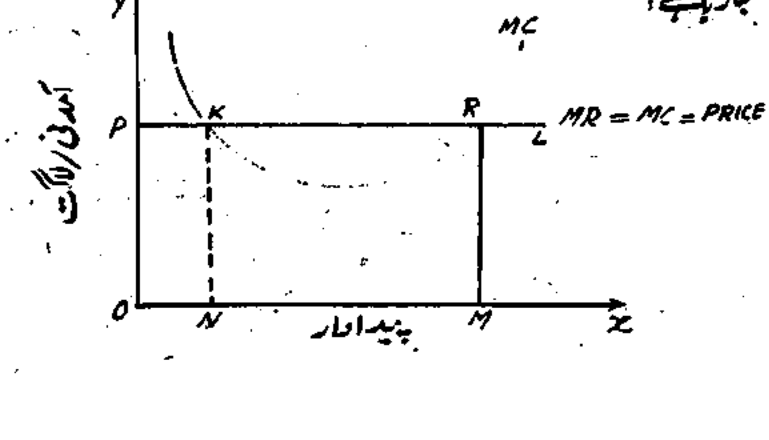

ڈایاگرام میں OX محور پر پیداوار اور OY محور پر آمدنی/لاگت بتائی گئی ہے۔ PL خط اوسط آمدنی، مختتم آمدنی اور قیمت کو ظاہر کرتا ہے۔ MC مختتم لاگت کا خط ہے۔ نقطہ K پر فرم کے توازن کی صرف ایک شرط پوری ہو رہی ہے یعنی MR اور MC برابر ہیں۔ لیکن MC خط MR کو اوپر کی جانب سے قطع کرتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس لیے فرم نقطہ K پر یا ON پیداوار پر توازن کی حالت میں نہیں رہتی کیونکہ ON سے زیادہ پیداوار کرنے سے فرم کو منافع حاصل ہو رہا ہے۔ کوئی بھی فرم ON نقطہ پر پیداوار کو نہیں روکے گی۔

نقطہ R پر فرم کے توازن کی دونوں شرائط کی تکمیل ہو رہی ہے اس لیے نقطہ R یا OM پیداوار پر فرم توازن کی حالت میں رہتی ہے۔ کیونکہ OM سے زیادہ پیداوار کرنے سے فرم کی مختتم لاگت اس کی مختتم آمدنی سے بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ OM سے پہلے کوئی بھی فرم پیداوار کو اس لیے نہیں روکتی کہ مختتم آمدنی، مختتم لاگت سے زیادہ ہے۔ اس لیے OM پر فرم توازن کی حالت میں رہتی ہے۔

مکمل مسابقت کے تحت
فرم کا قلیل مدتی توازن

قلیل مدت میں کوئی بھی فرم مستقل مصارف پیداوار میں تبدیلی نہیں کر سکتی۔ قلیل مدت میں کوئی بھی نئی فرم صنعت میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی بھی فرم صنعت سے خارج نہیں ہو سکتی۔ فرم کے قلیل مدتی توازن کے لیے دو شرائط کی تکمیل ہونی ضروری ہے۔

(1) فرم کی مختتم آمدنی لاگت کے برابر ہونی چاہیے۔ (MC = MR)

(2) مختتم لاگت کا خط مختتم آمدنی کے خط کو نیچے سے قطع کرتے ہوئے اوپر کی جانب بڑھنا چاہیے۔

مکمل مسابقت کے تحت فرم کے قلیل مدتی توازن کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جا رہا ہے۔

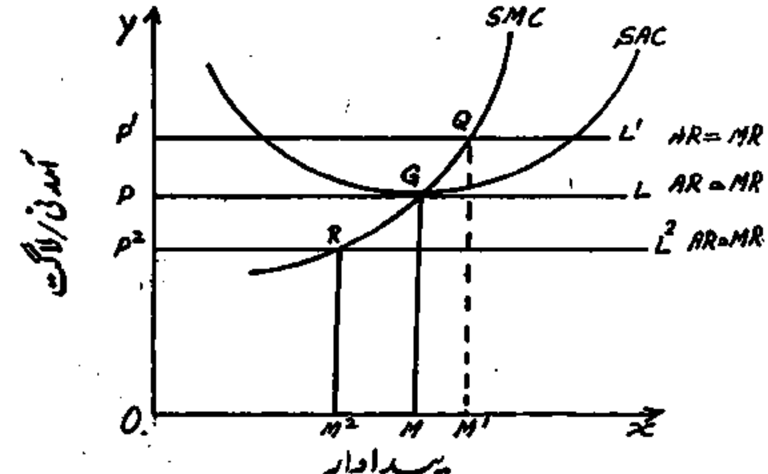

ڈایاگرام میں OX محور پر پیداوار اور OY محور پر آمدنی/لاگت بتائی گئی ہے۔ PL خط قیمت، اوسط آمدنی اور مختتم آمدنی کو ظاہر کرتا ہے۔ SAC قلیل مدتی اوسط لاگت کا خط ہے اور SMC قلیل مدتی مختتم لاگت کا خط ہے۔

اگر بازار میں قیمت OP' رہے گی تو فرم قلیل مدت میں نقطہ Q پر یا OM' پیداوار پر توازن کی حالت میں رہتی ہے۔ OP' قیمت پر فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت سے زیادہ ہے۔ اس لیے فرم کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے لیکن قلیل مدت میں نئی فرمیں صنعت میں داخل نہیں ہوسکتیں۔ فرمیں صرف دائر مصارف میں اضافہ کرکے پیداوار میں اضافہ کرتی ہیں۔

اگر قیمت OP رہے گی تو فرم نقطہ G پر یا OM پیداوار پر توازن کی حالت میں رہتی ہے۔ OP قیمت پر فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت کے برابر ہے اس لیے فرم کو صرف معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اگر قیمت OP^2 رہے گی تو فرم نقطہ R پر یا OM^2 پیداوار پر توازن کی حالت میں رہتی ہے۔ OP^2 قیمت پر فرم کی اوسط لاگت اوسط آمدنی سے زیادہ ہے۔ اس لیے فرم کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قلیل مدت میں فرم کو مستقل مصارف پیداوار برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اگر OP^2 قیمت اوسط متغیر لاگت سے زیادہ ہے تو فرم نقصان کے باوجود OM^2 پیداوار کرتی رہے گی۔ OM^2 اشیا کی پیداوار نہ

کرے گا تو اس کے نقصان میں مزید اضافہ ہو گا۔

مکمل مسابقت کے تحت
طویل مدتی توازن

فرم کے طویل مدتی توازن کے لیے حسب ذیل تین شرائط کی تکمیل ہونا ضروری ہے۔

(1) فرم کی مختتم آمدنی مختتم لاگت کے برابر ہونی چاہیے۔ (MC = MR)

(2) مختتم لاگت کا خط مختتم آمدنی کے خط کو نیچے سے قطع کرتے ہوئے اوپر کی جانب بڑھنا چاہیے۔

(3) اوسط آمدنی اوسط لاگت کے برابر ہونی چاہیے۔

جب ہر فرم میں مذکورہ بالا تین شرائط تکمیل ہوں گی تو ہر فرم کو معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ کوئی نئی فرم صنعت میں داخل نہیں ہوتی اور کوئی فرم صنعت سے خارج نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں صنعت بھی توازن کی حالت میں رہتی ہے۔

مکمل مسابقت کے تحت فرم یا صنعت کے طویل مدتی توازن کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے بتایا جا رہا ہے۔ طویل مدت میں فرم مستقل مصارف میں تبدیلی کر سکتی ہے۔ طویل مدت میں نئی نئی فرمیں صنعت میں داخل ہو سکتی ہیں، یا چند فرمیں صنعت سے خارج ہو سکتی ہیں۔

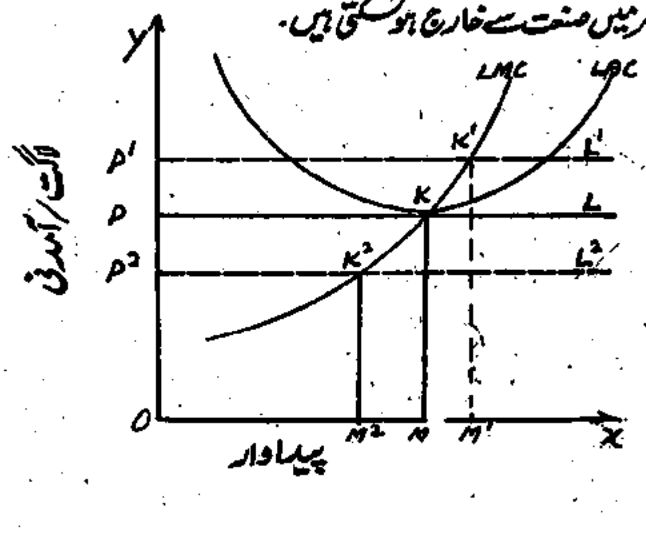

ڈایاگرام میں OX محور پر پیداوار اور OY محور پر لاگت/آمدنی بتائی گئی ہے۔ خط PL قیمت، اوسط آمدنی اور مختتم آمدنی کو ظاہر کرتا ہے۔ LAC خط طویل مدتی اوسط لاگت اور LMC خط طویل مدتی مختتم لاگت کو ظاہر کرتے ہیں۔

فرض کیجیے کہ بازار میں 'OP قیمت رائج ہے۔ 'OP قیمت پر فرم 'OM پیداوار کرتی ہے۔ جہاں ہر فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت سے زیادہ ہے۔ اس لیے فرم کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ طویل مدت میں نئی فرموں کے صنعت میں داخل ہونے اور پیداوار میں اضافے کی وجہ سے قیمت 'OP سے گھٹ کر OP ہو جاتی ہے۔ جہاں پر OM اشیا کی مقدار پیداوار کی جاتی ہے؛ اور فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت کے برابر ہوتی ہے۔ اس لیے OP قیمت پر فرم توازن (طویل مدت) کی حالت میں رہتی ہے۔ اگر OP قیمت پر ہر فرم کی اوسط لاگت اوسط آمدنی کے برابر ہوتی ہے تو صنعت بھی طویل مدتی توازن کی حالت میں رہتی ہے۔

اگر بازار میں قیمت "OP رہے گی تو فرم "OM پیداوار کرے گی۔ جہاں ہر فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت سے کم ہے۔ اس لیے فرم کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں چند فرمیں صنعت سے خارج ہو جاتی ہیں (طویل مدت میں)، جس کی وجہ سے پیداوار میں کمی ہوتی ہے اور قیمت "OP سے بڑھ کر پھر OP ہو جاتی ہے۔ اس طرح OP قیمت پر فرم اور صنعت طویل مدت میں توازن کی حالت میں رہتے ہیں۔

بازار اجارہ

بازار اجارہ غیر مکمل مسابقتی بازار کی ایک قسم ہے۔ اس میں کسی شے کی پیداوار ایک ہی فرم کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس لیے فرم اور صنعت میں فرق نہیں ہوتا۔ بازار اجارہ میں متبادل اشیا نہیں پائی جاتیں۔ اجارہ دار کو پیداوار اور قیمت پر کنٹرول حاصل رہتا ہے، اور کوئی نئی فرم اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ بازار اجارہ کی اقسام حسب ذیل ہیں۔

اجارہ کی اقسام

1۔ خانگی اجارہ

خانگی افراد کے کنٹرول میں پائے جانے والے ہوٹل، فیکٹری، زمین وغیرہ کو خانگی اجارہ کہتے ہیں۔ اس قانون کے مطابق خانگی افراد کو اس پر حق رہتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

2۔ عوامی اجارہ

اس اجارہ کو سماجی یا حکومتی اجارہ بھی کہتے ہیں۔ ایسے اجارے عوامی فلاح وبہبود سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو عوام کو فائدہ پہنچانے والی خدمات (PUBLIC UTILITIES) کہتے ہیں۔ مثلاً ریلوے، ٹیلی فون، اور ٹیلی گراف، بجلی کی سپلائی، پانی کی سپلائی وغیرہ۔ یہ عوام کو فائدہ پہنچانے والی خدمات ہیں۔

3۔ قدرتی اجارہ

قدرتی وسائل کی بنا پر چند مقامات کو چند اشیا کی پیداوار کا اجارہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کو قدرتی اجارہ کہتے ہیں۔ مثلاً سعودی عرب میں پٹرول کی فراہمی، جنوبی افریقہ میں ہیروں کی فراہمی وغیرہ۔

4۔ قانونی اجارہ

قانون کے مطابق چند فرموں کو اختیارات اور حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً کتابیں چھاپنے والی فرم کو ناشر کے حقوق (COPY RIGHT) حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری کوئی بھی فرم اس کتاب کو نہیں چھاپ سکتی۔

5۔ کیمیائی اجارہ

کیمیائی اشیا اور دوائیں تیار کرنے کے مخصوص فارمولے ہوتے ہیں۔ اس فارمولے کے تحت فرم مال بناتی ہے۔ اس فرم کو اجارہ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کپما کولا کی تیاری کا فارمولا۔

6۔ تکنیکی اجارہ

عام طور پر اجارہ تکنیکی معلومات پر منحصر ہوتا ہے۔ جس فرم میں جدید طریقہ

پیداوار کو اپنایا جاتا ہے اور اعلیٰ درجہ کے تکنیکی معلومات سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ کوئی دوسری فرم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس فرم کو دوسرے کارخانوں کی بہ نسبت زیادہ منافع حاصل ہوتا ہے۔

7- مصنوعی اجارہ

کچھ کارخانے مقابلہ سے بچنے کے لیے آپسی اتحاد قائم کر لیتے ہیں۔ اس کو مصنوعی اجارہ کہتے ہیں۔

اجارہ کے حدود

اجارہ دار اپنی پیداوار کی من مانی قیمت وصول نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ اجارہ کے حدود کو حسب ذیل بیان کیا جارہا ہے۔

1- اگر اجارہ دار من مانی طور پر قیمت میں اضافہ کرے گا تو متبادل اشیا کی تیاری کرنے والی فرمیں وجود میں آسکتی ہیں۔

2- اجارہ دار جس قسم کی شے کی پیداوار کرتا ہے اس قسم کی اشیا بیرونی ممالک سے درآمد کی جاسکتی ہیں۔

3- اگر قیمت میں ایک حد سے زیادہ اضافہ ہوگا تو اندیشہ ہے کہ صارفین متحد ہوکر اس شے کی خریداری کا مقاطعہ کر دیں۔

4- آج کے دور میں حکومت معاشی معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔ اگر کوئی اجارہ دار قیمت میں ایک حد سے زیادہ اضافہ کرے گا تو حکومت دخل انداز ہوکر قیمت میں کمی کرتی ہے۔ کیونکہ حکومت کا مقصد عوام کی بھلائی کا خیال رکھنا ہے۔

اجارہ کے تحت قیمتوں کا تعین یا اجارہ کے تحت فرم کا توازن

بازار اجارہ میں اجارہ دار قیمت میں کمی کے بغیر کسی شے کی زیادہ مقدار فروخت نہیں کر سکتا۔ اس لیے بازار اجارہ میں اوسط آمدنی کا خط بائیں سے دائیں نیچے کی

جانب جھکا ہوا ہوتا ہے۔ مختتم آمدنی کا خط بھی بائیں سے دائیں نیچے کی جانب جھکا ہوا ہوتا ہے، اور مختتم آمدنی، اوسط آمدنی سے کم رہتی ہے۔

بازار اجارہ میں قیمت کا تعین یا فرم اور صنعت کے توازن کو ذیل میں ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

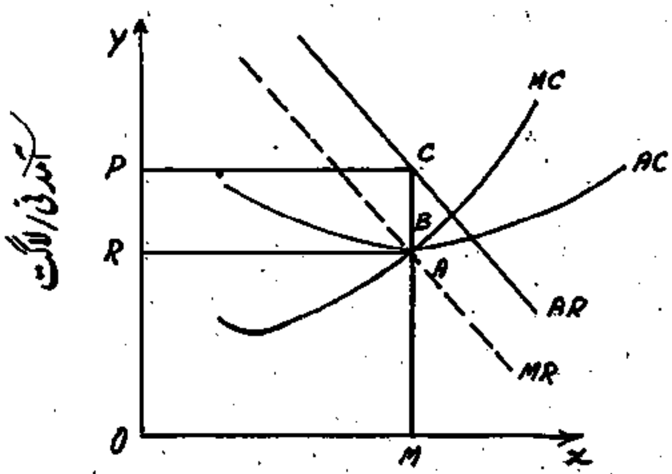

ڈایاگرام میں OX محور پر پیداوار اور OY محور پر آمدنی/لاگت بتائی گئی ہے۔ AR اوسط آمدنی کا خط ہے اور MR مختتم آمدنی کا خط ہے۔ MC مختتم لاگت کا خط اور AC اوسط لاگت کا خط ہے۔ نقطہ A پر مختتم آمدنی اور مختتم لاگت برابر ہیں۔ اس لیے اجارہ داری فرم توازن کی حالت میں رہتی ہے۔ OM پیداوار پر قیمت OP ہے۔ اور اس قیمت پر فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت سے زیادہ ہے۔ اس لیے فرم کو PCBR مجموعی نفع حاصل ہوتا ہے

مجموعی منافع = مجموعی آمدنی ـ مجموعی لاگت

مجموعی آمدنی = اوسط آمدنی × فروخت کی گئی اشیا کی مقدار

OM × (CM) OP = OMCP

مجموعی لاگت = اوسط لاگت × مجموعی پیداوار

OM X (OR) BM = OMBR

مجموعی منافع = مجموعی آمدنی ـ مجموعی لاگت

OMBR − OMCP = PRBC

بازار اجارہ میں ہمیشہ اوسط آمدنی اوسط لاگت سے زیادہ رہتی ہے۔
اس لیے قلیل مدت ہو یا طویل مدت، اجارہ دار کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

چھٹا باب

تقسیم

عاملینِ پیداوار کی خدمات کا معاوضہ

اشیا کی پیداوار کے لیے چار عاملین یعنی زمین، مزدور، سرمایہ اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اشیا کی پیداوار کے دوران خدمات حاصل کرنے کے بدلے میں عاملینِ پیداوار کو جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو تقسیم کہتے ہیں۔

اشیائے صرف کی طلب راست طور پر ہوتی ہے (DIRECT DEMAND) جبکہ عاملینِ پیداوار کی طلب ماخوذ ہوتی ہے۔ جس طرح اشیائے صرف قیمت ادا کرکے حاصل کی جاتی ہیں، اسی طرح عاملینِ پیداوار کی خدمات حاصل کرنے کے بدلے معاوضہ یا قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ زمین کی خدمات کے بدلے میں لگان، مزدور کی خدمات کے بدلے میں اُجرت، سرمایہ کی خدمات کے بدلے میں سود ادا کیا جاتا ہے۔ لگان، اُجرت اور سود ادا کرنے کے بعد بچی ہوئی رقم منتظم کا معاوضہ یعنی منافع کہلاتا ہے۔

نظریۂ تقسیم کو عاملینِ پیداوار کے معاوضہ کا نظریہ کہا جاتا ہے۔ تقسیم دو طرح کی ہوتی ہے۔ (1) شخصی تقسیم (2) عملی تقسیم

(1) شخصی تقسیم (PERSONAL DISTRIBUTION)

سماج کے مختلف افراد میں قومی آمدنی یا قومی دولت کی تقسیم کو شخصی تقسیم کہتے ہیں۔ قومی آمدنی سماج کے مختلف افراد میں یکساں طور پر تقسیم نہیں ہوگی تو سماج دو

طبقوں میں بٹ جائے گا یعنی امیر طبقہ اور غریب طبقہ۔ دولت اور آمدنی میں عدم مساوات اور معیارِ زندگی کے فرق کو شخصی تقسیم کے نظریہ کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔

(2) عملی تقسیم (FUNCTIONAL DISTRIBUTION)

اشیا کی پیداوار کے دوران عاملینِ پیداوار استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان عاملین کی خدمات کے بدلے میں جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو عملی تقسیم کہتے ہیں اس اصول کے تحت قومی آمدنی یا دولت عاملینِ پیداوار میں تقسیم کی جاتی ہے۔

عاملینِ پیداوار کے معاوضہ کے سلسلے میں معاشیات میں دو اہم نظریے پائے جاتے ہیں۔ (1) مختتم پیداواری کا نظریہ اور
(2) طلب اور رسد کا نظریہ

(1) مختتم پیداواری کا نظریہ

منتظم عاملینِ پیداوار کی طلب ان کی مختتم پیداواری کی بنیاد پر کرتا ہے۔ جس طرح کسی شے کی طلب اُس کے مختتم افادہ پر ہوتی ہے اسی طرح عاملینِ پیداوار کی طلب ان کی مختتم پیداواری پر ہوتی ہے۔ کسی عاملِ پیداوار کی اکائی میں اضافہ سے جو زائد پیداوار حاصل ہوتی ہے وہ مختتم پیداواری کہلاتی ہے۔ منتظم عاملِ پیداوار کی اکائیوں میں اس وقت تک اضافہ کرے گا جس وقت تک کہ مختتم پیداواری مختتم لاگت کے برابر رہے۔ کوئی منتظم مختتم پیداواری سے زیادہ معاوضہ ادا نہیں کرتا۔ اس لیے ہر عاملِ پیداوار کو اُس کی مختتم پیداواری کے برابر معاوضہ حاصل ہوتا ہے۔

مثلاً مزدور کی اجرت اس کی مختتم پیداواری سے کم ہو تو زیادہ مزدور لگائے جاتے ہیں۔ مکمل مسابقت کے تحت منتظمین کے درمیان مقابلہ پایا جاتا ہے۔ اس لیے مزدور کی اجرت بڑھ کر اس کی مختتم پیداواری کے برابر ہو جاتی ہے۔ مزدور کی اُجرت اس کی مختتم پیداواری سے زیادہ ہو جائے تو مزدوروں کی تعداد کو گھٹا دیا جائے گا۔ اس طرح مکمل مسابقت کے تحت عاملِ پیداوار کا معاوضہ اس کی مختتم پیداواری کے برابر ادا کیا جاتا ہے۔

مختتم پیداواری کے نظریہ کے مطابق عاملینِ پیداوار کی قیمت یا معاوضے کے تعین کو ذیل کے ڈایاگرام کے ذریعے بتایا گیا ہے۔

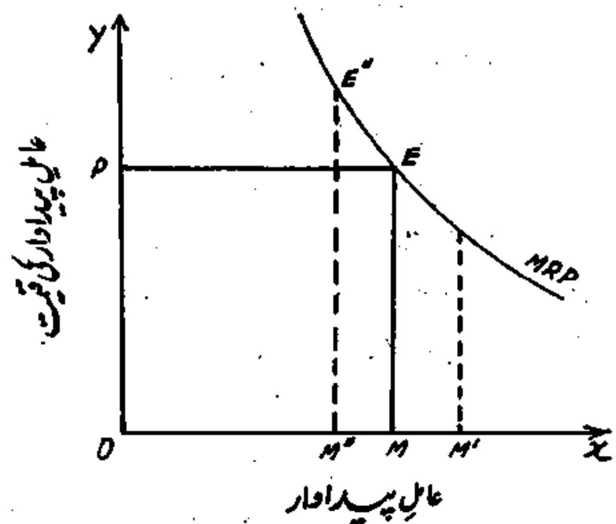

ڈایاگرام میں OX محور پر عاملِ پیداوار کو اور OY محور پر عاملِ پیداوار کی قیمت کو بتایا گیا ہے۔ MRP خط مختتم پیداوار کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ عاملِ پیداوار کا خطِ طلب بھی کہلاتا ہے۔ OP قیمت یا معاوضہ پر OM عاملِ پیداوار کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ جہاں پر عاملِ پیداوار کی قیمت یا معاوضہ مختتم پیداوار کے برابر ہے۔ OP قیمت یا معاوضہ پر OM' عاملِ پیداوار کو استعمال کیا جائے گا تو مختتم پیداوار قیمت سے کم رہے گی۔ اس لیے منتظم کو نقصان ہوگا۔ OP قیمت پر OM" عاملِ پیداوار استعمال کرنے سے قیمت کی بہ نسبت مختتم پیداوار زیادہ رہتی ہے۔ اس لیے عاملِ پیداوار کی تعداد OM" سے بڑھا کر OM کی جاتی ہے۔ جہاں پر منتظم کو سب سے زیادہ منافع حاصل ہوتا ہے۔

مکمل مسابقت اسی نظریہ کا مفروضہ ہے۔ لیکن حقیقی دنیا میں مکمل مسابقت نہیں پائی جاتی۔ اس کے علاوہ اس نظریہ میں عاملینِ پیداوار کے معاوضہ میں صرف طلب کو اہمیت دی گئی ہے لیکن رسد کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

جدید نظریۂ تقسیم

اس نظریہ میں کسی عاملِ پیداوار کے معاوضہ کے تعین میں طلب اور رسد کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ جدید نظریہ کے مطابق عاملِ پیداوار کی طلب اور رسد

میں برابری کی بنیاد پر اس کے معاوضہ کا تعین ہوتا ہے۔

جدید نظریہ تقسیم کے مطابق عاملینِ پیداوار کی قیمت یا معاوضہ کے تعین کو حسب ذیل ڈایاگرام کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔

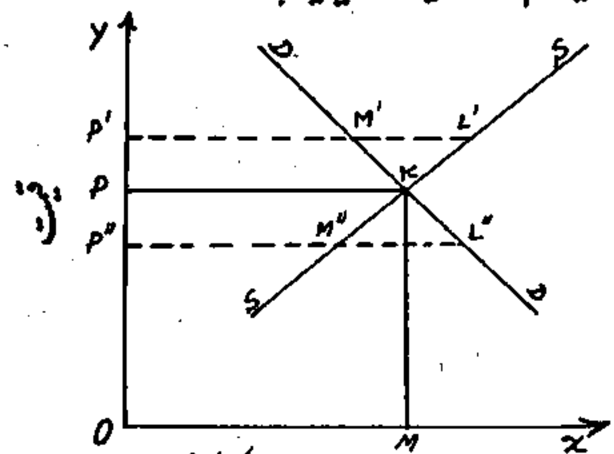

ڈایاگرام میں OX محور پر عاملِ پیداوار کی اکائیاں اور OY محور پر قیمت یا معاوضہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ DD عاملِ پیداوار کا خط طلب ہے اور S.S عاملِ پیداوار کا خطِ رسد ہے۔ DD اور S.S نقطہ K پر ایک دوسرے کو قطع کر رہے ہیں۔ جہاں پر وہ عامل پیداوار کی OM استعمال کی جاتی ہے اور قیمت یا معاوضہ OP ہے۔ 'OP قیمت پر عاملِ پیداوار کی رسد طلب سے زیادہ ہے۔ اس لیے قیمت گھٹ کر OP ہوجاتی ہے۔ "OP قیمت پر عاملِ پیداوار کی طلب رسد سے زیادہ ہے۔ اس لیے قیمت "OP سے بڑھ کر OP ہوجاتی ہے۔ اس طرح جدید نظریہ تقسیم کے مطابق عاملینِ پیداوار کی طلب اور رسد میں یکسانیت سے قیمت یا معاوضہ کا تعین ہوتا ہے۔

عاملینِ پیداوار کے معاوضے یعنی اُجرت، سود اور منافع کا علیٰحدہ علیٰحدہ تعین ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

(1) لگان

عام طور پر لگان کو معاہدہ (CONTRACT) کے مفہوم میں لیا جاتا ہے، کسی معینہ مدت میں لگان مشین وغیرہ کے بدلے میں جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو معاہدہ کا لگان (CONTRACT RENT) کہتے ہیں۔

معاشیات میں لفظ 'لگان' ایک خاص معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو معاشی لگان (ECONOMIC RENT) کہا جاتا ہے۔ زمین کی خدمت حاصل کرنے کے بدلے میں زمین کے مالک کو جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو معاشی لگان کہتے ہیں۔ معاشی لگان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1۔ کلاسیکل معاشی لگان یا ریکارڈ کا نظریہ لگان

2۔ جدید معاشی لگان

1۔ کلاسیکل معاشی لگان یا ریکارڈ کا نظریہ لگان

ڈیوڈ ریکارڈو ایک کلاسیکل ماہر معاشیات ہے۔ ریکارڈو کے مطابق زمین کی پیداواری میں فرق پایا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں لگان وجود میں آتا ہے۔ ریکارڈو کے مطابق معاشی لگان کا تعلق صرف زمین سے ہے۔ زمین پر کاشت کرنے کی وجہ سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اس میں سے مصارف پیداوار منہا کرنے سے لگان حاصل ہوتا ہے۔ پیداواری کے لحاظ سے زمین مختلف قطعوں A، B، C، D میں تقسیم کی جاتی ہے۔ فرض کیجیے کہ D قطعہ کی زمین کی پیداواری سب سے کم ہے۔ اس زمین پر آمدنی مصارف پیداوار کے برابر ہوتی ہے۔ اس لیے اس پر کسی قسم کا لگان نہیں ملے گا۔ D قطعہ کی زمین کو 'بے لگان زمین' کہتے ہیں۔ اس زمین کے مقابلہ میں معیاری زمین (A، B اور C قطعوں کی زمین) پر آمدنی میں سے مصارف منہا کرنے کے بعد کچھ رقم بچی رہتی ہے۔ اس کو لگان کہتے ہیں۔

قول دار زمیندار کو جو رقم ادا کرتا ہے اس کو لگان کہتے ہیں۔ اس میں زمین کی

ترقی کے لیے لگائے گئے سرمایہ پر سود اور منافع شامل رہتا ہے۔ اس لیے سود اور منافع منہا کرنے سے معاشی لگان حاصل ہوتا ہے۔ ریکارڈو کے مطابق صرف زمین کی حقیقی (ORIGINAL) اور قدرتی زرخیزی کے استعمال کے بدلے میں زمیندار کو جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو معاشی لگان کہتے ہیں۔ ریکارڈو کے نظریے کے مطابق لگان مصارفِ پیداوار میں شامل نہیں رہتا۔ اس لیے کسی شے کی قیمت کے تعین میں لگان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

2۔ جدید معاشی لگان

جدید معاشی لگان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(i) قلت لگان۔ (SCARCITY RENT).

(ii) متبادل کمائی۔ (TRANSFER EARNINGS)

(i) قلت لگان

اس لگان کا تصور مارشل نے پیش کیا تھا۔ مارشل کے مطابق زمین کی قیمت یا لگان زمین کی طلب اور رسد پر منحصر ہوتا ہے۔ آبادی میں اضافہ سے زمین کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن زمین کی رسد مقررہ ہے۔ اس لیے زمین کی طلب میں اضافہ سے لگان میں اضافہ ہوتا ہے۔ قلت کی وجہ سے زمین کو حاصل ہونے والی قیمت کو قلت لگان کہتے ہیں۔

(ii) متبادل کمائی

متبادل کمائی کے تصور کے ذریعے بن ہام، بولڈنگ اور جون رابنسن نے معاشی لگان کی تشریح کی ہے۔ ان ماہرینِ معاشیات کے مطابق لگان کا تعلق زمین کے علاوہ دیگر تین عاملینِ پیداوار یعنی مزدور، سرمایہ اور منتظم سے ہے۔ کسی بھی عاملِ پیداوار کی موجودہ آمدنی میں سے متبادل آمدنی کو منہا کرنے سے معاشی لگان حاصل ہوتا ہے۔ فرض کیجیے کہ کوئی مزدور لوہے کی صنعت میں کام کر رہا ہے۔ اس کی ماہانہ اجرت /1000 روپیہ ہے۔ اگر یہی مزدور کسی دوسری صنعت میں کام کرے اور اس کو صرف /800 روپے اجرت مل سکتی تھی تو /800 روپے متبادل کمائی کہلائے گی۔ متبادل صنعتوں میں کام کرنے کے بجائے لوہے کی صنعت میں کام

کرنے کی وجہ سے اس مزدور کو ماہانہ 200/ روپے زائد اجرت مل رہی ہے۔ یعنی (200=800-1000) اس اضافہ کو معاشی لگان کہا جاتا ہے۔

اگر کسی عاملِ پیداوار کا متبادل استعمال ممکن نہ ہو تو متبادل کمائی صفر ہوگی۔ ایسی صورت میں کسی بھی عاملِ پیداوار کی موجودہ کمائی معاشی لگان کہلائے گی۔

مثل لگان

مثل لگان کا تصور مارشل نے پیش کیا ہے۔ مثل لگان کا تعلق زمین سے نہیں ہے بلکہ انسان کے ذریعے تیار کردہ مشینی آلات وغیرہ سے ہے۔ قلیل مدت میں مشینی آلات وغیرہ کی رسد غیر لچکدار (IN-ELASTIC) ہوتی ہے اس لیے قلیل مدت میں مشین اور آلات کی طلب میں اضافہ سے قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور پیداکار کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے (قیمت اوسط لاگت سے زائد ہوجاتی ہے) اس کو مثل لگان کہتے ہیں۔

طویل مدت میں مشینی آلات، کارخانے، عمارتیں وغیرہ کی رسد میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ رسد میں اضافہ سے قیمت گھٹ کر اوسط لاگت کے برابر ہوجاتی ہے اور پیداکار کو صرف معمولی منافع حاصل ہوتا ہے طویل مدت میں مثل لگان غائب ہوجاتا ہے۔

II اُجرت

مزدور کی خدمات کے بدلے میں جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اس کو اُجرت کہتے ہیں۔ پروفیسر بن ہام کے مطابق معاہدہ کی بنیاد پر مزدور کی خدمات حاصل کرنے کے بدلے میں منتظم اس کو جو معاوضہ ادا کرتا ہے اس کو اجرت کہتے ہیں۔ اجرت کو حسب ذیل چار زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1) زری اُجرت (2) حقیقی اُجرت

(3) کام کے لحاظ سے اُجرت (4) وقت کے لحاظ سے اُجرت

(1) زری اُجرت

مزدور کی ذہنی اور جسمانی خدمات کے بدلے میں زر کی شکل میں جو معاوضہ

ادا کیا جاتا ہے اس کو زری اجرت کہتے ہیں. فرض کیجیے کہ کوئی مزدور کسی کارخانے میں کام کر رہا ہے. اس کو ماہانہ -/500 روپے اجرت حاصل ہوتی ہے. تو -/500 روپے کو زری اجرت کہتے ہیں۔

(2) حقیقی اجرت

مزدور زری اجرت کو حقیقی اجرت میں تبدیل کرتا ہے. یعنی زر کی شکل میں اجرت حاصل ہوتی ہے اس سے اشیا اور خدمات خرید تا ہے. اشیا اور خدمات کی شکل میں اجرت کو حقیقی اجرت کہتے ہیں. حقیقی اجرت پر اثر انداز ہونے والے عناصر حسب ذیل ہیں۔

(a) زر کی قوتِ خرید

زر کی قدر یا زر کی قوت خرید مستقل نہیں ہوتی. زر کی قوت خرید میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے. اس لیے زری اجرت اور حقیقی اجرت میں یکسانیت نہیں ہوتی. افراط زر (INFLATION) کے حالات میں زر کی قوت خرید کم رہتی ہے. اس لیے حقیقی اجرت گھٹ جاتی ہے. فرض کیجیے کہ کسی وقت پانچ روپے زری اجرت سے پانچ کلو گرام چاول خریدے جا سکتے ہیں، افراط زر کے حالات میں چاول کی قیمت بڑھنے سے پانچ روپے کی زری اجرت سے صرف تین کلو چاول خریدے جائیں گے تو کہتے ہیں کہ حقیقی اجرت کم ہو گئی ہے. اس کے برخلاف چاول کی قیمت میں کمی کی وجہ سے پانچ روپے زری اجرت سے دس کلو گرام چاول خریدے جائیں گے تو کہا جاتا ہے کہ حقیقی اجرت میں اضافہ ہوا ہے. اس لیے زر کی قوت خرید حقیقی اجرت پر اثر انداز ہوتی ہے. زر کی قوت خرید میں اضافہ سے حقیقی اجرت میں اضافہ اور زر کی قوت خرید میں کمی سے حقیقی اجرت میں کمی ہوتی ہے۔

(b) اجرت کی ادائیگی کا طریقہ

مزدور کے معاوضہ کا کچھ حصہ زر کی شکل میں اور کچھ حصہ اشیا کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے. کسی کارخانے کے مزدور کو زر کی شکل میں اجرت کے ساتھ ساتھ مکان کی سہولت، آمد و رفت کی سہولت، طبی سہولتیں وغیرہ فراہم کی جاتی ہیں. یہ حقیقی اجرت کی ادائیگی کے طریقے پر منحصر ہوتا ہے۔

(c) ذیلی کمائی

مزدور کو مستقل زری اجرت کے علاوہ زر کی شکل میں یا اشیا کی شکل میں زائد کمائی (EXTRA EARNINGS) حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کپڑے کی صنعت میں کام کرنے والے مزدور کو زری اجرت کے علاوہ اس کی ضرورت کا کپڑا مفت دیا جاتا ہے۔ ٹیوشن پڑھانے سے ٹیچر کو جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اس کو ذیلی کمائی کہتے ہیں۔ مزدور کو زیادہ ذیلی کمائی حاصل ہوگی تو اس کی حقیقی اجرت میں اضافہ ہوگا۔

(d) روزگار کے حالات

روزگار کے حالات کے لحاظ سے اجرت دی جاتی ہے۔ مثلاً کسی دفتر میں کام کرنے والے مزدور کی بہ نسبت ایسا کام جس میں زیادہ خطرے کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں اجرت زیادہ ہوتی ہے۔

(e) مستقل روزگار

مستقل روزگار میں زری اجرت غیر مستقل روزگار کی بہ نسبت کم رہتی ہے۔ لیکن مستقل روزگار میں حقیقی اجرت زیادہ رہتی ہے۔ اس لیے مزدور مستقل روزگار اختیار کرنا پسند کرتے ہیں۔

(f) کام کے حالات

چند پیشوں میں کام کم رہتا ہے اور چند پیشوں میں زیادہ۔ اسی طرح چند پیشوں میں تفریح، تعلیم، طبی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے برخلاف چند پیشوں میں اس قسم کی سہولتیں فراہم نہیں کی جاتیں۔ کسی مزدور کی حقیقی اجرت کی پیمائش کرتے وقت ان تمام عناصر کو شامل کیا جاتا ہے۔

(g) مستقبل کے مواقع

اگر کسی پیشہ میں مستقبل کے حالات روشن ہوں تو کم اجرت کے باوجود مزدور اس پیشہ کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ اس پیشہ میں ترقی کے مواقع زیادہ ہیں۔ اس کے برخلاف ایسا پیشہ جس میں مستقبل میں ترقی کے مواقع نہیں ہیں لیکن موجودہ اجرت زیادہ ہے، اس کے باوجود مزدور ایسے پیشے کو اختیار کرنا نہیں چاہتے۔ اس لیے حقیقی اجرت کی پیمائش کے وقت مستقبل کے مواقع کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

3۔ کام کے لحاظ سے اُجرت

مزدوروں کی پیداواری صلاحیت میں فرق پایا جاتا ہے۔ ہر ایک مزدور کی کارکردگی کے مطابق اجرت مقرر کی جاتی ہے۔ اس طرح کارکردگی اور پیداواری صلاحیت کے مطابق اجرت ادا کرنے کو کام کے لحاظ سے اجرت کہتے ہیں۔

4۔ وقت کے لحاظ سے اُجرت

چند پیشوں میں مزدوروں کو ہر ماہ اجرت دی جاتی ہے۔ ایسے پیشوں میں مزدور کی کارکردگی کے مطابق اجرت نہیں دی جاتی بلکہ ہر مزدور کو ایک ہی قسم کی اجرت دی جاتی ہے۔ مثلاً پرائمری اسکول کے تمام اساتذہ کو ایک ہی قسم کی اجرت دی جاتی ہے۔ ماہانہ اجرت، ادا کرتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کس اُستاد کی کارکردگی کتنی ہے۔ کارکرد اور غیر کارکرد استاد کو یکساں طور پر ماہانہ اُجرت دی جاتی ہے۔

III سود

اشیا کی پیداوار کے دوران سرمایہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ سرمایہ کی خدمات حاصل کرنے کے بدلے میں سرمایہ کے مالک کو جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے وہ سود کہلاتا ہے۔ اشیا کی پیداوار کے دوران سرمایہ استعمال کرنے سے منتظم کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، اور آمدنی کا کچھ حصہ سرمایہ کی خدمت کے بدلے میں ادا کرتا ہے۔ اگر قرض لینے والا اس رقم کو اشیائے ضروری یا اشیائے صرف پر خرچ کرتا ہے تو اس کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ لیکن قرض فراہم کرنے والا اس سے محروم رہتا ہے اس لیے قرض فراہم کرنے والے کو سود ادا کیا جاتا ہے۔

پروفیسر مارشل کے مطابق کسی بازار میں سرمایہ استعمال کرنے کے بدلے میں جو قیمت ادا کی جاتی ہے اُسے سود کہتے ہیں۔

سود کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (1) خالص سود (NET INTEREST) اور (2) خام سود (GROSS INTEREST) خالص سود خام سود کا ایک جزو ہے۔ اس لیے خام سود کے بارے میں مطالعہ کافی ہے۔

خام سود

قرض حاصل کرنے والا قرض دینے والے کو جو سود ادا کرتا ہے اس کو خام سود کہتے ہیں۔ خام سود میں حسب ذیل عناصر شامل رہتے ہیں۔

(a) خالص سود

صرف سرمایہ استعمال کرنے کے بدلے میں جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے وہ خالص سود کہلاتا ہے۔ حکومتی تمسکات اور حکومتی قرض سے خالص سود حاصل ہوتا ہے۔ مقام کے لحاظ سے اور افراط کے لحاظ سے خالص سود میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اگر سرمایہ نقل پذیر ہو تو خالص سود میں یکسانیت رہتی ہے۔

(b) نقصان کا بیمہ

قرض حاصل کرنے والے چند افراد قرض واپس نہیں کرتے۔ اس لیے قرض دینے والے قرض لینے والوں سے خالص سود سے زیادہ وصول کرکے اس قسم کے نقصان کو پورا کرتے ہیں۔ نقصان کے مقابلے کا بیمہ خام سود میں شامل رہتا ہے۔ مارشل کے مطابق نقصان دو طریقہ کا ہوتا ہے۔ (۱) تجارتی نقصان (۲) انفرادی نقصان (PERSONAL RISK) اشیا کی طلب میں کمی کی وجہ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے حالات میں قرض لینے والا قرض واپس نہیں کرسکتا۔ چند قرض حاصل کرنیوالے افراد عموماً قرض واپس نہیں کرتے۔ قرض دینے والے کو اس قسم کے غیر یقینی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہونے والے نقصان کی رقم خام سود میں شامل رہتی ہے۔

(c) مزدوروں کی اجرتیں

قرض کا کاروبار چلانے کے لیے انتظامی عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً منیجر، منشی، محاسب، ٹائپسٹ وغیرہ۔ اس عملے کی اجرتوں کی مالیت کو خام سود میں شامل کیا جاتا ہے۔

(d) دشواری

قرض دینے والے کو مختلف دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً قرض دینے کے بعد اس کو ایک مدت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس عرصہ میں اس کو کئی ایسے مواقع

حاصل ہوسکتے ہیں جس سے وہ قرض دی ہوئی رقم سے زیادہ نفع حاصل کرسکتا تھا. لیکن وہ ایسے مواقع سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا. اس کی کوئی نہ کوئی مالیت ہوتی ہے. دشواری کی مالیت خام سود میں شامل رہتی ہے.

زری سود کی شرح اور حقیقی سود کی شرح

زری سود کی شرح فی صد میں ظاہر کرتے ہیں. حقیقی سود کی شرح تمسکات (ASSETS. یا BONDS) سے حاصل ہونے والے سود کو ظاہر کرتی ہے.

فرض کیجیے کہ ایک شخص /100 روپے قرض پر 5 فی صد سود ادا کر رہا ہے تو زری سود اور حقیقی سود میں کوئی فرق نہیں ہوتا. زری سود اور حقیقی سود دس فی صد کہلاتے ہیں.

فرض کیجیے کہ 100 روپے کے حکومتی تمسکات پر 5 فی صد سود ادا کیا جاتا ہے. بازار میں ایک سو روپے کا تمسک اگر ایک سو روپے میں ہی مل رہا ہے تو زری سود اور حقیقی سود پانچ روپے ہوگا. لیکن اگر /100 روپے کا تمسک /80 روپے میں فروخت کیا جارہا ہے تو اس وقت زری سود 5 فی صد ہوگا اور حقیقی سود 6.25 فی صد ہوگا. (یعنی $\frac{100}{80} \times 5 = 6.25$) یعنی حکومتی تمسکات پر آمدنی کا فی صد مستقل ہو تو /80 روپے پر 5 روپے آمدنی حاصل ہوتی ہے، اور /100 روپے پر 6.25 روپے آمدنی حاصل ہوتی ہے. تمسکات کی قدر قائم رہے اور ان کی قیمت میں اضافہ ہو تو سود کی شرح گھٹتی ہے. تمسکات کی قیمت میں کمی سے سود کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً /100 روپے کی مالیت کا تمسک بازار میں /120 روپے کا فروخت ہوگا تو اس پر 5 فی صد آمدنی حاصل ہونے کے لیے حقیقی سود $\frac{100 \times 5}{120} = 4.16$ فی صد ہوگا.

شرح سود کا تعین

کلاسیکی نظریہ کے مطابق شرح سود کا تعین سرمایہ کی طلب اور رسد کے توازن سے ہوتا ہے. اس نظریہ کے مطابق سرمایہ کی رسد بچت پر اور سرمایہ کی طلب سرمایہ کی مختتم پیداواری پر منحصر ہوتی ہے.

قابل قرض فنڈ کے نظریہ کے مطابق شرح سود کا تعین قابل قرض فنڈ کی طلب ورسد کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اس فنڈ کی طلب آجر، صارفین اور حکومت کی جانب سے کی جاتی ہے اور اس کی رسد بھی طلب کی طرح آجرین، صارفین اور حکومت کی جانب سے کی جاتی ہے۔ اس طرح اس نظریے کے مطابق شرح سود کا تعین اسی نقطہ پر ہوگا جہاں طلب اور رسد ایک دوسرے کے برابر ہو جائیں۔

پروفیسر جے ایم کینز کے نظریہ ترجیح نقد (LIQUIDITY PREFERENCE) کے مطابق تخمینی کاروبار کے لیے زر کی طلب اور زر کی رسد میں یکسانیت سے شرح سود کا تعین ہوتا ہے۔

IV منافع

منتظم چوتھا عامل ہے جو دیگر تین عاملین یعنی زمین، مزدور اور سرمایہ کو یکجا کر کے اشیا کی پیداوار کرتا ہے۔ زمین کی خدمات کے بدلے میں لگان، مزدور کی خدمات کے بدلے میں اجرت اور سرمایہ کی خدمات کے بدلے میں سود ادا کیا جاتا ہے۔ لگان، اجرت اور سود ادا کرنے کے بعد جو رقم بچتی ہے وہ منتظم کا منافع کہلاتی ہے۔ منافع کی تعریف متعین نہیں ہے بلکہ اس میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جس کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

پروفیسر ہالے کے مطابق منافع منتظم کو خطرہ برداشت کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ منتظم کئی قسم کے خطرات برداشت کرتا ہے۔ مثلاً قیمتوں میں کمی، طلب میں کمی، آگ کا حادثہ، متبادل اشیا کا وجود، مزدوروں کی ہڑتال وغیرہ۔ پروفیسر ہالے کے مطابق ان خطرات اور غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے منتظم کو منافع انعام کے طور پر حاصل ہوتا ہے۔

پروفیسر نائیٹ کے مطابق منتظم کو غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے منافع حاصل ہوتا ہے۔ پروفیسر نائیٹ کے مطابق منتظم دو قسم کے خطرے برداشت کرتا ہے۔ (1) ایسے خطرات جن کا بیمہ کروایا جاسکتا ہے۔ مثلاً آگ کا حادثہ وغیرہ اور (2) ایسے خطرات جن کا بیمہ نہیں کرایا جاسکتا۔ مثلاً طلب میں کمی، قیمتوں میں کمی، فیشن

میں تبدیلی، حکومت کی مداخلت، کساد بازاری وغیرہ، ایسے خطرات ہیں جن کا بیمہ نہیں کرایا جاسکتا۔ وہ غیر یقینی حالات کہلاتے ہیں۔ انہی غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے منتظم کو منافع حاصل ہوتا ہے۔ غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کی جتنی زیادہ صلاحیت منتظم میں ہوگی اس کو اتنا ہی زیادہ منافع حاصل ہوگا۔

پروفیسر شوم پیٹر کے مطابق منافع اختراع کا معاوضہ ہے۔ تکنیکی ترقی، اشیا کی پیداوار کا نیا طریقہ (جس سے مصارف میں کمی ہو) دریافت ہونے سے منتظم کو منافع حاصل ہوتا ہے۔

پروفیسر جے بی کلارک کے مطابق صرف حرکی معیشت - (DYNAMIC ECONOMY) میں منافع حاصل ہوتا ہے اور جامد معیشت (STATIC-ECONOMY) میں منافع حاصل نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ منافع کی تعریف اور اس کے تعین کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ لیکن عام طور پر زمین پر لگان، مزدور کو اجرت اور سرمایہ پر سود ادا کرنے کے بعد بچی ہوئی رقم کو منافع کہتے ہیں۔ کسی فرم میں تیار کی گئی اشیا کو فروخت کرنے سے حاصل ہونے والی مجموعی آمدنی سے مجموعی لاگت منہا کرنے سے منتظم کا منافع حاصل ہوتا ہے۔

فرض کیجیے کسی فرم میں سالانہ 20,000 قلم بنائے جاتے ہیں اور ایک قلم کی قیمت /5 روپے ہے۔

مجموعی آمدنی = تیار کیے گئے قلموں کی تعداد × ایک قلم کی قیمت

روپے 1,00,000 = 20,000 × 5 روپے، ایک لاکھ روپے ہوگی۔

مصارف پیداوار

1۔ کارخانے کی عمارت کا لگان	=	15,000.00 روپے
2۔ مزدوروں کی اجرت	=	45,000.00 روپے
3۔ سرمایہ پر سود	=	10,000.00 روپے
4۔ دیگر اخراجات	=	5,000.00 روپے
مجموعی لاگت	=	75,000.00 روپے

مجموعی آمدنی	1,00,000.00 روپے
مجموعی لاگت	- 75,000.00 روپے
مجموعی منافع	25,000.00 روپے

منافع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1)۔ خام منافع (2)۔ خالص منافع

(1) خام منافع

مجموعی آمدنی میں سے مجموعی لاگت کو منہا کرنے سے خام منافع حاصل ہوتا ہے۔ خام منافع میں خالص منافع کے علاوہ حسب ذیل عناصر شامل رہتے ہیں۔

(a)۔ منتظم کے ذاتی سرمائے کا سود

اشیا کی پیداوار کے لیے منتظم اپنا ذاتی سرمایہ لگاتے ہیں۔ ذاتی سرمایہ لگانے کے بجائے اگر منتظم کسی مالی ادارے سے قرض حاصل کرتا تو اس پر سود ادا کرنا پڑتا۔ اس لیے خام سود میں منتظم کے ذاتی سرمایہ کا سود شامل رہتا ہے۔

(b)۔ منتظم کی ذاتی زمین کا لگان

منتظم ذاتی زمین میں کارخانہ لگا سکتا ہے۔ اگر وہ کوئی عمارت کارخانے کے لیے کرائے پر لیتا تو اس کو عمارت کا لگان ادا کرنا پڑتا۔ اس لیے خام منافع میں منتظم کی ذاتی عمارت کا لگان شامل رہتا ہے۔

(c)۔ منتظم کی اُجرت

منتظم بھی مزدور یا منیجر کی حیثیت سے کام کر سکتا ہے۔ اگر یہی کام دوسرے کسی کارخانے میں کرتا تو اس کو اجرت حاصل ہو سکتی تھی۔ اس لیے خام منافع میں منتظم کی اُجرت بھی شامل رہتی ہے۔

(d)۔ فرسودگی

اشیا کی پیداوار کے دوران مشینیں اور آلات استعمال کیے جاتے ہیں۔ مشین اور آلات کی مالیت گھٹتی ہے۔ اس کو فرسودگی کہتے ہیں۔ خام منافع میں فرسودگی شامل رہتی ہے۔ اس کے علاوہ بیمہ کی اقساط اور حکومت کو ادا کیے جانے والے ٹیکس خام منافع میں شامل رہتے ہیں۔

(e) اجارہ کے تحت غیر معمولی منافع

اجارہ کی صورت میں اشیا کی قلت جنگ کے حالات اور چور بازاری کی وجہ سے منافع میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے۔ خالص منافع کو معلوم کرنے کے لیے خام منافع میں سے اس قسم کے غیر معمولی منافع کو منہا کیا جاتا ہے۔

(2) خالص منافع

عاملِ پیداوار کی حیثیت سے منتظم کو جو معاوضہ حاصل ہوتا ہے وہ خالص منافع کہلاتا ہے۔ منتظم دیگر تین عاملینِ پیداوار کو یک جا کر کے اشیا کی پیداوار کرتا ہے۔ اشیا کی پیداوار اور فروخت کے دوران کئی خطروں اور غیر یقینی حالات کا سامنا کرتا ہے۔ اس کے بدلے میں اس کو جو معاوضہ حاصل ہوتا ہے وہ خالص منافع کہلاتا ہے۔

خالص منافع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الف) معمولی منافع　　　　(ب) غیر معمولی منافع

(الف) معمولی منافع

منتظم کو اشیا کی پیداوار اور انتظام کا جو معاوضہ حاصل ہوتا ہے وہ معمولی منافع کہلاتا ہے۔ دیگر تین عاملینِ پیداوار کی لاگت کی طرح یہ بھی مصارفِ پیداوار میں شامل رہتا ہے۔ کسی فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت کے برابر ہونے سے فرم کو یا منتظم کو معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔

(ب) غیر معمولی منافع

جب کسی فرم کی اوسط آمدنی اوسط لاگت سے بڑھ جاتی ہے تو فرم کو یا منتظم کو غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے۔ منتظم کو اشیا کی پیداوار اور انتظام کی لاگت سے زیادہ منافع حاصل ہو تو اس کو غیر معمولی منافع کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دیگر تین عاملینِ پیداوار کا معاوضہ مستقل ہوتا ہے جبکہ منتظم کے لیے نفع یا نقصان دونوں ہی کے امکانات رہتے ہیں۔ منتظم کا معاوضہ مستقل نہیں ہوتا۔ اگر مجموعی آمدنی مجموعی لاگت سے زیادہ رہے گی تو منتظم کو منافع حاصل ہوگا۔ اس کے برخلاف مجموعی لاگت مجموعی آمدنی سے زیادہ رہے گی تو منتظم کو نقصان ہوگا۔

(ساتواں باب)

زر اور بنک کاری

زر ایک ذریعہ مبادلہ ہے۔ زر کے ذریعے انسان اشیا اور خدمات خرید سکتا ہے۔ زر کی ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد موجودہ شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ پرانے زمانے میں جب زر ایجاد نہیں ہوا تھا اشیا کے بدلے میں اشیا حاصل کی جاتی تھیں۔ اشیا کے بدلے میں اشیا حاصل کرنے کو بارٹر کا طریقہ کہتے ہیں۔ سماجی اور معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ جب انسانی احتیاجات اور پیداوار میں اضافہ ہوا تو اشیا کے بدلے میں اشیا حاصل کرنے میں کئی قسم کی مشکلات پیش آنے لگیں جس کے نتیجے میں زر دریافت کیا گیا۔

بارٹر سسٹم کی خامیاں

(DEFECTS OF BARTER SYSTEM)

1۔ بارٹر سسٹم میں ایک ہی وقت میں دو افراد کی احتیاجات کا ایک دوسرے کے لیے موزوں ہونا ضروری ہے (DOUBLE CO-INCIDENCE OF WANTS) فرض کیجیے کہ ایک شخص ہل کے بدلے میں گیہوں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر دوسرے شخص کے پاس گیہوں ہو اور وہ اس کے بدلے میں ہل خریدنا چاہتا ہو تب ہی دونوں کی خواہشات کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف پہلا شخص اگر ہل کے بدلے میں گیہوں کے بجائے کوئی دوسری شے خریدنا چاہتا ہے یا دوسرا شخص گیہوں کے بدلے میں ہل کی بجائے کوئی اور شے خریدنا چاہتا ہو تو مبادلہ (EXCHANGE) ممکن نہ ہو سکے گا۔ یہ بارٹر سسٹم کی ایک

نمایاں خامی ہے۔

2۔ بارٹر سسٹم میں قابلِ قبول قدر و قیمت کا پیمانہ نہیں پایا جاتا۔ اس لیے اشیا کی قدر و قیمت کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مبادلہ میں کسی کو فائدہ ہو سکتا ہے اور کسی کو نقصان۔

3۔ بارٹر سسٹم کی صورت میں ایسی اشیا جن کی تقسیم ممکن نہیں۔ مثلاً مکان، کار، جانور وغیرہ۔ ان کے بدلے میں کم مالیت کی اشیا مثلاً نمک، سوئی وغیرہ کا مبادلہ ممکن نہیں ہے۔

4۔ بارٹر سسٹم کی ایک اور خامی یہ ہے کہ اس میں ذخیرۂ قدر مشکل ہو جاتا ہے۔ اشیا کو طویل مدت تک ذخیرہ کرکے رکھنے سے ان کی مالیت گھٹ جاتی ہے، اور زیادہ جگہ گھر جاتی ہے۔

بارٹر سسٹم میں ملتوی شدہ ادائیگی کا پیمانہ نہیں پایا جاتا۔ مستقبل کی ادائیگی کے معاہدے اشیا کی شکل میں ممکن نہیں۔

زر کا ارتقا

(EVOLUTION OF MONEY)

بارٹر سسٹم میں اشیا زر کے فرائض انجام دیتی رہی ہیں۔ اس کے بعد سونا، چاندی لوہا، ہاتھی کے دانت، چرم وغیرہ زر کے فرائض انجام دینے لگے۔ آج کے دور میں کاغذی نوٹ زر کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ بنک کاری کے عام ہو جانے سے زر کے علاوہ چیک، ڈرافٹ وغیرہ (جس کو بنک کا زر کہتے ہیں) بھی زر کے طور پر مبادلہ کی غرض سے استعمال ہوتے ہیں۔ صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک میں جملہ مقدارِ زر کی تقریباً 70 فی صد بنک زر (BANK MONEY) کی شکل میں پایا جاتا ہے۔

کاغذی زر (PAPER MONEY) پوری دنیا میں عام ہے۔ آج کے دور میں مبادلے کے طور پر زر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ زر نہ تو اشیائے صرف ہے اور نہ ہی اشیائے اصل۔ بلکہ زر صرف ایک مبادلہ کی شے ہے۔ ماہرینِ معاشیات زر کی تعریف کئی طرح کرتے ہیں۔ پروفیسر واکر کے مطابق زر کا کام کرنے والی ہر چیز زر

کہلاتی ہے۔ کراؤتھر کے مطابق ایسی شے جو مبادلہ کے لیے قابلِ قبول ہو اور قدر کو ناپنے کی صلاحیت رکھتی ہو، زر کہلاتی ہے۔ ڈی ایچ رابرٹسن کے مطابق اشیا کی خرید کے لیے جس چیز کو استعمال کیا جاتے یا مختلف کاروبار میں مبادلہ کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاتے وہ زر کہلاتا ہے۔ آر۔ ایس۔ سیرس کے مطابق قرض کی ادائیگی کے قابل قبول ذریعے کو زر کہتے ہیں۔

زر کے کام (FUNCTIONS OF MONEY)

زر کے کاموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

(۱) سکونی کام (STATIC) اور (۲) حرکی کام (DYNAMIC)

(۱) سکونی کام یا فرائض

(الف) مبادلہ کا ذریعہ

زر مبادلہ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ زر کا اولین فرض ہے۔ اشیا اور خدمات زر کے ذریعے خریدے اور فروخت کیے جاتے ہیں۔ اشیا کی فروخت سے زر کی شکل میں جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ دوسری اشیا کی خریداری پر صرف کی جاتی ہے مثلاً ایک بڑھئی اپنے بنائے ہوئے ہل PLOUGH کو زر کے بدلے میں فروخت کرتا ہے اور اس زر سے اپنی ضروریات کی اشیا خریدتا ہے۔ اسی طرح ایک کسان گیہوں زر کے بدلے میں فروخت کرتا ہے اور اس زر سے دوسری اشیا خریدتا ہے۔ یہاں پر بارٹر سسٹم کی طرح دو افراد کی متبادل احتیاجات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہر قسم کی ادائیگی اور مبادلہ زر کی شکل میں ہوجاتا ہے۔ عاملین پیداوار یعنی زمین، مزدور اور سرمایہ کی خدمات کی ادائیگی زر کی شکل میں ہوجاتی ہے۔

(ب) قدر کا پیمانہ

زر صرف مبادلہ کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اشیا اور خدمات کی قدر کو ناپنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اشیا اور خدمات کی قدر کو زر کی شکل میں ظاہر کرنے کو قیمت کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شے کی قیمت دس روپے ہے یعنی اس شے کی قدر دس روپے کے برابر ہے۔ اشیا اور خدمات زر کے بدلے میں خرید و فروخت کیے جانے کی وجہ سے ان کی

قیمت مقرر ہو جاتی ہے۔

(ج)، ذخیرہ قدر

زر ذخیرۂ قدر کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ زر کی ایجاد سے پہلے اشیا کا ذخیرہ کیا جاتا تھا۔ اشیا کا ذخیرہ کرنے سے ان کی مالیت گھٹتی ہے اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے زر اپنے اندر قدر و قیمت کی برقراری کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لیے لوگ قوتِ خرید کو محفوظ کرنے کے لیے زر کے ذخیرے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر زر کی قوتِ خرید میں تبدیلی نہ ہو تو ذخیرہ کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

(د)، ملتوی شدہ ادائیگی کا پیمانہ

بارٹر سسٹم میں مستقبل کی ادائیگی مشکل تھی۔ لیکن زر کی وجہ سے یہ کام آسان ہو گیا ہے۔ موجودہ معاہدے کے مطابق مستقبل کی ادائیگی زر کی شکل میں ہوتی ہے۔ مستقبل میں کوئی شے کس قیمت پر فروخت کرنی چاہیئے، اس کا معاہدہ آج بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح زر مستقبل میں ملتوی شدہ ادائیگی کا اہم ذریعہ ہے کیونکہ زر عام طور پر قابلِ قبول ہوتا ہے اور عام قدر و قیمت کا پیمانہ ہے۔

(ہ)، قدر کی تبدیلی کا ذریعہ

ایک مقام پر پائی جانے والی مستقل جائیداد یعنی زمین، مکان، مشین وغیرہ زر کے بدلے میں فروخت کر کے کسی دوسرے مقام پر جائیداد خریدی جا سکتی ہے۔ اس کو قدر کی تبدیلی کا ذریعہ کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا کام زر کے سکونی فرائض کہلاتے ہیں۔ اگر زر قیمتوں کے نظام کے ذریعے معاشی حالات پر اثر انداز نہ ہو تو اس کو زر کے سکونی فرائض کہتے ہیں۔ اس کے برخلاف زر قیمت کے نظام کے ذریعے معاشی حالات پر اثر انداز ہو تو اس کو زر کے حرکی فرائض کہتے ہیں۔

زر کے حرکی کام

آزاد معیشت (FREE ENTERPRISE ECONOMY) میں اشیا کی پیداوار اور تقسیم قیمت کی بنیاد پر کی جاتی ہے قیمت کا نظام ہی اشیا کی پیداوار اور صرف کا تعین کرتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں معاشی ترقی یا معاشی پستی قیمتوں کے

نظام پر منحصر ہوتی ہے۔

زر کی قوتِ خرید میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اس تبدیلی سے اشیا کی قیمتوں میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔ اگر زر کی قدر میں اضافہ ہوگا تو قیمتوں میں کمی ہوگی۔ زر کی قدر میں کمی سے اشیا اور خدمات کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ قیمتوں میں تبدیلی سے معاشی ترقی متاثر ہوتی ہے۔ افراطِ زر (INFLATION) کے حالات میں چونکہ زر کی قدر میں کمی ہوجاتی ہے اس لیے معاشی ترقی پر بُرا اثر پڑتا ہے اور سماج کا غریب طبقہ بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔ کساد بازاری کے حالات میں چونکہ قیمتوں میں کمی ہوجاتی ہے اس لیے پیداوار روزگار کے مواقع اور آمدنی گھٹ جاتے ہیں اور معیشت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

زر ملک کے وسائل کو بہتر طور پر استعمال کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ وسائل کو بہتر طور پر استعمال کرنے سے روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ آمدنیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے۔ اس لیے زر معاشی ترقی میں معاون یا رکاوٹ بنتا ہے۔

آج کے دور میں ہر ملک کی حکومت معاشی معاملات میں مداخلت کررہی ہے۔ ملک میں پائے جانے والے وسائل کو بہتر طور پر استعمال کرکے زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہر حکومت کا اولین فرض ہے۔ حکومتوں کے اس فرض کی ادائیگی میں زر معاون بنتا ہے۔ ٹیکس اور قرض کے ذریعے حکومت کو حاصل ہونے والی آمدنی وسائل کے استعمال کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لیے خسارہ بجٹ (DEFICIT FINANCING) کے ذریعہ زائد زر فراہم کیا جاتا ہے جس سے پیداوار اور روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔

زر کی طلب

اشیا کی طلب اور زر کی طلب میں فرق پایا جاتا ہے۔ چاول، گیہوں، کپڑا وغیرہ میں انسانی احتیاجات کو راست طور پر تکمیل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ مشین، آلات وغیرہ جیسی اشیائے اصل پیداوار میں اضافہ کرنے میں معاون

ثابت ہوتے ہیں۔ زر نہ تو اشیائے صرف میں شامل ہے اور نہ ہی اشیائے اصل میں۔ زر صرف ایک مبادلہ کی شے ہے۔ چونکہ اشیا اور خدمات کے خریدنے میں زر معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے زر کی طلب کی جاتی ہے۔

سکونی حالات میں زر کی طلب

سکونی حالات میں معیشت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ کسی بھی تبدیلی کا پہلے ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سکونی معیشت میں زر کی طلب اور قومی آمدنی کے درمیان مستقل تعلق پایا جاتا ہے۔ تجارتی کاروبار کے لیے طلب کیے جانے والا زر مبادلہ کے ذریعہ کے طور پر اشیا کی خرید و فروخت میں مدد دیتا ہے۔ قومی آمدنی میں جس تناسب سے تبدیلی ہوتی ہے اسی تناسب سے زر کی طلب میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔ عوام قوت خرید کو محفوظ کرنے کے لیے زر کو ترجیح دیتے ہیں۔ زر کی طلب اس لیے بھی ہے کہ زر کو نقد شکل میں رکھا جا سکتا ہے، اور زر کے بدلے میں کسی بھی قسم کی دولت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس لیے لوگ ترجیح نقد کی بنا زر طلب کرتے ہیں۔

حرکی حالات میں زر کی طلب

حرکی معیشت میں کئی تبدیلیاں ہوتی ہیں چونکہ یہ تبدیلیاں مستقل نہیں ہوتیں اس لیے ان تبدیلیوں یا ان کے نتائج کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ حرکی حالات میں زر کی طلب اور قومی آمدنی کے تعلق میں تبدیلی ہوتی ہے۔ قیمتوں میں تبدیلی کی وجہ سے زر کی طلب میں تبدیلی ہوتی ہے۔ افراطِ زر کے حالات میں زر کی قوت خرید گھٹتی ہے اس لیے لوگ زر کو نقد کی شکل میں رکھنے کے بجائے اشیا خریدتے ہیں۔ ایسے حالات میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے لیکن قومی آمدنی میں زر کی طلب کا فیصد گھٹتا ہے۔ اشیائے صرف اور اشیائے اصل پر زیادہ خرچ کرنے سے ذخیرہ زر کی طلب میں کمی ہوتی ہے۔

اگر زر کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوگا تو ذخیرۂ زر کی طلب میں بھی اضافہ ہوگا۔ کساد بازاری کے حالات میں ذخیرۂ زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے

نقد پذیری

پروفیسر جے ایم کینز کے مطابق لوگ تین وجوہات کی بنا پر نقد کی شکل میں زر کی طلب کرتے ہیں۔

(1) روزمرہ کے لین دین کے لیے (TRANSACTION MOTIVE)

(2) مستقبل میں پیش آنے والے غیر یقینی حالات کا سامنا کرنے کے لیے (PRECAUTIONARY MOTIVE).

(3) تخمینی کاروبار کے لیے (SPECULATIVE MOTIVE)

(1) روزمرہ کے لین دین

لوگ اپنے روزمرہ کے اخراجات کے لیے زر نقد کی شکل میں رکھنا چاہتے ہیں۔ صارفین یا منتظمین کو ہر روز آمدنی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے آمدنی کا کچھ حصہ نقد کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ منتظم کو کارخانے کے روزمرہ کے اخراجات، عارضی ملازمین کی روزانہ اجرت کی ادائیگی وغیرہ کے لیے نقد رقم اپنے ہاتھ میں رکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح سے صارفین کو روزمرہ کی ضروریات کی اشیا خریدنے کے لیے نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ روزمرہ کے اخراجات کے لیے کتنا زر طلب کرتے ہیں، یہ ان کی آمدنی اور وقفۂ آمدنی پر منحصر ہوتا ہے۔ پیداوار، روزگار اور قیمتوں میں اضافہ سے تجارتی کاروبار میں اضافہ ہوتا ہے اور طلب کی جانے والی زر کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔

(2) غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے

افراد اور فرمیں مستقبل میں پیش آنے والے غیر یقینی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے بھی زر نقد کی شکل میں طلب کرتے ہیں جس میں اچانک بیماری، آگ کا حادثہ، آمدورفت کے دوران حادثہ وغیرہ شامل ہیں۔ افراد یا فرمیں اپنی اپنی آمدنی کے مطابق اس مقصد کے لیے زر طلب کرتے ہیں۔

(3) تخمینی کاروبار

افراد اور فرمیں تمسکات کی قیمتوں میں تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے اپنی آمدنی کا کچھ حصہ نقد شکل میں رکھتے ہیں۔ اگر مستقبل میں تمسکات کی قیمتوں میں اضافہ کا رجحان پایا جائے تو افراد اور فرمیں مستقبل میں نفع کمانے کے لیے کم قیمت

پر تمسکات خریدتے ہیں۔ اس کے برخلاف مستقبل میں تمسکات کی قیمتوں میں کمی کا رجحان پایا جاتے تو لوگ نقد کی شکل میں زر رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر افراد یا فرمس زر کو نقد حالت میں رکھنا چاہیں تو تمسکات کی قیمت میں اضافہ ہوگا، اور شرح سود میں کمی۔ اس کے برخلاف تمسکات کی قیمت میں کمی سے شرح سود میں اضافہ ہوگا۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص ایک سو روپے کا بانڈ خریدتا ہے جس پر سالانہ پانچ فی صد سود مل رہا ہے۔ اگر بازار میں سود کی شرح گھٹ کر چار فی صد ہو جاتے تو تمسک کی بازار قیمت بڑھ کر /125 روپے ہو جاتے گی (/125 = $\frac{100 \times 5}{4}$) اسی طرح شرح سود میں کمی سے تمسکات کی قدر میں اضافہ اور شرح سود میں اضافہ سے تمسکات کی قدر میں کمی ہوتی ہے۔ تمسکات کی قیمتوں میں اضافہ سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے افراد اور فرمیں نقد کی شکل میں زر کی طلب کرتے ہیں۔

زر کی رسد

زر کی رسد ملک کے عوام اور تجارتی اداروں کے پاس موجود کل مقدار زر کو ظاہر کرتی ہے۔ حکومتی خزانے میں پایا جانے والا زر، تجارتی بنک میں پائے جانے والے زری محفوظات اور مرکزی بنک کا مقدار زر کل زر کی رسد میں شامل نہیں کیا جاتا۔ زر کی رسد میں دو عناصر شامل ہیں۔

(الف) ریزرو بنک جاری کردہ کاغذی زر اور سکے جو چلن میں ہیں۔

(ب) تجارتی بنک کا بنکی زر یعنی چیک (CHEQUES) کے ذریعے ڈپازٹ زر بنک سے حاصل کیا جاتا ہے۔

ایسے عناصر جو زر کی رسد میں شامل نہیں رہتے وہ (۱) تجارتی بنک کے پاس پایا جانے والا نقد زر۔

(۲) مرکزی بنک میں زر کی شکل میں پایا جانے والا سونا زر کی رسد میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ یہ صرف گردش میں پائے جانے والے زر کی ضمانت کی حیثیت سے رکھا جاتا ہے۔

(۳) حکومت کے پاس اور ریزرو بنک کے پاس پایا جانے والا نقد کا ذخیرہ زر کی رسد میں شامل نہیں کیا جاتا۔

زر کی رسد کے ذرائع (SOURCES OF MONEY SUPPLY)

کسی ملک میں زر کی رسد کے تین ذرائع ہوتے ہیں:

(۱) مرکزی بنک (۲) حکومتی خزانہ (۳) تجارتی بنک

(۱) مرکزی بنک - زر کی رسد

زر کی رسد کے تعین میں مرکزی بنک کو زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ کرنسی نوٹ اور سکہ تیار کرتا ہے۔ اس قسم کے کرنسی نوٹ اور سکہ قانونی زر کہلاتے ہیں۔

(۲) حکومتی خزانہ - زر کی رسد

حکومت زر کی رسد میں اضافہ یا کمی کر سکتی ہے۔ عوام سے زیادہ ٹیکس وصول کرنے سے عوام کے پاس زر کی مقدار گھٹتی ہے۔ اسی طرح عوام سے زیادہ قرض حاصل کرنے سے بھی زر کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس کے برخلاف ٹیکس میں کمی کرنے یا عوام سے قرض حاصل نہ کرنے سے زر کی رسد میں زیادتی ہوتی ہے۔

حکومتی اخراجات زر کی رسد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ حکومتی اخراجات میں اضافہ ہوگا تو زر کی رسد میں بھی اضافہ ہوگا۔ حکومتی اخراجات میں کمی کرنے سے زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے۔ ٹیکس اور قرض کے ذریعے جو مالیہ حاصل ہوتا ہے وہ اگر حکومتی اخراجات کے لیے ناکافی ہوگا تو حکومت مرکزی بنک کو تمسکات فروخت کرے گی۔ ان تمسکات کی بنیاد پر مرکزی بنک نئے نوٹ چھاپ کر حکومت کو فراہم کرتا ہے۔

حکومت کے تمسکات بازار میں فروخت کرنے سے تجارتی بنکوں میں نقد کے ذخیرے میں کمی ہو جاتی ہے اور زر کی رسد کم ہو جاتی ہے۔ اگر حکومت بنکوں میں پائے جانے والے تمسکات خریدے گی تو زر کی رسد بڑھ جاتی ہے۔

حکومت خسارہ بجٹ کے ذریعے زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے۔

(۳) تجارتی بنک - زر کی رسد (COMMERCIAL BANKS MONEY SUPPLY)

تجارتی بنک زر کی رسد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ملک کا مرکزی بنک قانونی زر تیار کرتا ہے۔ تجارتی بنک، بنک زر کے ذریعے زر کی رسد میں اضافہ یا کمی کرتے

ہیں۔ عوام کسی نہ کسی شکل میں زر محفوظ رکھتے ہیں اور چیک کے ذریعے بنکوں سے نقد زر حاصل کرتے ہیں۔ عوامی ڈپازٹ کی بنیاد پر بنک کئی افراد کو قرض فراہم کرتے ہیں اس قسم کے قرض کا نقد شکل میں دینا ضروری نہیں ہے جس شخص کو قرض دینا ہوتا ہے اس کے کھاتے میں رقم جمع کی جاتی ہے اور اس شخص کو چیک بک دے دی جاتی ہے چیک کے ذریعے وہ شخص اپنے کھاتے سے جمع کردہ رقم حاصل کرسکتا ہے۔ بنکوں کے عوام کو زیادہ قرض جاری کرنے سے زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف قرض کی مقدار میں کمی کرنے سے زر کی رسد میں کمی ہو جاتی ہے۔

تجارتی بنک اور بنک زر کا وجود

بنکوں کے قرضے سے ڈپازٹس وجود میں آتے ہیں۔ عوام زر کو بنکوں میں جمع کرتے ہیں، اس کو بنیادی ڈپازٹس (PRIMARY DEPOSITS) کہتے ہیں۔ ان ڈپازٹس کی بنیاد پر بنک قرض فراہم کرتے ہیں۔ بنکوں کے قرضے سے ڈپازٹس وجود میں آتے ہیں۔ اس قسم کے ڈپازٹس کو ماخوذ ڈپازٹس (DERIVED DEPOSITS) کہتے ہیں۔ ماخوذ ڈپازٹس میں اضافہ سے زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ ماخوذ ڈپازٹس میں کمی سے زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے۔ قرض حاصل کرنے کے بدلے میں عوام بنکوں کو جو حکومتی تمسکات (TREASURY BILLS) ہنڈی (BILLS OF EXCHANGE) یا جائیداد کے کاغذات وغیرہ ضمانت کے طور پر دیتے ہیں۔ وہ زر نہیں کہلاتے۔ لیکن بنک جو چیکس یا ڈرافٹ وغیرہ جاری کرتے ہیں وہ زر کی طرح قابل قبول ہوتے ہیں۔

بنک زر اور اعتبار کے وجود میں آنے کا طریقہ

فرض کیجئے کہ A, B, C, D چار بنک ہیں اور قانونی اعتبار سے ہر ایک بنک کو ڈپازٹس کا 20 فی صد نقد کی شکل میں رکھنا پڑتا ہے۔ اب اگر A بنک کو 1000/ روپے ڈپازٹ حاصل ہوتے ہیں تو اس بنک کا چٹھا (BALANCE SHEET) حسب ذیل ہوگا

بنک 'اے' کا چٹھا

(ASSETS) اثاثہ		(LIABILITIES) ذمہ داری	
نقد	1,000.00 روپے	ڈپازٹ	1000.00 روپے
جملہ	1,000.00 روپے	جملہ	1000.00 روپے

ایک ہزار روپے بنک کو دیا گیا قرض کہلاتا ہے کیونکہ وہ ڈپازٹ کرنے والے کی رقم ہے۔ طلب کرنے پر وہ رقم بنک واپس کرتا ہے۔ اس وقت یہ ایک ہزار روپے بنک کے لیے اثاثہ ہوگا کیونکہ بنک اس رقم کو قرض کے طور پر دے کر اس پر سود حاصل کرتا ہے۔

بنک 'A' 1000 روپے کا 20 فی صد نقد کی شکل میں رکھ کر یعنی (200/- روپے) 800/- روپے قرض پر دیتا ہے۔ اگر 800/- روپے x کو قرض دیا جائے گا تو اس کو بنک کے ذریعے وجود میں لایا گیا ڈپازٹ کہتے ہیں۔ اب بنک 'A' کا چٹھا اس طرح کا ہوگا۔

بنک 'اے' کا چٹھا

(ASSETS) اثاثہ		(LIABILITIES) ذمہ داری	
نقد	200.00 روپے	ڈپازٹ	1000/00 روپے
x کو دیا گیا قرض	800.00 روپے		
جملہ	1000.00 روپے	جملہ	1000.00 روپے

x اگر 800/- روپے 'B' نام کے بنک میں ڈپازٹ کرے گا تو 'B' بنک کا چٹھا اس طرح کا ہوگا

بنک 'B' کا چٹھا

(ASSETS) اثاثہ		(LIABILITIES) ذمہ داری	
نقد	800.00 روپے	نیا ڈپازٹ	800.00 روپے
جملہ	800.00 روپے	جملہ	800.00 روپے

'B' بنک 800 روپے کا 20 فی صد یعنی 160 روپے نقد کی شکل میں رکھ کر 640 روپے 'Y' شخص کو قرض دے گا تو B بنک کا چٹھا اس طرح ہوگا۔

بنک B کا چٹھا

ذمہ داری (LIABILITIES)		اثاثہ (ASSETS)	
ڈپازٹ	800.00 روپے	نقد	160.00 روپے
		کو دیا گیا قرض	640.00 روپے
جملہ	800.00 روپے	جملہ	800.00 روپے

اگر 'Y' 640.00 روپے 'C' نام کے بنک میں ڈپازٹ کرے گا تو C بنک کا چٹھا حسب ذیل طرز کا ہوگا۔

بنک 'C' کا چٹھا

ذمہ داری (LIABILTIES)		اثاثہ (ASSETS)	
نیا ڈپازٹ	640.00 روپے	نیا نقد	640.00 روپے
جملہ	640.00 روپے	جملہ	640.00 روپے

'C' بنک 20 فی صد نقد کی شکل میں رکھ کر بچی ہوئی رقم یعنی 512 روپے Z نام کے شخص کو قرض دے گا۔ اس کا چٹھا حسب ذیل ہوگا۔

بنک C کا چٹھا

ذمہ داری (LIABILITIES)		اثاثہ (ASSETS)	
نیا ڈپازٹ	640.00 روپے	نیا نقد	128.00 روپے
		Z کو دیا گیا قرض	512.00 روپے
جملہ	640.00 روپے	جملہ	640.00 روپے

اگر Z اس رقم کو 'D' بنک میں ڈپازٹ کرے گا تو 'D' بنک 512 روپے کا 20 فی صد نقد کی شکل میں رکھ کر بچی ہوئی رقم یعنی 410 روپے قرض فراہم کریگا۔ A, B, C, D بنکس کے ذریعے وجود میں لائے گئے نئے ڈپازٹس کی جملہ مالیت 4999/- روپے ہوتی ہے۔ (800 + 640 + 512 + 410 + 328) صرف 1000/- روپے ابتدائی ڈپازٹس سے 4999 روپے بنک ڈپازٹ یا قرض کی رقم وجود میں آئی ہے۔ بنک کے ابتدائی ڈپازٹس میں اضافہ سے قرض دینے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے قرض کے زر (CREDIT MONEY) کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے

بنک کے ابتدائی ڈپازٹس میں کمی ہونے سے قرض دینے کی صلاحیت میں کمی ہوتی ہے اور قرض کے زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے۔

بنک کاری (BANKING)

جدید معاشی نظام میں بنک کاری کے ادارے اہم رول ادا کرتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی تجارت کے فروغ میں، معاشی ترقی کے لیے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری اور وسائلِ پیداوار کے استعمال کے لیے قرض کی فراہمی میں بنک اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

بنک کسے کہتے ہیں

ایک شخص یا ادارہ جو زر کے مبادلہ کا کاروبار کرتا ہے وہ بنک کہلاتا ہے۔ کئی ارتقائی منزلوں سے گزر کر آج کا جدید بنک وجود میں آیا ہے۔ 17 ویں صدی میں انگلستان کے سنار عوام سے ڈپازٹ حاصل کرتے تھے۔ عوام سے ڈپازٹ حاصل کر کے ان کو رسید دیتے تھے۔ یہ رسید مبادلہ کا ذریعہ بن گئے تھے۔ سنار عوام کو قرض دیتے تھے اس طرح عوام سے ڈپازٹ حاصل کر کے رسید دینے اور عوام کو قرض فراہم کرنے سے جدید بنک وجود میں آئے۔

پروفیسر آر ایس سیرس کے مطابق بنک ایسے ادارے ہیں جو نہ صرف زر فراہم کرتے ہیں بلکہ زر کی تیاری کرتے ہیں۔ کراؤتھر کے مطابق بنک قرض نہیں دیتے بلکہ قرض حاصل کر کے تجارت کرتے ہیں۔

بنکوں کی قسمیں :

بنک کی چھ قسمیں پائی جاتی ہیں۔

1۔ تجارتی بنک (COMMERCIAL BANK)
2۔ صنعتی بنک (INDUSTRIAL BANK)
3۔ مبادلہ بنک (FOREIGN EXCHANGE BANK)
4۔ زرعی بنک (AGRICULTURAL BANK)
5۔ بچت بنک (SAVING BANK)

6۔ مرکزی بنک (CENTRAL BANK).

تجارتی بنک کے فرائض

تجارتی بنک کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

(I) بنیادی فرائض

(الف) عوام سے ڈپازٹ حاصل کرنا (ACCEPTANCE OF DEPOSITS) تجارتی بنک کا اہم فرض ہے۔ ڈپازٹ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ چالو کھاتہ (CURRENT ACCOUNT)

اس قسم کے کھاتے میں جمع شدہ رقم کسی بھی وقت نکالی جاسکتی ہے۔ اس لیے اس قسم کے ڈپازٹ پر بنک کوئی سود نہیں دیتا۔ بنک سے قرض حاصل کرنے سے اس قسم کے کھاتے وجود میں آتے ہیں۔ عوام جب بنک سے قرض حاصل کرتے ہیں تو قرض کی یہ رقم ان کے کھاتے میں جمع کی جاتی ہے اور وہ چیک کے ذریعے اس رقم کو نکال سکتے ہیں۔

2۔ مدتی کھاتے (FIXED ACCOUNT)

اس قسم کے کھاتوں میں رقم معینہ مدت تک کے لیے رکھی جاتی ہے۔ اس پر مدت کی بنیاد پر سود دیا جاتا ہے معینہ مدت ختم ہونے کے بعد اصل رقم مع سود کے واپس کی جاتی ہے۔

3۔ بچت کھاتے (SAVING ACCOUNT)

یہ تیسری قسم ہے اس پر سود دیا جاتا ہے۔ چند شرائط کے تحت اس قسم کی ڈپازٹ پر رقم حاصل کی جاتی ہے۔

(ب) قرض کی فراہمی

بنک عوام سے حاصل کردہ ڈپازٹس بیکار نہیں رکھتے۔ اس رقم کو استعمال نہ کرنے سے بنکوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا چونکہ عوام کے ڈپازٹس پر بنک کو سود ادا کرنا پڑتا ہے اس لیے بنک عوام کے ڈپازٹس مختلف کاروبار کے لیے قرض پر دیتے ہیں۔ یہ قرض سونا، چاندی، زمین وغیرہ کی ضمانت پر دیئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے قرض پر جو سود متعین کیا جاتا ہے وہ عوام کے ڈپازٹس پر ادا کیے جانے والے سود سے زیادہ ہوتا

ہے۔ قرض پر دی گئی رقم سے حاصل ہونے والا سود اور رقم محفوظ رکھنے والوں کو دیے جانے والا سود کا فرق بنک کا منافع ہوتا ہے۔ اس آمدنی سے بنک کے اخراجات منہا کرنے کے بعد بچی ہوئی رقم بنک کے حصہ داروں میں تقسیم کی جاتی ہے تجارتی بنک کا اہم مقصد زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنا ہوتا ہے۔

(ج) تجارتی بنک بنکی زر کو وجود میں لاتے ہیں

تجارتی بنک عوام سے ڈپازٹ حاصل کر کے تجارت اور مختلف قسم کی پیداوار کے لیے قرض فراہم کرنے کے علاوہ بنکی زر وجود میں لاتے ہیں۔ عوام سے حاصل کردہ ڈپازٹ کا کچھ حصہ نقد کی شکل میں رکھ کر بچی ہوئی رقم بنکی زر میں تبدیل کر دی جاتی ہے عام طور پر ڈپازٹس کی (رقم کی مقدار کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ بنکی زر وجود میں آتا ہے۔ یہ تجارتی بنکوں کی اہم خصوصیت ہے۔ قرض نقد رقم کی شکل میں دینے کے بجائے چیک کی شکل میں دی جاتی ہے۔ چیک (CHEQUE) بنکی زر کی ایک قسم ہے۔ بنکی زر کس طرح وجود میں لایا جاتا ہے اس کو پچھلے باب میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

(د) رقوم کی منتقلی

تجارتی بنک ایک مقام سے دوسرے مقام کو رقم بھیجنے کی سہولت فراہم کرتے ہیں کیونکہ بنکوں کی شاخیں ملک کے مختلف حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ رقم چیک یا ڈرافٹ کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام کو بھیجی جا سکتی ہے۔

(ہ) ہنڈی کی کٹوتی

تجارتی بنک برآمداتی ہنڈی پر کٹوتی کرتے ہیں۔ برآمد کرنے والا برآمد کی جانے والی اشیا کی مالیت حاصل کرنے کے لیے ایک بل تیار کر کے درآمد کرنیوالے کو یعنی دوسرے ملک کو بھیجتا ہے۔ درآمد کرنے والا متعینہ مدت میں اس رقم کو ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور اس بل پر دستخط کر کے برآمد کرنے والے کو بھیجتا ہے۔ برآمد کرنے والے کو رقم کی ضرورت ہو تو اس ہنڈی کو بنک میں داخل کر کے معمولی کٹوتی کے ساتھ درج کی ہوئی رقم حاصل کر سکتا ہے۔ ہنڈی میں بتائی گئی جملہ رقم ادا نہیں کی جاتی ہنڈی کی مدت ختم ہونے پر درآمد کرنے والا بل میں بتائی گئی پوری رقم ادا کرتا ہے۔

(II) ذیلی فرائض

(الف) حصص اور تمسکات کی خرید و فروخت

تجارتی بنک اپنے کھاتہ داروں کے لیے حصص اور تمسکات کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اس خدمت کے لیے یہ کچھ کمیشن لیتے ہیں۔

(ب) کھاتہ داروں کی طرف سے رقم کی ادائیگی

تجارتی بنک کھاتہ داروں کے حکم کے مطابق زندگی بیمہ کی اقساط، قرضوں کی قسطیں اور مکان کا کرایہ وغیرہ ادا کرتا ہے۔

(ج) ادائیگی قبول کرنا

کھاتہ داروں کی جو رقمیں دوسروں سے وصول طلب ہوتی ہیں، مثلاً مکان کا کرایہ، منافع، بقایا وغیرہ تجارتی بنک ان ادائیگیوں کو قبول کر کے ان کے کھاتے میں جمع کرتا ہے۔

(د) تجوری (لاکر) فراہم کرنا

تجارتی بنک کھاتہ داروں سے سالانہ کچھ فیس لے کر ان کے قیمتی زیورات، کاغذات وغیرہ رکھنے کے لیے تجوری فراہم کرتا ہے۔

(ہ) تجارتی اعلانات اور خبرنامے

تجارتی بنک معاشی حالات کے اتار چڑھاؤ، حصص کی قیمتوں میں تبدیلی وغیرہ کے بارے میں خبرنامے اور رپورٹ شائع کرتے ہیں۔ بیرونی زر کی مالیت میں تبدیلی کے بارے میں معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

اس طرح تجارتی بنک معاشی اور سماجی اعتبار سے فائدہ مند کام انجام دیتے ہیں۔

مرکزی بنک

آج دنیا کے ہر ملک میں ایک مرکزی بنک ہے۔ مرکزی بنک ملک کے معاشی اور زری کاروبار میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ مرکزی بنک ایک ادارے کی حیثیت سے زر کے بازار اور تجارتی بنکوں کے کاروبار کو کنٹرول کرتا ہے۔

دنیا میں سب سے پہلے 1656ء میں سویڈن میں رکس (RIKS) نام کا ایک مرکزی

بنک قائم ہوا۔ اس کے بعد 1694ء میں بنک آف انگلینڈ' نام کا ایک مرکزی بنک لندن میں قائم ہوا۔ بیسویں صدی میں دنیا کے ہر ملک میں ایک مرکزی بنک قائم کیا گیا۔ ہندوستان میں 1935ء میں ریزرو بنک کے نام سے مرکزی بنک قائم ہوا۔

آج کے دور میں دنیا کے ہر ملک میں مرکزی بنک کے قیام کی کئی وجوہات ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک معاشی اعتبار سے ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد کئی ممالک میں سونے کے بجائے کاغذی کرنسی کا رواج عام ہو گیا تھا۔ کاغذی کرنسی کی رسد کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک مرکزی ادارے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک کی کرنسی کے شرح مبادلہ کے تعین، 1930ء کی طرح کے شدید معاشی بحران کے حالات سے بچنے کے لیے زر کی رسد اور طلب کو کنٹرول کرنے، تجارتی چکر (TRADE CYCLES) کے برے اثرات سے بچنے، قومی اور بین الاقوامی شعبوں میں معاشی اور زر سے متعلقہ مسائل کو حل کرنے اور معاشی اور زری استحکام کے لیے دنیا کے ہر ملک میں ایک مرکزی بنک قائم کیا گیا۔ دنیا کے ہر ملک میں مرکزی بنک پہلے خانگی شعبہ (PRIVATE SECTOR) میں قائم ہوا۔ لیکن بعد میں اس کو قومیا کر عوامی شعبہ میں شامل کر لیا گیا۔

تجارتی بنک اور مرکزی بنک کے فرق کو ذیل میں بتایا گیا ہے۔

تجارتی بنک	مرکزی بنک
1۔ ان کی تعداد زیادہ رہتی ہے۔	1۔ چند ممالک کے علاوہ ہر ملک میں ایک ہی ہوتا ہے۔
2۔ عوام سے ڈپازٹ حاصل کر کے قرض فراہم کرتے ہیں۔	2۔ عوام سے ڈپازٹ حاصل نہیں کرتا اور راست طور پر عوام کو قرض فراہم نہیں کرتا۔
3۔ بنکی زر (BANK MONEY OR CREDIT MONEY) کو وجود میں لاتے ہیں۔	3۔ بنکی زر اور دیگر مالی اداروں کو کنٹرول کرتا ہے۔
4۔ منافع کی خاطر کام کرتے ہیں۔	4۔ منافع کی خاطر کام نہیں کرتے۔
5۔ قانونی زر (LEGAL MONEY) نہیں چھاپ سکتے۔	5۔ ملک کی ضرورت کے مطابق قانونی زر چھاپنے کا اجازہ حاصل رہتا ہے۔

6- چند تجارتی بنک خانگی شعبہ کے تحت اور چند عوامی شعبوں کے تحت کام کرتے ہیں۔	6- صرف حکومتی شعبہ کے تحت کام ہوتا ہے۔

مرکزی بنک اور تجارتی بنک کے فرائض الگ الگ ہیں اس لیے مرکزی بنک کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ مرکزی بنک کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

مرکزی بنک - ریزرو بینک

ہندوستان کا مرکزی بنک ریزرو بنک کہلاتا ہے۔ یہ بنک 1935ء میں پانچ کروڑ روپے کے حصص (SHARES) کے سرمایہ سے خانگی شعبہ میں قائم ہوا۔ ہندوستان آزاد ہونے کے بعد 1949ء میں ریزرو بنک کو قومیا لیا گیا۔ اس کے بعد سے ریزرو بنک مرکزی بنک کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ریزرو بنک کے فرائض کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1) مرکزی بنک کے فرائض

(2) فرائضِ نگرانی

(3) امدادی فرائض

(1) بنکنگ کے فرائض

(الف) زرکاغذی کے اجراکی اجارہ داری

کاغذی کرنسی کو چھاپنے کا اجارہ ریزرو بنک کے علاوہ کسی دوسرے بنک کو حاصل نہیں ہے۔ ریزرو بنک ایک روپے کے کرنسی نوٹ نہیں چھاپ سکتا۔ پانچ، دس، بیس، پچاس اور سو روپے کی مالیت کے کاغذی نوٹ چھاپنے اور سکے جاری کرنے کا اجارہ ریزرو بنک کو حاصل ہے۔ ریزرو بنک میں بنک کاری کا شعبہ کرنسی نوٹ چھاپنے کا کام کرتا ہے۔ 1957ء سے کم از کم سونا محفوظ رکھنے کے طریقے —— (MINIMUM RESERVE SYSTEM) کی بنیاد پر نوٹ چھاپے جانے لگے۔ اس طریقے کے مطابق ریزرو بنک -/200 کروڑ روپے کی مالیت کا اثاثہ محفوظ رکھ کر کرنسی جاری کرتا ہے۔ اس اثاثہ میں سے -/115 کروڑ روپے کی مالیت کا سونا 85 کروڑ روپے کی مالیت کی بیرونی کرنسی (ڈالر، پونڈ وغیرہ) کا ذخیرہ شامل ہے۔ اسی بنیاد

پر ملک کی ضرورت کے مطابق کرنسی جاری کی جاتی ہے۔

(ب) زر کی رسد پر کنٹرول

ریزرو بنک قانونی زر اور بنکی زر کی رسد پر کنٹرول کرتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلسل معاشی ترقی پر افراطِ زر (INFLATION) یا قلت زر (DEFLATION) کے برے اثرات نہ پڑیں۔ زر کی رسد میں اضافہ سے افراطِ زر اور زر کی رسد میں کمی سے قلتِ زر کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔

بنکی زر کو کنٹرول کرنے کے لیے ریزرو بنک جو پالیسی اختیار کرتا ہے اس کو زری پالیسی (MONETARY POLICY) یا قرض کو کنٹرول کرنے کے ذرائع (WEAPONS OF CREDIT CONTROL) کہتے ہیں۔ قرض کو کنٹرول کرنے کے لیے ریزرو بنک حسب ذیل ذرائع اختیار کرتا ہے

(۱) بنک کی شرح (BANK RATES)
(2) کھلے بازار کا عمل (OPEN MARKET OPERATION)
(3) محفوظات کے تناسب میں تبدیلی (VARIATIVE IN RESERVE RATIOS)
(۴) چنندہ کریڈٹ کنٹرول (SELECTIVE CREDIT CONTROLE)

(1) بنک کی شرح

ریزرو بنک تجارتی بنکوں کو قرض فراہم کرتا ہے اور اس پر سود لیتا ہے اس کو بنک کی شرح کہتے ہیں۔ زری بازار کے تمام ادارے بنک کی شرح کے تابع رہتے ہیں اگر ملک میں افراطِ زر کے حالات پائے جاتے ہوں تو زر کی رسد میں کمی کرنے کے لیے ریزرو بنک، بنک کی شرح میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے بازار کی شرح سود میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سود کی شرح میں اضافہ سے تجارتی بنک مرکزی بنک سے لیے جانے والے قرض میں کمی کرتے ہیں اور تجارتی بنک صنعت کاروں کو زیادہ سود پر قرض فراہم کرتے ہیں۔ سود میں اضافہ سے صنعت کار تجارتی بنکوں سے کم قرض لیتے ہیں اس طرح معیشت میں زر کی رسد میں عام طور پر کمی ہو جاتی ہے اور افراطِ زر کے حالات پر قابو پا لیا جاتا ہے۔

اس کے برخلاف قلتِ زر کے حالات میں بنک کی شرح میں کمی کی جاتی ہے بنک

کی شرح میں کمی سے تجارتی بنک ریزرو بنک سے زیادہ مقدار میں قرض حاصل کرتے ہیں۔ بنک کی شرح میں کمی سے تجارتی بنک بھی کم سود پر صنعت کاروں کو قرض فراہم کرتے ہیں جس کی وجہ سے قلتِ زر کے حالات پر قابو پالیا جاتا ہے۔

کھلے بازار کا عمل

مرکزی بنک یا ریزرو بنک کھلے بازار میں حکومتی بل (GOVT. BILLS) اور تمسکات (SURETIES) کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ اس کو کھلے بازار کا عمل کہتے ہیں۔ افراطِ زر کے حالات میں مرکزی بنک بلوں (BILLS) اور تمسکات، تجارتی بنکوں اور دیگر اداروں کو فروخت کرتا ہے۔ بلوں اور تمسکات خریدنے کی وجہ سے تجارتی بنکوں سے زر مرکزی بنک کو منتقل ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے تجارتی بنکوں کی قرض فراہم کرنے کی صلاحیت گھٹ جاتی ہے اور زر کی رسد میں کمی ہونے سے افراطِ زر کے حالات پر قابو پالیا جاتا ہے۔

اس کے برخلاف قلتِ زر کے حالات میں مرکزی بنک تجارتی بنکوں کے پاس پائے جانے والے بل اور تمسکات خریدتا ہے جس کی وجہ سے زر کا ذخیرہ مرکزی بنک سے تجارتی بنکوں کو منتقل ہوتا ہے اور تجارتی بنکوں کی قرض فراہم کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس سے زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور قلتِ زر کے حالات پر قابو پالیا جاتا ہے۔

محفوظات کے تناسب میں تبدیلی

قانونی طور پر تجارتی بنکوں کو اپنے کل سرمایہ کا ایک خاص فی صد مرکزی بنک میں جمع کرنا پڑتا ہے۔ 1962ء کے ریزرو بنک کے قانون کے مطابق تجارتی بنک کل ڈپازٹ کا 20 فی صد ریزرو بنک کے کھاتہ میں جمع کرتے ہیں۔ اس قسم کے ڈپازٹ کے تناسب میں تبدیلی سے تجارتی بنکوں کی قرض فراہم کرنے کی صلاحیت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ افراطِ زر کے حالات میں ریزرو بنک اس ڈپازٹ کے تناسب میں اضافہ کرتا ہے جس کی وجہ سے تجارتی بنکوں کی قرض فراہم کرنے کی صلاحیت گھٹ جاتی ہے۔ زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے اور افراطِ زر کے حالات پر قابو پالیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف قلتِ زر کے حالات میں ریزرو بنک اس قسم کے ڈپازٹ کے تناسب

میں کمی کرتا ہے۔ اس سے تجارتی بنکوں کی قرض فراہم کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے۔ زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور قلت زر پر قابو پا لیا جاتا ہے۔

چنندہ کریڈٹ کنٹرول

اس طریقے کے تحت ملک کے حالات کے مطابق چند شعبوں کی ترقی یا چند اشیا کی پیداوار میں اضافہ کے لیے قرض فراہم کیا جاتا ہے۔ 1950ء سے افراطِ زر کے حالات پر قابو پانے کے لیے ریزرو بنک کے حکم کے مطابق تجارتی بنک صرف پیداواری مقاصد کے لیے قرض فراہم کرتے ہیں اور غیر پیداواری مقاصد کے لیے قرض فراہم نہیں کر سکتے۔

(ج) حکومت کے لیے۔ بنک کار۔ صلاح کار اور نمائندہ

ریزرو بنک حکومت کے بنک، نمائندہ اور صلاح کار کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ حکومت کے بنک کی حیثیت سے مرکزی اور علاقائی حکومتوں کے ڈپازٹ حاصل کرتا ہے اور قرض جمع کرتا ہے۔ حکومت کی جانب سے قرض پر سود ادا کرتا ہے۔ معاشی زری بنک کاری اور زرعی اور صنعتی قرض کے معاملات میں حکومت کو مشورہ دیتا ہے۔

(د) بنکوں کا بنک

کسی بھی ملک میں تجارتی بنک مرکزی بنک کی اجازت سے قائم ہوتے ہیں۔ اور مرکزی بنک ان بنکوں کو قرض کی فراہمی اور اس پر کنٹرول کرتا ہے۔ تجارتی بنکوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنے کاروبار اور آمدنی سے متعلق ریزرو بنک کو معلومات فراہم کرتے رہیں۔ ریزرو بنک تجارتی بنکوں کے کھاتوں کی جانچ (AUDIT) کرتا ہے اور اگر تجارتی بنک غیر قانونی کام کر رہے ہوں تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کر سکتا ہے۔ ہر ایک تجارتی بنک اپنے مجموعی ڈپازٹ کا کچھ حصہ ریزرو بنک کے کھاتہ میں جمع کرتا ہے اس لیے مرکزی بنک بنکوں کا بنک کہلاتا ہے۔

(ہ) قرض کا آخری سہارا

مرکزی بنک ہر ایک تجارتی بنک کو قرض فراہم کرتا ہے۔ مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو دیوالیہ (ناکام) ہونے سے بچاتا ہے۔ تجارتی بنک قرض کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لیے مرکزی بنک سے قرض حاصل کرتے ہیں۔ مرکزی اور ریاستی حکومتیں بھی

مرکزی بنک سے قرض یا زائد حصول حاصل کرتی ہیں جب حکومت اپنی جمع رقم سے زیادہ حاصل کرے تو اس کو زائد حصول (OVER DRAFT) کہتے ہیں۔

1۔ قوم کے سونے اور زرمبادلہ کا نگراں

مرکزی بنک قوم کے سونے اور زرمبادلہ کی نگرانی کرتا ہے۔ زرمبادلہ کی شرح میں عدم یکسانیت کو دور کرنا مرکزی بنک کا اہم فرض ہے۔ بیرونی ممالک کی کرنسی کی خرید و فروخت پر مرکزی بنک کا کنٹرول ہوتا ہے۔ اس طرح برآمدات EXPORTS اور درآمدات (IMPORTS) پر مرکزی بنک کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔

2۔ فرائض نگرانی

آج کا مرکزی بنک زر کے متعلق فرائض ہی انجام نہیں دیتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فرائض نگرانی بھی انجام دیتا ہے۔ تجارتی بنکوں یا ان کی نئی شاخوں کے قیام کے لیے مرکزی بنک کے اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ تجارتی بنکوں کی کارکردگی میں اضافہ کے لیے مرکزی بنک مشورے بھی دیتا ہے۔ مرکزی بنک حکومتی منصوبوں کے معاشی اور سماجی مقاصد کے حصول میں تجارتی بنکوں کے رول کی نگرانی کرتا ہے۔

3۔ امدادی فرائض

کسی ملک کی معاشی ترقی میں مرکزی بنک کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ زرعی اور صنعتی ترقی کے لیے مرکزی بنک کئی مالیاتی ادارے FINANCIAL INSTITUTIONS قائم کرتا ہے۔ مثلاً ہندوستان میں زرعی اور صنعتی ترقی کے لیے طویل مدتی اور قلیل مدتی قرض فراہم کرنے کی غرض سے ریزرو بنک نے کئی مالیاتی ادارے قائم کیے جیسے زرعی ری فینانس کارپوریشن، صنعتی ترقیاتی بنک، یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا وغیرہ۔ اس طرح مرکزی بنک امدادی فرائض انجام دیتا ہے۔

آٹھواں باب

بین الاقوامی تجارت

کسی ملک میں افراد کے درمیان یا افراد اور حکومت کے درمیان ہونے والی رت کو اندرونی تجارت کہتے ہیں۔ دو ممالک یا دو سے زیادہ ممالک کے عوام کے میان یا دو یا دو سے زیادہ ممالک کی حکومتوں کے درمیان ہونے والی تجارت بن الاقوامی تجارت کہتے ہیں۔

اگر ہر ملک اپنی ضرورت کی ہر شے تیار کر سکتا یا ہر ملک میں کسی شے کے مصارف وار میں یکسانیت ہوتی تو دو ملکوں کے درمیان تجارت کی ضرورت نہ ہوتی۔ ،کئی وجوہات کی بنا پر ہر ملک ہر قسم کی اشیا تیار نہیں کر سکتا مختلف ممالک تیار کردہ ایک ہی شے کی مقدار، معیار اور مصارفِ پیداوار میں فرق ہوتا ہے۔ ،کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

1۔ آب و ہوا میں فرق

کچھ ملکوں میں مخصوص آب و ہوا کی بنا پر بعض اشیا کی تیاری کم مصارفِ پیداوار ۔ہو جاتی ہے جبکہ انہیں اشیا کو بنانے کے لیے دوسرے ممالک میں زیادہ مصارفِ پیداوار .حق ہوتے ہیں۔ مثلاً بنگلہ دیش میں پٹ سن کی پیداوار، مصر میں کپاس اور چاول کی پیداوار کے لیے ان ممالک کی آب و ہوا معاون ثابت ہو رہی ہے۔

2۔ مزدور کی پیداواری صلاحیت

ہر ملک کے مزدور کی پیداواری صلاحیت میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ مزدور کی

کارکردگی میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس لیے مختلف ممالک میں اشیاء کی پیداوار اور مصارف پیداوار میں فرق پایا جاتا ہے۔

3۔ سرمایہ کاری میں فرق

مختلف ممالک میں فرق پایا جاتا ہے۔ صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک جیسے کہ جاپان، جرمنی، انگلینڈ، امریکہ میں قائم سرمایہ اور رواں سرمایہ زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ صنعتی اعتبار سے پسماندہ ممالک میں سرمایہ کے ذخیرہ میں کمی رہنے کی وجہ سے وہ ہر قسم کی اشیاء تیار نہیں کرسکتے اور مصارف پیداوار بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

4۔ پیداواری وسائل کی تقسیم میں فرق

مختلف ممالک میں پیداواری وسائل کی تقسیم میں قدرتی اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے۔ صنعتی ممالک کم مصارف پیداوار پر صنعتی اشیاء تیار کرتے ہیں۔ اسی طرح زرعی ممالک کم مصارف پیداوار سے زرعی اشیاء کی پیداوار کرتے ہیں۔ سعودی عرب میں پٹرول زیادہ مقدار میں فراہم ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف جاپان میں پٹرول فراہم نہیں ہوتا۔ مختصر یہ کہ پیداواری وسائل کی تقسیم میں عدم یکسانیت کی وجہ سے اشیاء کی پیداوار اور مصارف پیداوار میں فرق پایا جاتا ہے۔

5۔ عاملینِ پیداوار کی عدم نقل پذیری

عاملینِ پیداوار ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے اس لیے مصارفِ پیداوار میں فرق پایا جاتا ہے۔ مزدور ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل نہ ہونے سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً زبان، تہذیب و تمدن، مذہب، قوانین وغیرہ میں فرق رہنے کی وجہ سے مزدور ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح سرمایہ بھی ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل ہونے میں کئی مشکلات پائی جاتی ہیں، مثلاً سیاسی وجوہات، سرمایہ کا عدم تحفظ وغیرہ

6۔ حکومتی پالیسی

ایک ملک کی حکومتی پالیسی دوسرے ملک سے الگ ہوتی ہے۔ کسی ایک ملک میں کرنسی کا طریقہ، تجارت، اجرت، قیمت، برآمد اور درآمد کے متعلق قوانین دوسرے ملک سے جدا ہوتے ہیں۔ اس لیے اندرونی تجارت (INTERNAL TRADE) ایک ہی

ملک کے قوانین کے تحت کی جاتی ہے۔ لیکن بین الاقوامی تجارت مختلف ممالک کے درمیان ہوتی ہے جہاں پر مختلف قسم کے قوانین پائے جاتے ہیں۔

7- کرنسی کا فرق

ہر ملک میں الگ الگ قسم کی کرنسی پائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک کی کرنسی رُپیہ ہے۔ امریکہ میں ڈالر اور انگلینڈ میں پونڈ ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں اندرونی تجارت کے لیے روپیہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن بیرونی ممالک سے تجارت کے لیے روپیہ کام نہیں آتا بلکہ روپیہ کے بدلے میں ڈالر یا پونڈ حاصل کرنا پڑتا ہے جسے زرِ مبادلہ کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جغرافیائی، قومی اور سیاسی فرق کی وجہ سے اندرونی تجارت اور بین الاقوامی تجارت میں فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن جدید ماہرین معاشیات کے مطابق اندرونی یا بیرونی تجارت دونوں ہی مصارفِ پیداوار میں فرق کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

بین الاقوامی تجارت کے فائدے

(1) بین الاقوامی تقسیم کار

بین الاقوامی تجارت کا اہم فائدہ یہ ہے کہ مختلف ممالک مختلف اشیاء پیدا وار کر سکتے ہیں۔ مختلف ممالک ایک ہی قسم کی شے کی پیداوار کرنے کے بجائے صرف وہ شے پیدا کرتے ہیں جس میں انہیں کم لاگت آتی ہو اور ایسی اشیا جن کے مصارفِ پیداوار زیادہ ہوں دوسرے ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔ ارجنٹائن (ARGENTINA) اور آسٹریلیا (AUSTRALIA) میں گیہوں کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ انگلینڈ میں سرمایہ کا ذخیرہ اور کارکرد مزدور ہونے کی وجہ سے صنعتی اشیا کی پیداوار کی جاتی ہے۔ اس طرح بین الاقوامی تجارت سے بین الاقوامی تقسیم کار عمل میں آتا ہے۔

بین الاقوامی تقسیم کار کے تین فائدے ہیں

(الف) زیادہ سے زیادہ اشیا کی پیداوار ممکن ہو سکتی ہے۔

(ب) مصارفِ پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔

ہے، چونکہ وسائل کی بنیاد پر مال تیار کیا جاتا ہے۔ اس لیے وسائل بہتر طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

2۔ صارفین کا فائدہ

بین الاقوامی تقسیم کار سے اشیا کم لاگت سے تیار کیے جاتے ہیں اور برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ عوام کو اشیا کم قیمت پر فراہم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے صارفین کی حقیقی آمدنی (REAL INCOME) بڑھتی ہے اور معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔

3۔ فنی ترقی

بین الاقوامی بازار میں مقابلہ کی وجہ سے ہر ایک ملک اپنے وسائل بہتر طور پر استعمال کرتا ہے۔ اشیا کی پیداوار کے طریقوں میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔ فنی ترقی ممکن ہو جاتی ہے۔ فنی ترقی سے اشیا کے معیار اور مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔

4۔ اجارہ داری کا خاتمہ

بین الاقوامی تجارت سے مختلف ممالک کے درمیان مسابقت بڑھتی ہے اس لیے ہر ملک میں اجارہ داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اگر پیداکار اشیا کی پیداوار کا اجارہ قائم کرنا چاہتے ہوں تو صارفین دیگر ممالک سے اشیا درآمد کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے اجارہ داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

5۔ زرعی اور صنعتی ترقی

جن ممالک میں خام مال کی قلت ہوتی ہے وہ بین الاقوامی تجارت کے ذریعے خام مال درآمد کر کے صنعتیں قائم کرتے ہیں۔ مثلاً جاپان میں خام مال کی قلت پائی جاتی ہے۔ پٹرول، کوئلہ، لوہا وغیرہ جیسا خام مال درآمد کر کے جاپان صنعتی اعتبار سے ترقی کر رہا ہے اگر بین الاقوامی تجارت نہ ہوتی تو جاپان صنعتی اعتبار سے پسماندہ رہ جاتا۔ زرعی اعتبار سے ترقی کرنے کے لیے زرعی ممالک سے اعلیٰ اقسام کے بیج، کیمیائی کھاد کیڑے مار دوائیں اور زرعی آلات وغیرہ درآمد کیے جا سکتے ہیں۔

6۔ بیرونی قرض کی ادائیگی

بین الاقوامی تجارت کے ذریعے بیرونی قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔ اشیا کی برآمدات کی بہ نسبت درآمدات میں کمی کرنے سے زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے اس سے بیرونی ممالک

کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔

خود نمائی اثر

بین الاقوامی تجارت سے صرف اشیا ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل نہیں ہوتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فیشن، تہذیب، وتمدن وغیرہ بھی منتقل ہوتے ہیں، برآمد اور درآمد کے ذریعے ایک ملک کا فیشن دوسرے ملک کو منتقل ہوتا ہے اس کو خود نمائی اثر (DMONSTRATION EFFECT) کہتے ہیں۔

عالمی امن کا ذریعہ

بین الاقوامی تجارت عالمی امن کا ذریعہ ہے۔ بین الاقوامی تجارت کی وجہ سے ایک ملک دوسرے ملک پر منحصر رہتا ہے۔ اس لیے دنیا کے ممالک کے درمیان اتحاد اور اتفاق ممکن ہو سکتا ہے۔ جان اسٹوارٹ مل (JOHN STUART MILL) کے مطابق بین الاقوامی تجارت عالمی امن کی بہترین ضمانت ہے۔"

"INTERNATIONAL TRADE IS A BEST GUARANTEE FOR INTERNATIONAL PEACE."

توازن ادائیگی

توازنِ تجارت اور توازنِ ادائیگی میں فرق پایا جاتا ہے۔ توازنِ تجارت میں ایک سال کے دوران برآمدات اور درآمدات کی مالیت درج کی جاتی ہے۔ اگر یہ دونوں برابر ہو جائیں تو کہا جاتا ہے کہ توازنِ تجارت متوازن ہے۔

توازن تجارت کا جدول

برآمد کی گئی اشیا (کروڑ روپیوں میں)		درآمد کی گئی اشیا (کروڑ روپیوں میں)	
1۔ چاول	-/500 روپے	گیہوں	-/400 روپے
2۔ پکوان کا تیل	-/150 روپے	پٹ سن	-/200 روپے
3۔ کپڑے	-/300 روپے	پٹرول	-/500 روپے
4۔ صنعتی خام مال	-/100 روپے	ٹریکٹر	-/50 روپے
5۔ دیگر اشیا	-/250 روپے	فولاد	-/150 روپے
جملہ	-/1300 روپے	جملہ	-/1300 روپے

ایک سال کے دوران برآمد کی مالیت اور درآمد کی مالیت میں یکسانیت ہو تو توازنِ تجارت متوازن ہوگا۔ ایک سال کے دوران برآمد کی مالیت درآمد کی مالیت سے زیادہ ہوگی تو توازنِ تجارت موافق ہوگا۔ اس کے برخلاف درآمد کی مالیت برآمد کی مالیت سے زیادہ ہوگی تو توازن تجارت مخالف رہے گا۔

توازن ادائیگی میں برآمد اور درآمد کیے جانے والے اشیا کی مالیت کے علاوہ خدمات کی مالیت اور بیرونی سرمایہ کاری کی مالیت شامل رہتی ہے۔ توازن ادائیگی میں شامل رہنے والے عناصر حسب ذیل ہیں۔

(1) **اشیاء**

کسی ملک سے برآمد کیے گئے اشیا اس ملک کے لیے آمدنی کا ذریعہ ہوتے ہیں درآمد کیے گئے اشیا خرچ کے زمرے میں شامل کیے جاتے ہیں۔ برآمدات کو آمدنی اور درآمدات کو خرچ کے مدات میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

(2) **خدمات**

بین الاقوامی تجارت میں اشیا کے ساتھ ساتھ خدمات بھی درآمد اور برآمد کیے جاتے ہیں مثلاً پانی کے جہاز کے ذریعے اشیا کی آمدورفت بینک کاری کی خدمات بیمہ کی خدمات، بیرونی ممالک میں کام کرنے والے مزدوروں کی خدمات کا معاوضہ وغیرہ۔

(3) **قرض کی ادائیگی**

اگر ہندوستان، نیپال کو قرض دے گا تو یہ قرض ہندوستان کے لیے خرچ کے زمرے میں شامل ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اشیا کی برآمد آمدنی کے زمرے میں شامل ہے۔ اگر نیپال ہندوستان کا قرض ادا کرے گا تو یہ ہندوستان کی آمدنی کے زمرے میں شامل ہوگا۔

اگر کسی سال کے دوران بین الاقوامی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی اور خرچ میں یکسانیت رہے گی تو توازن ادائیگی کو متوازن سمجھا جائے گا۔ آمدنی کی بہ نسبت خرچ کم رہے گا تو توازن ادائیگی موافق ہوگی۔ اس کے برخلاف آمدنی کی بہ نسبت خرچ زیادہ ہوگا تو توازنِ ادائیگی مخالف ہوگی۔

نواں باب

عوامی مالیات
(PUBLIC FINANCE)

عوامی مالیات اور انفرادی مالیات کے درمیان مقاصد، اصولوں اور طریقہ کار کی بنیاد پر فرق کیا جاتا ہے۔ حکومت کی آمدنی اور خرچ کو عوامی مالیات کہتے ہیں عوامی مالیات اور انفرادی مالیات کا فرق حسب ذیل ہے۔

1۔ بجٹ کا طریقہ

عوامی مالیات اور انفرادی مالیات کے بجٹ کا طریقہ الگ الگ ہوتا ہے "چادر کے مطابق پاؤں پسارنا" (CUT YOUR COAT ACCORDING TO YOUR CLOTH) انفرادی مالیات کا مسلمہ اصول ہے لیکن یہ اصول عوامی مالیات کے خلاف ہے۔ عوامی مالیات میں جسمانی لمبائی کے مطابق چادر فراہم کی جاتی ہے۔ یعنی افراد اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرتے ہیں لیکن حکومت خرچ کے مطابق آمدنی فراہم کرتی ہے۔

2۔ بجٹ کی مدت

عوامی مالیات میں بجٹ کی مدت ایک سال کی ہوتی ہے۔ افراد کے لیے آمدنی خرچ کی کوئی متعینہ مدت نہیں ہوتی۔ حکومتی بجٹ سال کے دوران حکومت کو حاصل ہونے والی آمدنی اور خرچ کو ظاہر کرتا ہے۔

3۔ قرض کی فراہمی

حکومت یا افراد کی آمدنی خرچ سے کم ہوگی تو قرض پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ افراد کو

قرض کی ضرورت ہوگی تو وہ دوسروں سے قرض حاصل کرینگے۔ افراد کی قرض حاصل کرنے کی صلاحیت نسبتاً کم ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف حکومت کی قرض حاصل کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے حکومت اندرونِ ملک کے علاوہ بیرونی ممالک سے بھی قرض حاصل کرسکتی ہے۔

4۔ کاغذی نوٹ چھاپنے کا عمل

ٹیکس اور قرض کے ذریعے حکومت کو جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ اگر خرچ سے کم ہوگی تو خسارہ کی تکمیل کے لیے حکومت کاغذی نوٹ چھاپے گی۔ کوئی فرد یہ کام نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو وہ غیر قانونی عمل ہوگا۔ صرف حکومت کو ہی قانونی زر چھاپنے کا اختیار ہے۔

5۔ بجٹ کا مقصد

انفرادی بجٹ کا مقصد زیادہ سے زیادہ خواہشوں کی تسکین اور انفرادی فلاح کا حصول ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف عوامی مالیات کا مقصد سماجی بھلائی ہوتا ہے۔ حکومت مکمل روزگار کے مواقع، معاشی ترقی، معاشی اور سماجی انصاف قائم کرنے کے لیے بجٹ تیار کرتی ہے۔

افراد اپنے خرچ کے دوران اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ مختلف اشیاء پر خرچ کی ہر اکائی سے حاصل ہونے والا مختتم افادہ ایک دوسرے کے برابر ہو اس طرح کرنے سے ان کو زیادہ سے زیادہ تشفی حاصل ہوگی۔ اس کے برخلاف حکومت کے اخراجات کا مقصد زیادہ سے زیادہ سماجی فلاح حاصل کرنا ہوتا ہے۔

6۔ مالیہ کی لچک پذیری

حکومتی مالیہ لچک پذیر ہوتا ہے۔ حکومت ٹیکس، اندرونی اور بیرونی قرض اور کاغذی زر چھاپ کر اپنے مالیہ میں اضافہ کرسکتی ہے۔ لیکن افراد کا مالیہ غیر لچک دار ہوتا ہے کیونکہ افراد کی آمدنی میں ان طریقوں سے اضافہ ممکن نہیں۔

7۔ بجٹ کی قسمیں

بجٹ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ متوازن بجٹ (BALANCED BUDGET) فاضل بجٹ (SURPLUS BUDGET) اور خسارہ بجٹ (DEFICIT BUDGET)

حکومت کا بجٹ متوازن یا فاضل ہونا ضروری نہیں ہے۔ غیر استعمال شدہ وسائل کا استعمال مکمل روزگار کے مواقع آمدنی اور معیارِ زندگی میں اضافہ کے لیے حکومت خسارہ کا بجٹ بناتی ہے۔ لیکن کسی فرد کے لیے آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا مناسب نہیں ہوتا فرد کے لیے ہمیشہ فاضل بجٹ ہی مناسب رہتا ہے۔

8۔ آمدنی اور خرچ کا راز

حکومتی مالیہ کے متعلق یعنی حکومت کی آمدنی اور خرچ کے متعلق ریاستی اسمبلی (ASSEMBLY) میں اور مرکز میں پارلیمنٹ میں بحث کی جاتی ہے۔ ریاستی مالیات کے استحکام اور صحت کے لیے ضروری ہے کہ اس کا خوب اشتہار ہو۔ اس کے برخلاف فرد کی آمدنی اور خرچ پوشیدہ رہتے ہیں۔

عوامی آمدنی کے ذرائع

عوامی آمدنی کے ذرائع چار حصوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔

(1) ٹیکس (2) حکومتی انتظام سے حاصل ہونے والی آمدنی

(3) تجارتی آمدنی اور (4) عطیات

(1) ٹیکس

ٹیکس اس لازمی ادائیگی کو کہتے ہیں جو کوئی فرد حکومت کو دیتا ہے اور جس کے بدلے میں حکومت سے کوئی مخصوص فائدہ طلب نہیں کر سکتا۔ ٹیکس دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (الف) راست ٹیکس (DIRECT TAX)

(ب) بالواسطہ ٹیکس (INDIRECT TAX)

(الف) راست ٹیکس

اگر ٹیکس کا بوجھ اور ٹیکس کا اثر ایک ہی شخص پر ہو تو اس کو راست ٹیکس کہتے ہیں مثلاً آمدنی ٹیکس (INCOME TAX)، دولت ٹیکس (WEALTH TAX) وغیرہ۔

(ب) بالواسطہ ٹیکس

اگر ٹیکس کا بوجھ کسی شخص پر ہو لیکن ٹیکس کا اثر کسی دوسرے شخص پر ہو تو اس کو بالواسطہ ٹیکس کہتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈالٹن کے مطابق بالواسطہ ٹیکس وہ ہے جو ایک شخص پر لگایا جاتا ہے مگر اس کی ادائیگی جزوی یا کلی طور پر دوسرا شخص کرتا ہے۔ مثلاً بکری ٹیکس

(SALES TAX) ایکسائز ٹیکس (EXCISE DUTY) وغیرہ بالواسطہ ٹیکس کہلاتے ہیں۔

حکومتی انتظام سے حاصل ہونیوالی آمدنی

(الف) فیس

پروفیسر سیلگ مین کے مطابق "فیس ہر اس خدمت کے اخراجات کو پورا کرنے کی خاطر لگائی جاتی ہے جو حکومت بنیادی طور پر تو مفادِ عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے انجام دیتی ہے، مگر اس کے ذریعے فیس دینے والے کو بھی ایک خاص اور قابل تخمینہ فائدہ پہنچتا ہے۔" اس تعریف میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں۔

(i) خدمت سے فائدہ اٹھانے والے کے لیے فیس کی ادائیگی ضروری ہے۔

(ii) یہ کسی خدمت کے بدلے میں ادا کی جاتی ہے۔

(iii) فیس ان خدمات کے بدلے میں دی جاتی ہے جن کا انجام دینا مفادِ عامہ کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

فیس اسی شخص سے وصول کی جاتی ہے جو اس خدمت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

ٹیکس اور فیس میں فرق

پروفیسر سیلگ مین کے مطابق ٹیکس اور فیس میں فرق پایا جاتا ہے، ذیل میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

(i) افراد کی صلاحیت ادائیگی کی بنیاد پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ فیس اسی تناسب سے وصول کی جاتی ہے جس تناسب سے کوئی خدمت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ٹیکس ادا کرنے کے بدلے میں کوئی مخصوص فائدہ نہیں پہنچتا۔ لیکن فیس ادا کرنے سے مخصوص فائدہ پہنچتا ہے۔

(ii) حکومت اخراجات سے بڑھ کر ٹیکس عائد کر سکتی ہے۔ لیکن فیس خدمت کے اخراجات سے زیادہ نہیں ہوتی۔

(iii) فیس ادا کرنے والوں کے لیے حکومت مخصوص خدمت فراہم کرتی ہے، لیکن ٹیکس ادا کرنے والوں کے لیے حکومت کسی مخصوص خدمت کا وعدہ نہیں کرتی۔

(iv) عام طور پر ٹیکس مستقل ہوتا ہے اور فیس عارضی ہوتی ہے۔ حکومت فیس معاف کر سکتی ہے مثلاً قحط سے متاثرہ علاقوں میں حکومت طلبا کی فیس معاف کر دیتی ہے۔

(ب) محصولِ خاص

پروفیسر سیلگ مین کے مطابق "محصولِ خاص اس لازمی ادائیگی کو کہتے ہیں جو کسی پہنچنے والے فائدہ خصوصی کے تناسب سے عائد کیا جاتا ہے تاکہ اس سے مفادِ عامہ میں کسی جائیداد کی بہبود و ترقی کی خاطر کیے گئے اخراجات کو پورا کیا جاسکے"۔

اس تعریف میں محصولِ خاص کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان کی گئی ہیں:

i) محصولِ خاص ایک لازمی ادائیگی ہے۔

ii) محصولِ خاص انہیں افراد پر لگایا جاتا ہے جن کی جائیدادوں کی مالیت میں حکومت کے ترقیاتی اور تعمیری کاموں کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے۔

iii) محصولِ خاص جائیدادوں کی مالیت میں اضافہ کے تناسب سے لگایا جاتا ہے۔

(ج) ریٹ

مقامی اداروں مثلاً میونسپلٹیوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں، پنچایتوں وغیرہ کے ذریعے جو محصول عائد کیے جاتے ہیں انہیں ریٹ کہا جاتا ہے۔ ان محصولوں کے بدلے کسی خاص خدمت کی انجام دہی ضروری نہیں ہے۔ عام طور پر یہ مستقل جائیدادوں پر لگائے جاتے ہیں۔

(د) جرمانے

قانون شکنی کرنے والوں پر حکومت جرمانہ عائد کرتی ہے۔ امن وامان اور قانون کا احترام باقی رکھنے کے لیے جرمانے عائد کیے جاتے ہیں۔

(ر) عطیات اور امداد

ایک حکومت دوسری حکومت کو احساسِ ذمہ داری کے تحت دینے والی رقم کو گرانٹ یا عطیہ کہتے ہیں۔ مثلاً مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں، ریاستی حکومت مقامی اداروں کو مفت فراہم کرنے والی رقم کو گرانٹ یا عطیہ کہتے ہیں۔ عام طور پر عطیہ یا گرانٹ تعلیمی ترقی، طبی ترقی، معاشی ترقی وغیرہ جیسے خاص مقاصد کی تکمیل کے لیے دیتے جاتے ہیں۔

امداد وہ اختیاری ادائیگی ہے جو ایک حکومت دوسری حکومت یا عوام حکومت کو بغیر طلب کیے محض اپنے احساسِ ذمہ داری یا جذبۂ خدمتِ خلق کے تحت

ادا کرتے ہیں۔

(س) تجارتی آمدنی

حکومت کئی صنعتوں اور تجارتی کاروبار میں حصہ دار ہوتی ہے۔ بعض صنعتیں خود حکومت چلاتی ہے۔ مثلاً ایچ ایم ٹی کی گھڑیوں کی صنعت، لوہے کے کارخانے، ریل کے ڈبے اور انجن بنانے کے کارخانے، بھاری مشین بنانے کے کارخانے، ٹیلی فون بنانے والے کارخانے وغیرہ خود حکومت چلاتی ہے۔ ان سب سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اسے عوامی کاروبار سے حاصل شدہ آمدنی یا تجارتی آمدنی کہتے ہیں یہ حکومت کے لیے ایک اہم ذریعہ آمدنی ہے۔

عوامی اخراجات

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے عوامی مالیہ کی بحث میں حکومتی آمدنی کو حکومتی خرچ کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دی ہے۔ ان ماہرین معاشیات کے مطابق اپنے اخراجات میں کمی کرنے والی حکومت ایک اچھی حکومت تصور کی جاتی ہے۔ لیکن جدید ماہرین معاشیات مثلاً جے ایم کینز نے حکومتی اخراجات کو زیادہ اہمیت دی ہے۔

عوامی اخراجات کے اصول اور مقاصد

موجودہ حکومت کا تصور "فلاحی ریاست" (WELFARE STATE) کا تصور ہے۔ آج کے دور میں حکومت معاشی معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔ اس لیے دائرہ کار بہت وسیع ہو گیا ہے۔ عوامی اخراجات کا مقصد انتہائی سماجی فلاح (MAXIMUM — SOCIAL WELFARE) کا حصول ہے۔ حکومت کے اخراجات کا مقصد سماجی اور معاشی ترقی کا حصول ہے۔

عوامی اخراجات میں اضافے کی وجوہات

۱۔ آبادی میں اضافہ

آبادی میں اضافہ سے عوام کی ضرورتیں بڑھتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی کم سے کم ضروریات زندگی جن میں غذا، لباس، مکان، تعلیم، طبی سہولتیں، آمد و رفت کی سہولتیں وغیرہ شامل ہیں، پورا کرنے کے لیے حکومتی اخراجات میں اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے

علاوہ آبادی میں اضافے کی صورت میں امن و امان کی برقراری کے لیے پولیس اور عدالتوں پر زیادہ خرچ آتا ہے۔

2۔ فلاحی ریاست کا تصور

قدیم زمانے میں حکومت کا دائرہ عمل دفاع، امن و امان کی برقراری اور چند سماجی خدمات تک محدود تھا لیکن آج فلاحی ریاست کا تصور عام ہو گیا ہے۔ اس لیے موجودہ حکومت کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ عوام کی ہر ضرورت کی تکمیل حکومت کا فرض ہے۔ عوام کی ضرورتیں دن بہ دن بڑھ رہی ہیں اس لیے حکومتی اخراجات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ برقی قوت کی سہولت، طبی سہولت اور تعلیمی سہولتوں کی فراہمی کے لیے حکومتی اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

3۔ قیمتوں میں اضافہ

اشیا اور خدمات کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام کے لیے اشیا اور خدمات کی فراہمی میں حکومت زیادہ اخراجات کر رہی ہے۔

4۔ قومی دولت میں اضافہ

قومی دولت اور قومی آمدنی میں اضافے سے معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ قومی آمدنی میں اضافے کے ساتھ ساتھ حکومتی آمدنی اور اخراجات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

5۔ دفاع کے بڑھتے ہوئے اخراجات

آج کل کی دنیا میں ملکی دفاعی اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ 1962ء میں ہمارے ملک کے دفاعی اخراجات 400 کروڑ روپے تھے لیکن آج بڑھ کر 3000 کروڑ روپے ہو گئے ہیں۔

6۔ تکنیکی تبدیلیاں

حکومت اشیا کی پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کے لیے ریسرچ پر زیادہ اخراجات کرتی ہے۔ مثلاً ہندوستان کی حکومت زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے اعلیٰ اقسام کے بیج کی (H. Q. SEEDS) ایجاد پر زیادہ پیسہ صرف کر رہی ہے۔ اشیا کی پیداوار کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کو تکنیکی تبدیلیاں کہتے ہیں۔

7۔ عوامی شعبہ کی وسعت

عوامی شعبہ دن بہ دن وسیع ہو رہا ہے۔ آزادی کے وقت ہندوستان میں صرف پانچ صنعتیں عوامی شعبہ کے تحت تھیں۔ لیکن آج حکومتی اداروں کی تعداد بڑھ کر 190 ہو گئی ہے۔ عوامی شعبہ میں سرمایہ کاری 20 ہزار کروڑ روپے تک پہنچ گئی ہے عوامی شعبہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ حکومتی اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

8۔ سماجی اور سیاسی بیداری

عوام کی سماجی اور سیاسی بیداری میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ لوگ اپنا حق پہچاننے اور طلب کرنے لگے ہیں۔ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے رہنے اور قسمت پر بھروسہ کرنے کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اس لیے حکومت سماجی اور معاشی اعتبار سے پسماندہ طبقوں کو کئی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ مثلاً 6 تا 14 سال کی عمر کے طلبا و طالبات کے لیے مفت تعلیم کا انتظام غریبوں کو مفت تعلیم اور طبی سہولتیں فراہم کرنا۔ بے روزگاری کا الاونس، وظیفہ (PENSION) کی ادائیگی، اسکالرشپ کی ادائیگی، اقامت خانوں میں مفت غذا کا انتظام، سماج کے غریب افراد کے لیے مکانوں کی تعمیر وغیرہ کے لیے حکومت کو بھاری اخراجات لاحق ہوتے ہیں۔

9۔ غربت کا خاتمہ

حکومت غربت کے خاتمہ کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کر رہی ہے۔ زرعی اور صنعتی شعبوں میں کروڑوں روپے صرف کیے جا رہے ہیں تاکہ روزگار کے زیادہ مواقع فراہم ہو سکیں اور غربت کا خاتمہ ہو سکے۔

10۔ معاشی ترقی

معاشی ترقی کے لیے حکومت منصوبے تیار کرتی ہے معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے زرعی، صنعتی، نقل و حمل اور خدمات کے شعبوں میں حکومت زیادہ اخراجات کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، غربت کا خاتمہ ہوتا ہے اور معیشت تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہے۔

راست اور بالواسطہ ٹیکس

جب کسی ٹیکس کا اثر اور اس کا بوجھ ایک ہی شخص پر ہوگا تو وہ راست ٹیکس

کہلائے گا۔ مثلاً آمدنی ٹیکس، دولت ٹیکس وغیرہ۔

اس کے برخلاف ٹیکس کا اثر سہنے اور اس کا بوجھ برداشت کرنے والے الگ الگ ہوں تو وہ بالواسطہ ٹیکس کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر ڈالٹن کے مطابق بالواسطہ ٹیکس وہ ہے جو ایک شخص پر لگایا جاتا ہے لیکن اس کی ادائیگی جزوی یا کلی طور پر دوسرا شخص کرتا ہے۔ مثلاً بکری ٹیکس دکانداروں پر لگایا جاتا ہے لیکن اس کا بوجھ صارفین پر پڑتا ہے۔

راست ٹیکس کے فائدے

1۔ مساوات

راست ٹیکس انصاف پر مبنی ہوتے ہیں کیونکہ وہ افراد کی آمدنی اور دولت کے مطابق عائد کیے جاتے ہیں۔

2۔ کفایت شعاری

راست ٹیکس کی وصول کے لیے حکومت کو زیادہ عملہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ آسانی کے ساتھ وصول کیا جا سکتا ہے، اور وصولی خرچ کم ہوتا ہے۔

3۔ یقینی

راست ٹیکس یقینی ہوتے ہیں کیوں کہ ٹیکس ادا کرنے والوں کو پہلے ہی سے معلوم رہتا ہے کہ ان کو کتنا ٹیکس ادا کرنا ہے اور کس شرح سے ادا کرنا ہے حکومت کو بھی یہ معلوم رہتا ہے کہ راست سے اس کو کتنی آمدنی حاصل ہوگی۔

4۔ لچک

راست ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی لچک دار ہوتی ہے۔ افراد کی آمدنی اور دولت میں اضافہ سے ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے حکومت کی آمدنی بڑھتی ہے۔ قومی آمدنی میں جس تناسب سے کمی ہوگی اسی تناسب سے ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی گھٹے گی۔ راست ٹیکس اور افراد کی آمدنی اور دولت کے درمیان راست تعلق پایا جاتا ہے۔

5۔ ترقی پذیری

راست ٹیکس میں ترقی پذیری ممکن ہے کیونکہ دولت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ

ٹیکس کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ راست ٹیکس کے ذریعے دولت اور آمدنی کی عدم مساوات کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اس سے سماجی انصاف قائم کیا جاسکتا ہے۔

6۔ احساس شہریت

راست ٹیکس ادا کرنے والوں میں احساسِ شہریت پایا جاتا ہے۔ ٹیکس ادا کرنے والا اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ ٹیکس کے ذریعے وصول کی گئی رقم حکومت کس طرح استعمال کر رہی ہے۔ اگر حکومت بے جا طور پر خرچ کرتی ہے تو وہ حکومت پر تنقید کرتا ہے۔

راست ٹیکس کے نقصانات

1۔ تکلیف

راست ٹیکس ادا کرنے والے کو یہ معلوم رہتا ہے کہ وہ کتنی رقم ٹیکس کے طور پر ادا کر رہا ہے۔ اس بات سے اُسے ایک نفسیاتی تکلیف ہوتی ہے۔

2۔ ٹیکس سے بچ نکلنا

راست ٹیکس کو بار محسوس کرکے لوگ اس سے بچ نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اور آمدنی اور دولت کا غلط حساب بتاتے ہیں۔ ایمانداری سے ٹیکس ادا کرنے والے اس بار کو برداشت کرتے ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ راست ٹیکس ایمانداری پر ٹیکس ہے۔

"A DIRECT TAX IS A TAX ON HONESTY."

3۔ ٹیکس کی شرح من مانی ہوتی ہے

حکومت راست ٹیکس کی شرح من مانی طور پر عائد کر سکتی ہے۔ حکومت جب چاہے عوام کے مشورے کے بغیر ٹیکس کی شرح میں اضافہ کر سکتی ہے۔

4۔ غربا میں احساسِ شہریت ختم ہو جاتا ہے۔

چونکہ راست ٹیکس صرف امیر طبقہ پر عائد کیا جاتا ہے۔ اس لیے غربا میں احساسِ شہریت ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے۔

بالواسطہ ٹیکس کے فوائد

1۔ سہولت

بالواسطہ ٹیکس اشیا پر عائد کیا جاتا ہے۔ جن اشیا پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے ان اشیا

کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ عوام ان اشیا کو خریدتے ہیں تو ٹیکس بھی ادا کرتے ہیں۔ ٹیکس کی ادائیگی کا تصور ان میں نہیں پایا جاتا۔ اس لیے بالواسطہ ٹیکس کی ادائیگی میں سہولت ہوتی ہے۔

2۔ ناپسند نہیں کیا جاتا

بالواسطہ ٹیکس چونکہ اشیا پر عائد کیا جاتا ہے اس لیے لوگ یہ محسوس بھی نہیں کرتے کہ وہ ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ وہ قیمت سمجھ کر ٹیکس ادا کرتے ہیں اس لیے بالواسطہ ٹیکس ناپسند نہیں کیا جاتا۔

3۔ برابری

امیر طبقہ کی اشیائے صرف پر زیادہ شرح سے اور غریب طبقہ کی اشیا صرف پر کم شرح سے ٹیکس عائد کرنے سے ادا کرنے کی صلاحیت کے لحاظ سے سب کو انصاف ملتا ہے۔

4۔ غیر لچک دار طلب

ایسی اشیا جن کے لیے غیر لچک دار طلب ہوتی ہے ان پر ٹیکس میں اضافہ کرنے کے باوجود طلب میں کمی نہیں ہوتی اور حکومت کو زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

5۔ ٹیکس سے بچ نکلنا مشکل ہے

بالواسطہ ٹیکس اشیا کی قیمتوں میں شامل رہتا ہے۔ اشیا خریدی جاتی ہیں تو ٹیکس بھی قیمت کے ساتھ ساتھ دینا پڑتا ہے۔ چونکہ اکثر اشیائے صرف پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے اس لیے بالواسطہ ٹیکس سے بچ نکلنا مشکل ہے۔

6۔ ہر شہری ٹیکس ادا کرتا ہے

چونکہ سماج کے ہر طبقہ کے لیے اشیائے صرف پر بالواسطہ ٹیکس عائد کیا جاتا ہے اس لیے ہر شہری ٹیکس ادا کرتا ہے۔ بالواسطہ ٹیکس سے حکومت کو زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے مثلاً ہندوستان میں 1948ء میں بالواسطہ ٹیکس کے ذریعے مرکزی حکومت کو 182 کروڑ روپے کی آمدنی حاصل ہوئی تھی لیکن 1983ء میں بڑھ کر 18 ہزار کروڑ روپے ہو گئی ہے۔

7۔ سماجی فائدہ

ایسی اشیا جن کے صرف سے سماج کو نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً تعیش کی اشیا نشہ آور اشیا وغیرہ پر زیادہ ٹیکس عائد کرنے سے ان کے استعمال میں کمی ہوتی ہے۔

8۔ لچک

بالواسطہ ٹیکس میں لچک پائی جاتی ہے کیونکہ اشیا کی طلب میں اضافہ کے ساتھ ساتھ حکومت کی آمدنی میں خود بخود اضافہ ہوتا ہے۔

9۔ انجماد سرمایہ

اشیا پر ٹیکس سے صرف میں کمی ہوسکتی ہے لیکن بچت اور سرمایہ کاری پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

بالواسطہ کے نقصانات

1۔ غیر یقینی

لچک دار اشیا پر ٹیکس عائد کرنے سے طلب میں کمی ہوتی ہے اور حکومت کی آمدنی بھی گھٹتی ہے۔ اس لیے بالواسطہ ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی غیر یقینی ہوتی ہے۔

2. غیر منصفانہ

چونکہ ایک ہی قیمت پر امیر اور غریب اشیا خریدتے ہیں اس لیے یہ غیر منصفانہ بات ہے کہ امیر اور غریب پر ایک ہی شرح سے ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ جبکہ امیر طبقہ میں قیمت ادا کرنے کی صلاحیت زیادہ رہتی ہے اور غریب طبقہ میں کم۔

3۔ احساس شہریت ختم ہوجاتا ھے

چونکہ بالواسطہ ٹیکس کی ادائیگی لوگ محسوس نہیں کرتے اس لیے احساس شہریت ختم ہو جاتا ہے۔

4۔ کفایت شعاری نہیں پائی جاتی

فروشندوں سے ٹیکس وصول کرنے کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں، چوربازاری کی روک تھام، نگرانی اور ٹیکس کی وصولی کے لیے مزید عملہ متعین کرنا پڑتا ہے اس لیے بالواسطہ

ٹیکس میں کفایت شعاری نہیں پائی جاتی۔

5۔ قیمتوں میں اضافہ

بالواسطہ ٹیکس عائد کرنے سے اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اشیا کی قیمتوں میں اضافہ سے عوام کی حقیقی آمدنی گھٹتی ہے۔ مختصر یہ کہ کوئی بھی حکومت آمدنی حاصل کرنے کے لیے صرف راست ٹیکس یا بالواسطہ ٹیکس پر منحصر نہیں ہوتی۔ ترقی یافتہ ممالک میں راست ٹیکس سے حکومت کو زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اور معاشی اعتبار سے پسماندہ ممالک میں بالواسطہ ٹیکس سے حکومت کو زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ نظام ٹیکس میں راست اور بالواسطہ ٹیکس شامل رہتے ہیں۔

عوامی قرض

حکومت ملک کے اندر عوام سے اور بیرونی ممالک سے جو قرض حاصل کرتی ہے اس کو عوامی قرض (PUBLIC DEPOSIT) کہتے ہیں۔ ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی اخراجات کے مقابلے میں ناکافی ہو تو حکومت قرض لیتی ہے۔ قرض اور ٹیکس میں کھلا فرق پایا جاتا ہے۔

(۱) عوام کو ٹیکس لازمی طور پر ادا کرنا پڑتا ہے لیکن قرض لازمی طور پر دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۲) ٹیکس ادا کرنے والوں کو حکومت وہ رقم واپس نہیں کرتی لیکن قرض کو حکومت واپس کر دیتی ہے اور قرض پر سود ادا کیا جاتا ہے۔

(۳) عام طور پر عوام اپنی موجودہ آمدنی میں سے ٹیکس ادا کرتے ہیں لیکن بچت کی رقم میں سے قرض دیتے ہیں۔

عوامی قرض کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

1۔ اندرونی اور بیرونی قرض

عوامی قرض ملک کے افراد یا اداروں سے اور دوسرے ممالک کے افراد یا اداروں سے لیا جاتا ہے۔ ملک کے افراد یا اداروں سے حاصل کیے گئے قرض کو اندرونی قرض (INTERNAL DEPOSIT) کہتے ہیں۔ دوسرے ممالک کے افراد یا اداروں سے لیے گئے قرض کو بیرونی قرض کہتے ہیں۔ اندرونی قرض کی ادائیگی ملک کی کرنسی کی شکل میں

کی جاتی ہے۔ بیرونی قرض کی ادائیگی بیرونی کرنسی کی شکل میں ادا کی جاتی ہے۔

2۔ پیدا آور قرض اور غیر پیدا آور قرض

پیداوار قرض سے دولت یا اثاثہ میں اضافہ ہوتا ہے اس قرض کی ادائیگی کے لیے دولت یا اثاثہ سے آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً قرض کا استعمال آبپاشی کی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے، بجلی کی فراہمی کے لیے کیا جائے گا تو اس کو پیداوار قرض کہتے ہیں۔ قرض کو اس طرح خرچ کرنے سے مزید آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

سماجی بھلائی کے پروگراموں پر یعنی تعلیمی سہولتیں، طبی سہولتیں وغیرہ فراہم کرنے سے طویل مدت میں کئی فائدے ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ قرض طویل مدت میں یہ پیدا آور کہلاتا ہے۔ پروفیسر ہکس کے مطابق غیر پیدا آور قرض فائدہ مند قرض نہیں ہوتا مستقبل میں کسی قسم کا فائدہ، آمدنی، پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنیوالے قرض کو غیر پیدا آور یا غیر فائدہ مند قرض کہا گیا ہے۔

3۔ قلیل مدتی قرض اور طویل مدتی قرض

عام طور پر ایک سال کی مدت میں ادا کیے جانے والے قرض کو قلیل مدتی قرض اور ایک سال سے زیادہ مدت میں ادا کیے جانے والے قرض کو طویل مدتی قرض کہتے ہیں۔ مثلاً ٹریژری بل (TREASURY BILL) پوسٹ آفس سیونگ ڈپازٹ وغیرہ قلیل مدتی قرض کہلاتے ہیں۔ طویل مدتی قرض کی فراہمی کے لیے حکومت ایک فنڈ قائم کرتی ہے۔ اس فنڈ سے حاصل کردہ قرض طویل مدت میں ادا کیا جاتا ہے۔

حکومتی قرض میں اضافہ کی وجوہات

آج کے دور میں حسب ذیل وجوہات کی بنا پر حکومتی قرض میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(1) جنگ

آج کے دور میں جنگ کے مصارف بہت بڑھ گئے ہیں۔ جنگی ساز و سامان کے لیے زیادہ اخراجات ہو گئے ہیں۔ ٹیکس سے حاصل شدہ آمدنی جنگ کے اخراجات اور

معاشی ترقی کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لیے حکومت قرض حاصل کرتی ہے۔

معاشی ترقی

ترقی پذیر معیشت میں غیر استعمال شدہ وسائل پائے جاتے ہیں۔ وسائل کا استعمال کرکے تیز تر معاشی ترقی حاصل کرنے کے لیے ٹیکس کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی ناکافی ہوتی ہے۔ اس لیے حکومت قرض حاصل کرتی ہے۔

سماجی بھلائی کے پروگرام

آج کے دور میں فلاحی ریاست (WELFARE STATE) کا تصور عام ہے حکومت سماجی اور معاشی انصاف قائم کرنے کے لیے مختلف پروگرام چلاتی ہے اِن پروگراموں کی عمل آوری کے لیے حکومت عوام سے، بیرونی ممالک سے قرض حاصل کرتی ہے۔

عوامی شعبے کے اخراجات

عوامی شعبے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اس شعبے کے اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بھاری اور بنیادی صنعتوں کے قیام کے لیے زیادہ مالیہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے حکومتی قرض میں اضافہ ہو رہا ہے۔

کساد بازاری

کساد بازاری کے حالات میں طلب، روزگار کے مواقع اور آمدنی میں کمی ہوتی ہے ایسے حالات میں عوام سے ٹیکس حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ٹیکس میں اضافہ کرنے سے طلب میں مزید کمی ہو جائے گی۔ اس لیے حکومت قرض حاصل کرکے کساد بازاری کے حالات پر قابو پاتی ہے۔

منصوبہ بند ترقی

ہندوستان میں معاشی ترقی کے لیے منصوبے تیار کیے جاتے ہیں۔ پنج سالہ منصوبوں کے مقاصد کے حصول کے لیے کروڑوں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے حکومت بڑے پیمانہ پر مالیہ جمع کرتی ہے۔ قرض مالیہ کی فراہمی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

افراطِ زر کے حالات پر قابو پانا

افراطِ زر کے حالات میں قدر زر میں کمی ہوتی ہے، اشیا کی قیمتوں میں اضافہ

ہوتا ہے جس کی وجہ سے معاشی ترقی پر برا اثر پڑتا ہے۔ افراط زر کے حالات پر قابو پانے کے لیے زر کی رسد میں کمی کی جاتی ہے۔ زر کی رسد میں کمی کرنے کے لیے حکومت عوام سے قرض حاصل کرتی ہے۔ عوام سے قرض حاصل کرنے سے اشیا اور خدمات کی طلب میں کمی ہوتی ہے۔ اور قیمتیں گھٹتی ہیں۔

8۔ دیگر وجوہات

حکومتی اخراجات، اجرتوں، مہنگائی بھتہ اور قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے حکومت زیادہ قرض حاصل کر رہی ہے۔

قرض کی ادائیگی

قرض کی ادائیگی کے لیے حکومت ذیل میں درج کیے گئے طریقے اختیار کرتی ہے۔

1۔ فاضل بجٹ

یہ قرض کی ادائیگی کا پرانا طریقہ ہے۔ اس طریقے میں ٹیکس کے ذریعے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ حکومتی اخراجات سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس بچت سے قرض ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن آج کے دور میں خسارہ بجٹ کا رواج ہے۔ یعنی حکومتی آمدنی حکومتی اخراجات سے کم ہوتی ہے۔ اس لیے آج کے دور میں اس طریقہ کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔

2۔ محفوظ فنڈ

حکومتی قرض کی ادائیگی کے لیے ایک فنڈ قائم کرتی ہے۔ اس کو SINKING FUND کہتے ہیں۔ ہر سال بجٹ کا کچھ حصہ قرض کی ادائیگی کے لیے اس فنڈ میں جمع کیا جاتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کی مدت ختم ہونے تک اس فنڈ میں اتنی رقم جمع ہو جاتی ہے کہ اس سے قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔ ہر سال کچھ رقم اس فنڈ میں جمع کرنے سے قرض کا کچھ بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

سرمایہ پر ٹیکس

اس طریقے میں قرض کی ادائیگی کے لیے حکومت عوام کے سرمایہ پر ٹیکس عائد کرتی ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگلستان میں قرض کی ادائیگی کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ عام طور پر عائد کیے جانے والے ٹیکس کے علاوہ ایسا ہی خاص قسم کا ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے۔ پروفیسر ڈالٹن کے مطابق حکومتی قرض کی ادائیگی کے لیے سرمایہ پر ٹیکس عائد کرنے کا طریقہ بہت ہی اچھا ہے۔

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کی چند مطبوعات

معاشیات

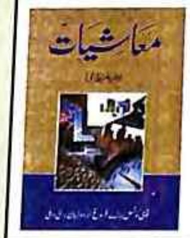

مصنف: رضیہ نظامی
صفحات: 382
قیمت: -/87

معاشیات کے بنیادی اصول

مصنف: سراج الحسن
صفحات: 368
قیمت: -/82

ہندوستان کا صنعتی ارتقا

مصنف:
ڈی آر گیڈ گیل/ایم صدیقی
صفحات: 335
قیمت: -/13

ہندوستانی معیشت

مصنف:
الگ گھوش/محمد خلیق
صفحات: 672
قیمت: -/134

بین الاقوامی معاشیات

مصنف:
چارلس پی کنڈل برجر
صفحات: 744
قیمت: -/35

کھاتہ نویسی اور کھاتہ داری

مصنف: کیو ایچ فاروقی
صفحات: 334
قیمت: -/76

نوٹ: طلبہ واساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجرانِ کتب کو حسبِ ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

कौमी काउन्सिल बराए फरोग़-ए-उर्दू ज़बान
قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
National Council for Promotion of Urdu Language
West Block-1, R.K. Puram, New Delhi-110066